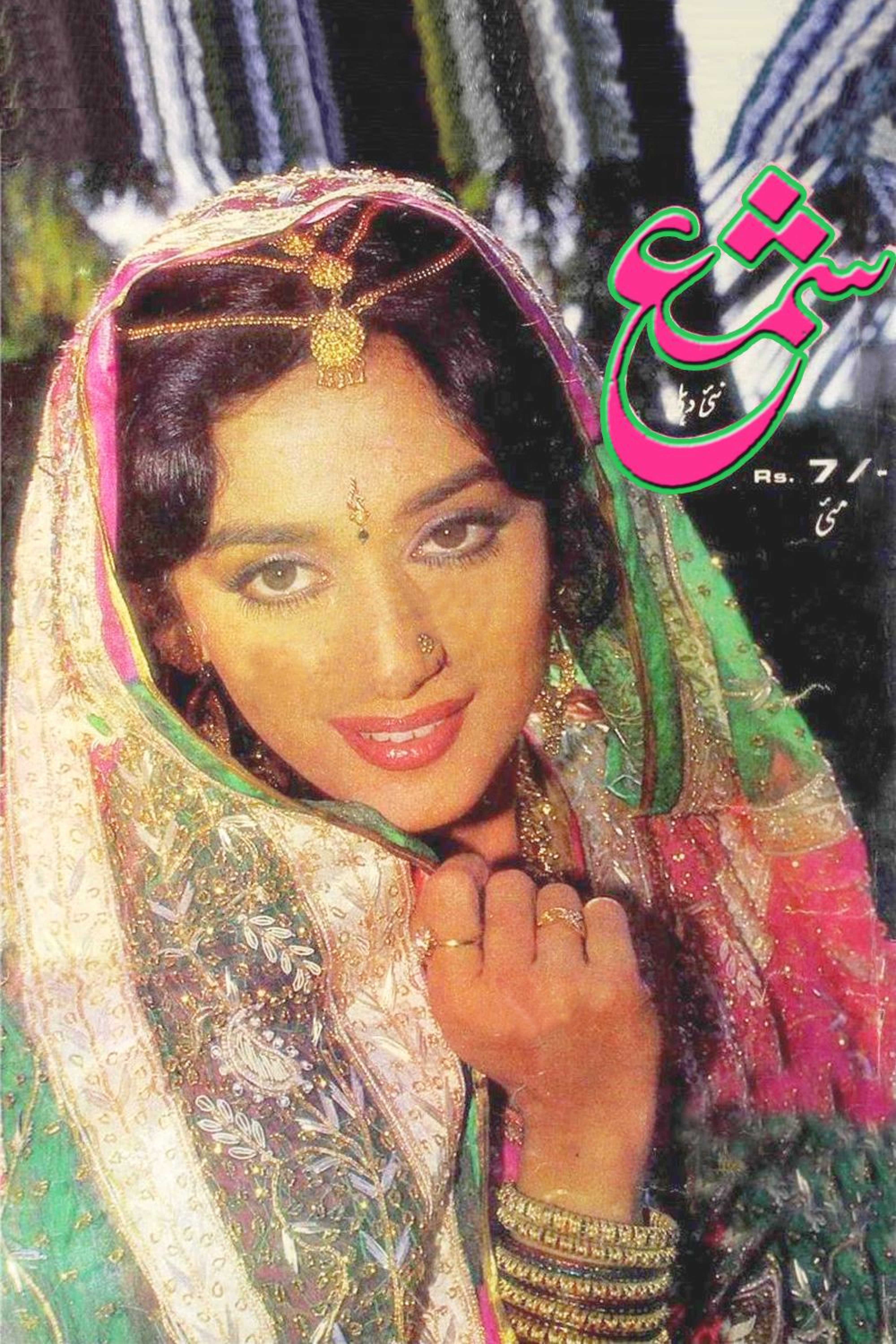

شمع
نئی دہلی
Rs. 7/-
مئی

www.taemeernews.com

بازگشت	ادارۂ شمع	5
فلمی خبر نامہ	ادارۂ شمع	7
ستاروں کی دنیا	مسافر	11
مجھے وزیر اعظم سے ملنے کی تمنا ہے: ڈمپل کپاڈیہ	موہن دیپ	22
یادوں کے موسم	ظہیر ناصر	25
میں نمبر کے کھیل کو اہمیت نہیں دیتا: انیل کپور	موہن دیپ	32
ایک خط باتیں ہزار	رازداں ایم۔اے	37
غزل	قتیل شفائی	45
انصاف کے تراشے (افسانہ)	کرامت اللہ غوری (الجیریا)	47
نظمیں	(ناصر حسین ناصر / کندن سنگھ اختر)	53
اکیلی (قسط وار ناول)	ایم۔اے۔راحت	54
غزلیں	شعرا	65
بلاعنوان (افسانہ)	محمد بشیر مالیر کوٹلوی	67
دیوتا (افسانہ)	پرویز حفیظ	70
بزم شمع	ادارۂ شمع	77

بانی: یوسف دہلوی (مرحوم)

مدیران: یونس دہلوی
ادریس دہلوی
الیاس دہلوی

صدر دفاتر: ۱۴/۱۳ آصف علی روڈ نئی دہلی
ٹیلی فون: 732666 732667 732668

تار کا پتہ: شمع نئی دہلی SHAMA NEW DELHI
ٹیلکس: 3161601-SHMA IN

شمع
مئی ۱۹۹۰

اشاعت کا ۵۲ واں سال، پانچواں شمارہ
ایک کاپی کی قیمت: ۷ روپے
سال بھر کی قیمت: ۸۰ روپے

آڈٹ بیورو آف سرکولیشن بمبئی، اور آل انڈیا نیوز پیپر ایڈیٹرز کانفرنس، نئی دہلی کا ممبر ہے۔
مطبوعہ: شمع پریس، شاہدرہ، دہلی ۳۲
ٹائیٹل: شمع پریس، شاہدرہ، دہلی ۳۲
مالکان: شمع میگزین طابع و ناشر: یونس دہلوی

مقام اشاعت: ۱۴/۱۳ آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

ادارہ شمع، بانو، مجرم اور شبستاں (ہندی) بھی شائع کرتا ہے۔ شمع میں شائع ہونے والے تمام ادبی یا نیم ادبی مضامین میں نام، مقام، واقعات اور ادارے قطعی فرضی ہوتے ہیں اور حقیقی افراد، مقامات، واقعات یا اداروں سے ان کی مطابقت محض اتفاقیہ ہے جس کے لئے ایڈیٹر، پبلشر یا مصنف پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ شمع میں شائع ہونے والے تمام مضامین اور تصاویر کے جملہ حقوق طبع و نقل بحق پبلشرز محفوظ ہیں۔ کسی طرح بھی اس کے کسی حصے کی اشاعت یا کسی بھی طرح استعمال سے پہلے تحریری اجازت لینی ضروری ہے۔

● سرورق: ادھوری ڈرکشت (فوٹو: جینت امیتا)

www.taemeernews.com

بہترین کُتب کا عمدہ انتخاب
شمع کے ادارے سے منگائیے

عمدہ ناول :

آگ اور دھواں	ایم اے راحت	۵ روپے
انجمن صورت مرغ نگاہ	ریاض احمد برنی	۶ روپے
اندھیرے	اختر ماورا	۵ روپے
عشق بلاخیز	سید ناظم محمود	۱۰ روپے
ہزار راتیں	شمس مظفر پوری	۱۰ روپے
جلن	کرشن گوپال عابد	۴ روپے
جاتی جوانی بھیس	وشنو کمود آنادی	۹ روپے
کرنیں	شفیق الرحمن	۶ روپے
برہن	کرشن گوپال عابد	۱۰ روپے
ٹوٹتے ناتے	گلزار جاوید الہدی	۱۲ روپے
انگنی لہریا	گلزار جاوید الہدی	۱۲ روپے
بھیگے سائے	گلزار جاوید الہدی	۱۲ روپے
نئے قدم	ہاجرہ نازلی	۹ روپے
پہلی لڑکی	رازداں ایم اے	۵ روپے
رام محمد ڈیسوزا	علی رضا	۷ روپے
ظالم	صبیحہ امرت	۶ روپے
تیرا حسن نکھرے	سیما شوری	۱۲ روپے ۵۰ پیسے
آدھی روٹی	سیما شوری	۱۲ روپے ۵۰ پیسے
تیسری آنکھ	سیما شوری	۱۲ روپے ۵۰ پیسے
دیکھیے دیکھیے	سیما شوری	۱۲ روپے ۵۰ پیسے
ایک آوارہ لڑکی کا ناول (ناولٹ)	[illegible]	۴۰ روپے
آغوش	سراج انور	۴۵ روپے
سنگریزے	رضیہ بٹ	۱۰ روپے
ایک عورت ہزار دیوانے	کرشن چندر	۱۰ روپے
یادوں کی بارات	جوش ملیح آبادی	۴۰ روپے
ٹکن	بشریٰ رحمن	۴۰ روپے
شیشے کی چٹان	سراج انور	۴۰ روپے
شب تار	سراج انور	۲۴ روپے
حصار	سراج انور	۲۴ روپے
خاک تمنا	سراج انور	۲۴ روپے
۱۹۱۲ سے ۱۹۵۵ تک	سعادت حسن منٹو	۲۵ روپے

الیاس سیتاپوری کی تاریخی کہانیاں :

وادی کا آنسو	۱۰ روپے
راکس کا ہرن	۱۰ روپے
کشمیر کی کلی	۱۶ روپے
پارسائی کا فنکار	۲۰ روپے
دیوتا کے پرستار	۲۰ روپے
عجائب خانۂ عشق	۱۵ روپے
داستان حور	۱۵ روپے
آتش پرست	۱۵ روپے
شہزادی کا انتقام	۱۵ روپے
بالاخانے کی دلہن	۱۵ روپے
حرم سرا	۱۵ روپے
حرم سرا کا محبوب	۱۵ روپے
چاند کا خدا	۱۵ روپے

اُردو کی مقبول ترین ادیبہ واجدہ تبسم :

نتھ کا بوجھ	۳۰ روپے
نتھ اترائی	۳۰ روپے
نتھ کا زخم	۳۰ روپے
نتھ کی عزت	۳۰ روپے
نتھ کا غرور	۳۰ روپے
اترن	۳۰ روپے
ساتواں پھیرا	۳۰ روپے
بھیگے دریا	۲۵ روپے
کیسے کاٹوں رین اندھیری	۱۵ روپے
کیسے سمجھاؤں	۱۵ روپے

تاریخی کتب :

آفتاب عالم عکسی نقل	صادق حسین سردھنوی	۳۵ روپے
معرکۂ کربلا عکسی نقل	صادق حسین سردھنوی	۲۸ روپے
داستان ایمان فروشوں کی مکمل	اشتیاق (پانچ جلدیں)	۱۳۰ روپے
آخری چٹان	نسیم حجازی	۳۰ روپے
محمد بن قاسم	نسیم حجازی	۳۰ روپے
اور تلوار ٹوٹ گئی	نسیم حجازی	۳۰ روپے
معظم علی	نسیم حجازی	۳۰ روپے
شاہین	نسیم حجازی	۳۰ روپے
کلیسا اور آگ	نسیم حجازی	۴۰ روپے
داستان مجاہد	نسیم حجازی	۱۵ روپے
یوسف بن تاشفین	نسیم حجازی	۲۰ روپے
اندھیری رات کے مسافر	نسیم حجازی	۳۰ روپے
قیصر و کسریٰ	نسیم حجازی	۴۵ روپے
قافلۂ حجاز	نسیم حجازی	۴۰ روپے
پاکستان سے دیار حرم تک	نسیم حجازی	۱۰ روپے
سفید جزیرہ	نسیم حجازی	۱۵ روپے

پامسٹری، ہپناٹزم، ٹیلی پیتھی :

مستقبل کا ہاتھ	ڈاکٹر ایم۔ اے۔ قریشی	۴۰ روپے
ہپناٹزم کیا ہے ؟		۲۰ روپے
ہپناٹزم کے عملی طریقے		۲۰ روپے
ٹیلی پیتھی گائیڈ		۲۰ روپے

باتصویر فلمی کہانیاں :

بیراگ	۱۰ روپے
ستیم شیوم سندرم	۱۰ روپے

طبی کتب :

دیہاتی معالج مکمل دو حصے	۲۷ روپے
یونانی ادویہ مفردہ	۸ روپے
فطری علاج	۶ روپے ۷۵ پیسے

تیمارداری	۱۲ روپے ۳۰ پیسے

صحت :

سیکس تکنیک	ڈاکٹر کیول دھیر	۳۰ روپے
سیکس نوجوانوں کے لیے	ڈاکٹر کیول دھیر	۳۰ روپے
حسن و صحت اور ورزش		۷ روپے
موٹاپا اور اس کا علاج		۱۰ روپے
بڑھاپا اور اس کا علاج		۸ روپے
صحت اور زندگی		۱۰ روپے
پریم شاستر		۱۰ روپے
کام شاستر		۱۰ روپے
گرہست شاستر		۱۰ روپے
یوگا اور حسن		۹ روپے
سر درد اور اس کا علاج		۹ روپے
روحانی معالج		۸ روپے
حمل سے پیدائش تک		۱۰ روپے
پھلوں سے علاج		۱۲ روپے
سبزیوں سے علاج		۱۲ روپے
تعلیم بالغان		۲۰ روپے
رہبر بالغان		۲۰ روپے
قانون مباشرت		۲۵ روپے
ترغیبات جنسی		۳۰ روپے

شعری ادب :

ہزار داستان	(فراق گورکھپوری کے شعروں کا البم)	۵ روپے
کلیات شکیل	شکیل بدایونی	۱۲ روپے
کلیات فیض	فیض احمد فیض	۱۲ روپے
خاک دل	جاں نثار اختر	۲۵ روپے
آموختہ	قتیل شفائی	۲۰ روپے
پیراہن	قتیل شفائی	۲۰ روپے
موج صبا	خلش دہلوی	۱۰ روپے
وزیر نو	دلاور فگار	۵ روپے

ٹیچر :

عربی اردو انگلش بول چال	مخدوم صابر	۱۵ روپے
عربی بول چال اردو	مخدوم صابر	۶ روپے
عربی انگلش ٹیچر		۹ روپے ۵۰ پیسے
دیپکا اسمارٹ ٹیچر کلاس (اردو انگلش)		۱۵ روپے

عمدہ کشیدہ کاریاں :

فرح کشیدہ کاری	۲۵ روپے
باقر کشیدہ کاری	۳۰ روپے
زینت کشیدہ کاری	۲۲ روپے
فردوس کشیدہ کاری	۱۸ روپے
راسیہ کشیدہ کاری	۱۸ روپے
سارہ کشیدہ کاری	۱۶ روپے
شمع کشیدہ کاری	۱۶ روپے

کھانا پکانے کی اہم کتابیں :

نعمت کدہ	۲۸ روپے
رضیہ کا شاہی دسترخوان	۱۵ روپے
مغل شاہی دسترخوان	۱۵ روپے

ایجنٹ حضرات اپنے آرڈر جلد بھیجیں۔

غیر ملکی پڑھنے والے اپنے اپنے ملک کے لیے قیمت اور محصول ڈاک معلوم کرنے کے لیے تحریر فرمائیں اور پھر ڈرافٹ بھیجیں۔

ایک ساتھ کتابیں منگانے پر محصول ایرمیل میں کافی رعایت ہو جاتی ہے۔

غیر ملکی پڑھنے والے ڈرافٹ شمع میگزین آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲ کے نام بھجوائیں۔ ڈرافٹ کسی بینک یا ان کی بینکنگ کمپنی سے بھی بنوا سکتے ہیں۔

شمع بک ڈپو، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

بازگشت

فلم

ڈیر ادریس صاحب :

میرا ایک پُرانا، شان دار سپنا حقیقت بننے والا ہے۔ برسوں پہلے "اشوک دی گریٹ" بنانے کی آرزو دل میں سمائی تھی۔ وقت کے ساتھ یہ آرزو زور پکڑتی گئی۔ ۲۷ سال اس کی منصوبہ بندی اور ریسرچ میں لگے اور اب آکر شوٹنگ شروع ہو رہی ہے۔ مشہور مورخ آکسفورڈ یونی ورسٹی کے شعبۂ تاریخ کے صدر اور موریہ دور پر اتھارٹی پروفیسر ایم این داس اسکرپٹ کو آخری شکل دے چکے ہیں۔ ہندی میں مکالمے ڈاکٹر راہی معصوم رضا نے لکھے ہیں۔ انگلش اسکرین پلے اینڈریو سنکلیر نے تیار کیا ہے۔ اس فلم میں تاریخ کی تین داستانوں کا احاطہ کیا جائے گا۔ چندر گپت کا بچپن چانکیہ کا اس کے جوہر پہچان لینا، چندر گپت کا موریہ سلطنت قائم کرنا، اشوک کا اس سلطنت کو پھیلانا اور مستحکم کرنا، کالنگا کی فتح اور اس کے بعد اشوک کا بدھ راہب بن جانا —— تاریخ کے یہ سارے ہنگامہ خیز اور روشن باب دوردرشن کے لئے ۵۲ کڑیوں میں پیش کئے جائیں گے۔ بین الاقوامی مارکیٹ کے لئے اسے ہندی اور انگلش میں ایک ساتھ فلمایا جائے گا۔

سنگیت کا شعبہ نوشاد نے سنبھالا ہے۔

نام ور جرنلسٹ اور این ایف ڈی سی کے سابق چیرمین بی کے کرنجیا ڈیڑھ کروڑ ڈالر (لگ بھگ ۲۶ کروڑ روپئے) کے اس پروجیکٹ کے مشیر خاص اور منتظم اعلیٰ ہیں۔ ٹائمز آف انڈیا گروپ کے سابق جنرل منیجر جے سی جین اعزازی صلاح کار ہیں۔ اس پروجیکٹ کے لئے غیر ملکی سرمایہ یونائیٹڈ ٹرسٹ انڈسٹریل کارپوریشن، واشنگٹن نے فراہم کیا ہے۔ کاسٹ اور تکنیکی عملے میں غیر ملکی اور ہندوستانی دونوں شامل ہوں گے۔ انگلش روپ کے کاسٹنگ ڈائرکٹر پروفیسر داس کی مدد سے یوکے اور یو ایس اے میں غیر ملکی کاسٹ کا انتخاب کریں گے۔ میں خود بھی مارچ کے آخر میں یو ایس اے پہنچوں گا۔

(فلم ساز) او پی رلہن

ادریس صاحب :

پیار، خلوص، نیک تمنائیں، دعائیں، کیا کچھ نہیں ہے ان خطوں میں جو مجھے اپنی سال گرہ کے سلسلے میں ملے ہیں۔ الگ الگ سب کو جواب دینا ممکن نہیں، اس لئے شمع کے ذریعہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سب دیکھے ان دیکھے دوستوں، قدردانوں اور خیر خواہوں کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خدا انہیں ہمیشہ شاد کام اور بامُراد رکھے۔

"جانِ وفا" کچھ عرصے سے تعطل کی لپیٹ میں تھی، لیکن اب سارے مرحلے طے ہو گئے ہیں اور یہ فلم عید پر پیش کی جا رہی ہے، اسی لئے مصروفیت بھی بہت بڑھ گئی ہے۔

"جانِ وفا" سے میرا گہرا تعلق ہے۔ یہ تعلق فنی ہی نہیں، گھریلو بھی ہے۔ اس فلم میں میرے فرزند پردیپ خیام نے کام کیا ہے۔ اس کے لئے آپ کی دعاؤں کا طلب گار رہوں۔ اُمید ہے شمع پڑھنے والے بھی اسے اپنی چاہت سے نوازیں گے۔

(سنگیت کار) خیام

★ شمع، مارچ، اپریل ۱۹۹۰ میں ٹیلی سیریل "ٹیپو سلطان کی تلوار" کے خلاف واویلا کے بارے میں پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ پتہ نہیں اس ناروا احتجاجی شور کا سبب لاعلمی ہے یا فرقہ پرستوں کی منظم سازش۔ حد تو یہ ہے کہ اس بے بنیاد شور نے ہماری خود کو سیکولر کہنے والی حکومت کو بھی تذبذب میں ڈال دیا ہے۔

۱۹۸۲-۱۹۸۱ میں لندن کی ایشیائی آرٹسٹوں کی ایسوسی ایشن نے مجھے ٹیپو سلطان پر ایک ڈراما لکھنے کا کام سونپا تھا۔ اس کے لئے میں نے انڈیا آفس لائبریری، وکٹوریہ میوزیم، البرٹ میوزیم اور دوسرے میوزیموں میں جا جا کر گہری ریسرچ کی تھی۔ پھر انڈین کونسل فار کلچرل ریلیشنز (نئی دہلی) کے تعاون سے دہلی، بمبئی، بنگلور، میسور اور سری رنگاپٹم میں ٹیپو سلطان اور ان کے دور پر عبور رکھنے والے عالموں سے تفصیلی بات چیت کی تھی۔ اس تحقیقی مہم میں جتنا بھی آگے بڑھتا گیا اتنا ہی اس تاریخ ساز ہستی کی بے مثال ذہانت، کردار کی بلندی، اپنے ہم عصروں میں سب سے اونچا قد اور سب سے بڑھ کر بہادری اور سرفروشی مجھے مسحور کرتے گئے۔ مجھے شک کی کسی بھی گنجائش کے بغیر پورا یقین ہو گیا (اور آج بھی یقین ہے) کہ ٹیپو سلطان ان عظیم ترین بادشاہوں میں سے ایک تھے جنہوں نے ہندوستان کی مٹی سے جنم لیا۔ ظلم، تعصب اور مذہبی جنون ان کے مزاج میں نام کو بھی شامل نہ تھا۔ وہ انتہائی عالم فاضل، روادار اور مہذب انسان تھے۔ انگریزی سامراج کے خلاف لڑتے ہوئے ۴ مئی ۱۷۹۹ کو جب وہ شہید ہوئے تو انہوں نے اپنی ہی کہی ہوئی یہ بات ثابت کر دکھائی کہ گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔ پوری ہندوستانی تاریخ میں وہ اکیلے جاں باز بادشاہ رہے جنہوں نے لڑائی کے میدان میں لڑتے لڑتے جان دی۔

مجھے یقین ہے، سنجے خاں نے اپنے سیریل میں ٹیپو سلطان کی شخصیت کے ان ہی پہلوؤں کو نمایاں کیا ہوگا۔ میری ارباب حکومت سے گزارش ہے کہ تنگ نظر فرقہ پرستوں کی لابی کے دباؤ میں نہ آئیں اور اس سیریل کو اسی شان اور وقار کے ساتھ ٹیلی کاسٹ کرنے کا اہتمام کریں جس کا یہ قومی ہیرو بجا طور پر حق دار ہے۔ آخر ہمارا قومی نعرہ بھی تو "ستیہ میو جیتے" (سچائی

www.taemeernews.com

کی جیت ہوگی) ہے۔

شمس الدین آغا
چیرمین، انڈین مسلم فیڈریشن (یو کے)
لندن (یو کے)

★ ابھیتابھ بچن کا انٹرویو "یہ سیاست کا گہن کب ختم ہوگا؟" (شمع: اپریل) پڑھ کر محسوس ہوا کہ اس کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ وہ اب اپنی ساری صلاحیت اور سارا وقت فلم انڈسٹری کو دے گا۔ اپنے آپ کو خانوں میں نہیں بانٹے گا اور اپنی عمر کی مناسبت سے رولز لے گا۔ اس طرح یقیناً وہ اس گہن سے نکل آئے گا جس نے اسے کچھ عرصہ سے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے

نوخیز فتح پوری، بھاگل پور

★ ابھیتابھ بچن کے سیاسی بھنور میں پھنس جانے اور چند بڑے بجٹ کی فلموں کی ناکامی کے بعد پہلی بار شمع: اپریل میں اس کا مفصل انٹرویو پڑھنے کو ملا جس میں اس نے کھلے دل سے اعتراف کیا ہے اپنی ناکامی کا ذمہ دار وہ خود ہے اور اس کے وہ رولز ہیں جنہیں وہ عمر کی حد گزر جانے کے بعد بھی دُہرا رہا ہے، دراصل ناظرین پُرانی شراب نئی بوتل میں پیش کرنے کے فارمولے سے تنگ آگئے ہیں۔ انہیں بڑے بجٹ اور بڑے ناموں سے مرعوب اور متاثر نہیں کیا جا سکتا۔ ویسے ابھیتابھ کی ناکامی کی وجہوں میں جہاں رولز کی یکسانیت شامل ہے، وہیں گیتوں کی عدم مقبولیت بھی ناکامی کا ایک سبب ہے۔ خود ابھیتابھ اپنی فلموں میں گیت گانے کو ایک ضروری امر سمجھ بیٹھا ہے۔ بچوں کو توتلا بن کر کہانی سنانے والی آواز کے لئے "مُرغا جوان ہوگیا" جیسے گیت زیب نہیں دیتے۔ یہی وہ مرحلے ہیں جہاں ناظرین اُکتاہٹ محسوس کرتے ہیں کیوں کہ وہ اپنے محبوب اداکار سے اونچی توقعات رکھتے ہیں۔

رازداں نے اپنے خط (شمع: اپریل) میں درست لکھا ہے کہ صحیح معنوں کا ایکٹر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ وہ وقت کی تبدیلی کے ساتھ یقیناً لوٹ آتا ہے۔ لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب اداکار ماضی کی غلطیوں کو نہ دُہرائے اور نئے نئے کرداروں میں فلم بینوں کی پسند کے مطابق خود کو ڈھالے۔ ابھیتابھ کو بھی یہی اصول اپنانے ہوں گے اور فلموں میں گلوکاری کو چھوڑ کر ساری توجہ اداکاری اور فلموں کے انتخاب پر مرکوز کرنی ہوگی۔ اس کے ساتھ وہ اپنی فلموں میں کامیڈین اداکاروں کی شمولیت کی گنجائش فراہم کرنے پر زور دے تو اس کی فلمیں ایک بار پھر باکس آفس پر تہلکہ مچائیں گی۔

متین صدیقی، حیدرآباد

★ "ستاروں کی دنیا" (شمع: اپریل) میں رائٹر سلیم خاں نے اپنے خود اعتمادی کے پیکر بیٹے سلمان خان کے بارے میں کہا ہے کہ سلمان ننھا بچہ نہیں جو ہر ایک کے چنگل میں آجائے، سلمان کا دماغ خراب نہیں ہوا ہے، بلکہ اس کا دماغ دُرست ہوگیا ہے۔ وہ اچھے بُرے کی تمیز رکھتا ہے۔ وہ چھتری تلے نہیں آیا ہے۔ اس نے بمبئی میں آنکھیں کھولی ہیں اور پھر مچھلی کے بچے کو تیرنا کوئی نہیں سکھاتا۔ واقعی سلیم خان نے اپنے بیٹے سلمان خان کو خود اعتمادی کی چٹان ثابت کر دیا ہے۔ ان کی باتیں پڑھ کر پتہ نہیں کیوں ایک شعر زبان پر آگیا:

ہم تو ٹھہرے ہی رہے جھیل کے پانی کی طرح
دریا بنتے تو بہت دُور نکل جاتے ہم

محمد اسلم جلانہ، کلکتہ۔۱۳

★ فلمی خبرنامہ (شمع: اپریل) میں یہ سنسنی خیز خبر پڑھی کہ جیہ پردا جس شخص کو پاگل کہتی تھی، عدالت نے اسی کو اس کا شوہر قرار دیا ہے۔ شمع کے وسیع ذرائع پر ہمیں بھروسا ہے۔ اُمید ہے اگلے ہی شمارے میں آپ اس پُراسرار معاملے پر سے پردہ اُٹھانے میں کامیاب ہوں گے۔ پروانوں کو پوری تفصیل کا انتظار رہے گا۔

نزہت آرا، مونگیر

ادب

★ "ستاروں کی دنیا" (شمع: اپریل) میں مسافر نے ۱۴۔ فروری، یعنی بنگلور کی قیامت کا دن مان کر آنسوؤں اور آہوں کے قلم سے تحریر کیا ہے۔ بنگلور جہاز کے حادثے کا شکار ہونے والے لوگوں اور ان کے متعلقین کی داستانِ اَلم پڑھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ تھوڑی سی بھی غفلت یا کوتاہی کس طرح بہت سے انسانوں کو موت کی گود میں سُلا دیتی ہے۔ غلطی کسی کی بھی ہو، اُسے سزا ضرور ملنی چاہیے۔ مگر ہمارے یہاں اتنا سخت قانون کہاں ہے جو ان بے پروا لوگوں کو سزا دلا سکے۔ یہاں تو انکوائری اور کمیشن میں وقت کے ساتھ پیسہ بھی برباد ہوتا ہے اور وقتی طور پر مگرمچھ کے آنسو بہائے جاتے ہیں۔ پھر کچھ دن کے بعد سب اس معاملے کو بھول جاتے ہیں۔ شمع نے اس حادثہ سے متاثر ہو کر شاداب بطریس کی ایک درد بھری نظم "حادثوں کے پنچھی" شائع کی ہے جسے پڑھنے کے بعد ایک چیخ بھی نکل جاتی ہے۔ اس درد بھری نظم کے کئی شعر پڑھنے کے بعد آنکھیں نم ہو جاتی ہیں:

کس خطا پر تمہیں سزا دی گئی؟
دھجی دھجی بدن کی اُڑا دی گئی؟
گود دو گز زمیں کی بچھا دی گئی
آسمانوں سے گرتے ہوئے پنچھیو

ضیا رجعفر، بنگلور

★ راہی شہابی کی نظم "برادرانِ وطن سے" (شمع: اپریل) کروڑوں دلوں کی پکار ہے۔ کاش یہ صدا ان سب عصبیت کے ماروں تک پہنچے جو وقت کی رفتار کو روکنے کی لاحاصل کوشش کر رہے ہیں اور جن کا نعرہ ہے:

دَوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تُو

احمد سہیل، گلبرگہ

★ رفیعہ منظورالامین کی کہانی "میرے مندیر کا گا بولے" (شمع: اپریل) جتنی دلچسپ ہے، اتنی ہی عبرت آموز بھی ہے۔ مصنفہ نے نہایت فن کارانہ انداز سے نسلی برتری کی اس خود فریبی کی عکاسی کی ہے جو سفید فام لوگوں کے ذہن پر ہر آن چھائی رہتی ہے اور جو قریب ترین رشتے (میاں بیوی کے رشتے) میں بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔

نصرت ظہیر، کٹک

●●

www.taemeernews.com

فلمی خبرنامہ

دھرمیندر نانا اور سنی دیول ماما بن گئے

دھرمیندر کی بیٹی اور سنی دیول کی بہن وجیتا پچھلے دنوں ایک بچی کی ماں بن گئی۔

جیکی شیروف بیٹے کا باپ بنا

گزشتہ دنوں جیکی شیروف کی بیوی عائشہ شیروف نے ایک بیٹے کو جنم دیا۔ جیکی اور عائشہ کا یہ پہلا بچہ ہے۔

بھاگیہ شری ماں بنی

فلم "میں نے پیار کیا" کی ہیروئن بھاگیہ شری پچھلے دنوں ایک بیٹے کی ماں بن گئی۔

دیپتی نول نے طلاق لی

اداکارہ دیپتی نول نے اپنے شوہر ہدایت کار پرکاش جھا سے طلاق لے لی ہے۔ سلسلہ میں کسی جھگڑے اور ناراضگی کے بغیر دونوں ہی رضامندی سے الگ الگ ہوجانے پر راضی ہوئے۔ قریب پانچ سال پہلے یہ شادی ہوئی تھی۔

ہیما مالنی ڈائریکٹر اور کمار گورو پروڈیوسر بنے ہیں

ہیما مالنی جس نے حال ہی میں اپنے ٹی وی سیریل "نوپور" کی ڈائریکشن دی تھی، جلد ہی ڈائریکٹر کی حیثیت سے اپنی پہلی فلم شروع کرے گی۔ اسی کے ساتھ کمار گورو نے پروڈیوسر بننے کا فیصلہ کیا ہے۔ کمار گورو آگے چل کر اپنی کسی فلم کی ڈائریکشن بھی دے گا۔

ڈمپل کپاڈیہ پروڈیوسر بن رہی ہے

اداکارہ ڈمپل کپاڈیہ پروڈیوسر کی حیثیت سے جلد ہی اپنی پہلی فلم شروع کرے گی۔ جس میں ہیروئن کا رول خود ڈمپل ادا کرے گی۔ اس فلم کو راج کمار سنتوشی ڈائریکٹ کرے گا۔

● مشہور مزاحیہ اداکار مقری کی بیٹی نسیم مقری نے ہندوپاک کے مشہور اردو شعراء کا کلام ہندی میں "جھونکے" کے نام سے ایک کتابی صورت میں چھاپا ہے۔ اس کتاب کی رسم اجراء پر مقری، سنیل دت، دلیپ کمار، اختر الایمان اور مائیک پر نسیم مقری۔

ڈانس ڈائریکٹر کمل کا بیٹا فلم کا ہیرو

مشہور ڈانس ڈائریکٹر ہدایت کار کی حیثیت سے ایک رومانی اور ایکشن فلم کی ہدایت دیں گے، جس میں ان کا بیٹا عرفان پہلی بار ہیرو کا رول ادا کرے گا۔

فلم ساز سروج خان کی پہلی فلم "نقشِ قدم"

مشہور ڈانس ڈائریکٹر سروج خان کی بحیثیت فلم ساز پہلی سنیما اسکوپ فلم "نقشِ قدم" ہے۔ جس میں دو ہیرو اور دو ہیروئنیں پیش کی جائیں گی، جن کا انتخاب کیا جا رہا ہے۔ فلم

● فلم "میت میرے من کا" کے مہورت پر پرسن جیت، سلمیٰ آغا اور فلم ساز و ہدایت کار سنیل کمار۔ فیروز خان اور نئی اداکارہ عائشہ جولکا اس فلم کے دیگر اہم ستارے ہیں۔

www.taemeernews.com

کا مصنف وہدایت کار سمیر مالکن اور موسیقار بپّی لہری ہیں۔

سُنیل سکند کی نئی فلم کا نام "لکیر"

کریکٹر ایکٹر پران کا ہدایت کار بیٹا سُنیل سکند پروڈیوسر سریش بھگت کے لیے جس فلم کی ڈائریکشن دے رہا ہے، اُس کا نام لکیر رکھا گیا ہے۔ پرانؔ نصیر الدین شاہ جیکی شیروف، سنگیتا بجلانی اور ڈینی فلم کے اہم ستارے ہیں۔

سلمان خاں کے مقابل نئی ہیروئن فلم کے مصنف سلیم خاں ہوں گے

پروڈیوسر ودیک دسوانی کی فلم میں سلمان خاں کے مقابل ایک نئی ہیروئن پیش کی جائے گی۔ اس فلم کے مصنف سلمان خاں کے والد سلیم خاں ہیں۔ ڈائریکٹر آنند بالانی اس فلم کو ایک شوٹنگ شیڈیول میں مکمل کریں گے۔

● سلمان خاں اور اس کا چھوٹا بھائی ارباز خاں

ارباز خاں بھی فلموں میں ہیرو بن کر آئے گا۔ سلمان خاں ہیرو بننے سے پہلے ششی لال نائر کا اور ارباز خاں مہیش بھٹ کا اسسٹنٹ رہ چکا ہے۔

سریش ملہوترہ کی نئی فلم کے مصنف سلیم خاں

پروڈیوسر سریش ملہوترہ (زیر تکمیل فلم "زمین") کی نئی فلم کے مصنف سلیم خاں اور ہدایت کار راو تارچھوگل ہوں گے۔ فلم کے ستاروں کا انتخاب ابھی نہیں ہوا۔

● رازداں ایم اے کا اداکار بیٹا وکرم رازداں

"جو جیتا وہی سکندر" میں وکرم رازداں

پروڈیوسر ناصر حسین اور ڈائریکٹر منصور خاں کی نئی فلم "جو جیتا وہی سکندر" کی شوٹنگ اوٹی میں کی گئی۔ جس میں عامر خاں، گرسیجا، مامیک ہرسیت، ملند سومن، نغمہ، کرن زویری، وکرم رازداں، اجیت وچھانی، اسرانی اور کل بھوشن کھربندا اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ فلم کے مصنف منصور خاں، گیت کار مجروح سلطان پوری اور موسیقار جیتن للت ہیں۔

10 فلمیں

۱۔ کشن کنھیا
۲۔ میں نے پیار کیا
۳۔ کرودھ
۴۔ امیری غریبی
۵۔ اگنی پتھ
۶۔ جینے دو
۷۔ عزت دار
۸۔ دشمن
۹۔ آزاد دیش کے غلام
۱۰۔ آتش باز

"زہر" اب "نیا زہر"

پروڈیوسر پروین بھشکر اور ڈائریکٹر جیوتی سروپ کی زیر تکمیل فلم کا نام "زہر" سے بدل کر "نیا زہر" رکھا گیا ہے۔ اُم موہنی، شتابدی رائے، ارجن، ڈسکو شانتی، راگنی، الکا کوبل، وینا شری، شارد اوریا، اجیت وچھانی، پرتھوی سونی، شری رام لاگو، شِوا، نوین نشچل اور اقبال دُرانی فلم کے اہم ستارے ہیں۔ کلیان جی آنند جی فلم کے موسیقار ہیں۔

"خداگواہ" افغانستان میں

پروڈیوسر نذیر احمد اور منوج ڈیسائی کی فلم "خداگواہ" کی آؤٹ ڈور شوٹنگ جو روس کے شہروں تاشقند، سمرقند میں ہونے والی تھی۔ اب افغانستان کے شہروں کابل اور قندھار میں ہوگی۔ فلم کی ابتدا میں آؤٹ ڈور شوٹنگ افغانستان میں کرنے کا ارادہ تھا کیا گیا تھا مگر وہاں کے حالات کے پیش نظر روس میں شوٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مگر اُدھر روس میں بھی حالات بگڑ گئے ہیں، اس لئے اب یہ آؤٹ ڈور شوٹنگ افغانستان میں ہوگی۔ امیتابھ بچن، سری دیوی، سنجے دت، شلپا شرودکر اور ڈینی اس فلم کے خصوصی ستارے ہیں۔

فیروز اے نڈیاڈوالا کی نئی فلم "پرتی کار"

پروڈیوسر فیروز اے نڈیاڈوالا (جلد آنے والی فلم: "گھر ہو تو ایسا") کی نئی فلم "پرتی کار" میں راکھی، انیل کپور، مادھوری ڈکشٹ، محسن خاں، سونو والیہ، شریا رائے، اوم پرکاش، اسرانی، لکشمی کانت بیردے، ارونا ایرانی، ستیش شاہ اور سشمیتا مکرجی اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ فلم کے ہدایت کار ٹی۔ راما راؤ ہیں۔

من موہن ڈیسائی کی دو نئی فلمیں

پروڈیوسر من موہن ڈیسائی جلد ہی دو نئی فلمیں شروع کریں گے۔ ایک فلم میں مُکل ہنس راج

www.taemeernews.com

▲ یش چوپڑہ کی نئی فلم "لمحے" کے مہورت پر انوپم کھیر، انیل کپور اور سری دیوی

انیل کپور اور مادھوری ڈکشت پرکاش مہرہ کی نئی فلم "زندگی ایک جوا" کے مہورت پر ◄

مادھوری ڈکشت اور جیکی شیروف فلم: 100 Days کے مہورت پر ◄

جیسے آپ نے فلم "معصوم" میں دیکھا ہوگا، دو نئی ہیروئنوں کے مقابل ہیرو کا رول ادا کرے گا۔ دوسری فلم کا ہیرو جیکی شیروف ہوگا۔ ایک فلم کی ہدایت کیتن ڈیسائی دے گا۔

"تہلا دہلا" میں محسن اور ایکتا کی جوڑی

فلم ساز حیدر چودھری اور ڈوپ رازدان کی فلم "تہلا دہلا" میں محسن خان، ایکتا، پریش راول اور نئی دریافت اکبر سمیع اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ فلم کے ہدایت کار اجیت کمار اور مصنف عبدالرؤف ہیں۔

"100 DAYS" میں جیکی اور مادھوری

جیکی شیروف، مادھوری ڈکشت، جاوید جعفری، اجیت وچھانی اور لکشمی کانت بروسے پران لال مہتہ کی نئی پیش اور فلم ساز جے مہتہ کی نئی فلم "100 DAYS" میں اہم رول ادا کر رہے ہیں، جس کے ہدایت کار پارتھو گھوش گیت کار اسعد بھوپالی اور موسیقار رام لکشمن ہیں۔

"مہاراجہ" کی ہیروئن سری دیوی

پروڈیوسر راجن سپّی کی ۔ ۔ ایم ایم فلم "مہاراجہ" میں انیل کپور کے مقابل ہیروئن کا رول سری دیوی ادا کرے گی۔ اس خبر کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ابتدا میں اس فلم میں ہیروئن کے رول کے لیے سری دیوی سے بات چیت کی گئی تھی۔ مگر سری دیوی نے جو پرائس مانگی وہ پروڈیوسر کو منظور نہیں تھی۔ اس کے بعد پروڈیوسر نے اخبارات میں اشتہارات دے کر فلم بینوں کی رائے مانگی کہ "مہاراجہ" کی ہیروئن کون ہو۔ فلم بینوں کی اکثریت نے سری دیوی کے حق میں فیصلہ دیا اور اس طرح "مہاراجہ" کی ہیروئن سری دیوی بن گئی۔ فلم "مہاراجہ" کے مصنف و ہدایت کار انیل شرما، گیت کار جاوید اختر اور موسیقار لکشمی کانت پیارے لال ہیں۔

●●

www.taemeernews.com

سالنامہ ۱۹۹۴

ایک شان دار روایت ایک نئی بلندی پر!

اُردو دنیا کے ممتاز ترین قلم کاروں کی تحریروں سے سجا ہوا "بانو" کا سال نامہ ہر پہلو سے نظر اور ذہن کی جنت ہوگا۔ شاعری کے شہ پارے، وقت کی ساری دھڑکنوں کو سمیٹے ہوئے افسانے، شخصیت، زندگی اور گھر بار کو سنوارنے میں مددگار مضامین، نئے ذہنی اُفق روشن کرتی ہوئی معلومات افزا تحریریں، غرض سال نامے میں وہ سب کچھ ہوگا جن کی بدولت یہ ہر عمر کی لڑکیوں اور عورتوں کے بے تکلف دوست، سچے رہنما اور ماہر معلم کا درجہ پائے گا۔

سال نامے کی قیمت بیس روپے ہوگی، لیکن سالانہ خریداروں کو یہ بیش بہا تحفہ مُفت پیش کیا جائے گا۔ اگر آپ پہلے ہی سالانہ خریدار ہیں تو اپنی پیاری سہیلیوں اور رشتہ داروں کو "بانو" کی سالانہ خریداری کا تحفہ دیں۔ اگر آپ سالانہ خریدار نہیں ہیں تو آج ہی ساٹھ (۶۰) روپے (جس میں پانچ روپے سال نامہ رجسٹرڈ ڈاک سے بھیجنے کا خرچ شامل ہے) منی آرڈر سے بھیج کر ڈاک خانے سے ملنے والی رسید ہمیں ارسال کردیں، تاکہ سال نامہ آپ کو مُفت ملے اور گیارہ مزید شمارے آپ کو زیادہ باخبر، زیادہ باشعور اور زیادہ ہوش مند بناتے جائیں۔

آپ اس شان دار ادبی اور معلوماتی خزانے سے محروم رہنے کا خطرہ مول نہ لیں۔ آج ہی سالانہ خریدار بن جائیں!

ماہ نامہ "بانو" آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

www.taemeernews.com

ستاروں کی دنیا

مسافر

★ ۲۔مارچ کو ریکھا کی ایک ایسی فلم خاموشی کے ساتھ نمائش کے لئے پیش کی گئی جسے مکمل ہونے میں تقریباً چھ سال لگے تھے اس فلم کا نام 'بھورانی' تھا اور ۴۔مارچ کو 'بھورانی' کی ریکھا نہایت خاموشی سے حقیقی زندگی میں بھورانی بھی بن گئی۔ جی ہاں اس نے دلی کے مکیش اگروال سے شادی کرلی۔ یہ شادی بمبئی میں ہوئی۔ مکیش اگروال کا فلموں سے سیدھا نہ سہی بالواسطہ تعلق ضرور ہے وہ ایک ایسی کمپنی کا مالک ہے جو ٹی وی بناتی ہے جس کا نام ہے 'ہاٹ لائن' جس کا ہندی میں ترجمہ کیا جائے تو "گرم ریکھا" بنتا ہے۔

یہ شادی بالکل فلمی انداز میں جھٹ پٹ ہوئی کہ ریکھا کی بہن دھن لکشمی بھی جو اس وقت بمبئی میں تھی اس میں شریک نہ ہوسکی۔ "شمع" پریس جا چکا تھا اس لئے اس شادی کی پوری تفصیلات سب سے پہلے ہمارے ہاں سے ہی شائع ہونے والے ہفت روزہ "سشما" میں دی گئیں اور لوگ پڑھ کر دنگ رہ گئے کہ شادی کی کہانی کسی فلمی کہانی سے کم دل چسپ نہ تھی۔

کیا ریکھا شادی کرے گی؟ کس سے کرے گی؟ کب کرے گی؟ یہ وہ سوالات تھے جن کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا جنوری ۱۹۹۰ کے آخری ہفتے تک تو ریکھا بھی ان سوالوں کے جواب نہیں دے سکتی تھی مگر ریکھا نے اپنی شادی کے لئے جو خواب سجا کے رکھا تھا وہ صرف اتنا تھا کہ اس کو کسی شادی شدہ مرد کی دوسری بیوی بننا قطعی منظور نہیں تھا کیوں کہ بچپن ہی سے دوسری بیوی کو کن اذیتوں سے گزرنا پڑتا ہے ریکھا اچھی طرح دیکھ چکی تھی کیونکہ اس کی ماں ساوتری بھی اداکار جیمنی گنیشن کی دوسری بیوی تھی۔ دوسری بیوی پر تو جو گزرتا ہے وہ گزرتا ہی ہے مگر اس دوسری بیوی کی اولاد کو بھی زندگی بھر محرومیوں کا شکار رہنا پڑتا ہے۔

لیکن ریکھا کی قسمت تھی کہ اس کے دل میں جس مرد نے بھی جھانکا وہ شادی شدہ تھا چاہے وہ امیتابھ بچن ہو یا راج ببر۔ حقیقت یہی ہے کہ اگر ریکھا اپنے اصول پر قائم نہیں رہتی تو جیہ بچن کی ازدواجی زندگی میں ایک طوفان آتا اور قسمت مہربان ہوتی اور ریکھا امیتابھ کی شادی سے پہلے اس کے قریب آتی تو یقیناً دونوں شادی کرلیتے۔ سمیتا کی موت کے بعد ریکھا نے راج ببر کے زخموں پر مرہم رکھنا چاہا تو افواہوں نے جنم لیا کہ دونوں نے

● مکیش اگروال اور ریکھا

● امیتابھ بچن اور جیہ پردا فلم 'اندرجیت' کے سیٹ پر۔ جیہ پردا کی ازدواجی زندگی میں دوبارہ طوفان اٹھا ہے۔ جیہ کے شوہر سری کانت نہاٹا کی پہلی بیوی چندا یہ کہہ کر اپنے بچوں کے ساتھ گھر چھوڑ گئی ہے کہ وہ پہلے جیہ پردا سے قطع تعلق کرے اس کے بعد وہ گھر واپس آئے گی۔

www.taemeernews.com

● ایکٹر پروڈیوسر راجیش کھنہ کی نئی فلم 'جے شیو شنکر' کے مکمل ہونے کی خوشی میں پارٹی دی تھی جس میں فلم کی ہیروئن اور راجیش کھنہ کی بیوی ڈمپل کے علاوہ راجیش کی سابق گرل فرینڈ انجو مہندرو نے بھی شرکت کی۔

خاموشی کے ساتھ شادی کرلی ہے۔ مگر فوراً دونوں فریقوں نے ان افواہوں کی تردید کردی۔ ریکھا گھر بسانا چاہتی تھی مگر صرف اُس شوہر کے ساتھ کہ جو صرف اس کا ہو اس کے شوہر پہ دعویٰ کرنے والی کوئی دوسری عورت نہ ہو۔

ریکھا کو ایک ایسے ہی شوہر کی تلاش تھی اور وہ اکثر اپنی سہیلیوں سے اس کا تذکرہ کرتی تھی انہی سہیلیوں میں ایک دہلی کی مشہور ڈریس ڈیزائنر مسز بینا ربانی ہیں جو حوض خاص کے علاقے میں ایک بوتیک کی مالکہ ہیں ان مستقل گاہکوں میں مسز اندرا گاندھی تھیں، سونیا گاندھی ہیں، جیہ بچن ہیں اور ریکھا بھی اور ریکھا کا شوہر مکیش اگروال بھی مسز ربانی کو معلوم تھا کہ ریکھا کو ایک ایسے شخص کی تلاش ہے جس کے ساتھ کوئی دُم چھلا نہ ہو۔ کیونکہ نہ وہ سوتن بننا چاہتی ہے اور نہ چاہے گی کہ اس کی زندگی میں کوئی سوتن آئے۔

دوسری طرف مکیش اگروال اپنے حلقے میں اکثر یہ کہتا کہ 'یار ہماری شادی کرادو'۔ مسز ربانی کو اپنے دونوں دوستوں کی جو اتفاق سے ان کے گاہک بھی تھے کی خواہشوں کا علم تھا۔ مسز ربانی نے مکیش اگروال سے کہا "میں نے تمہارے لیے لڑکی تلاش کرلی ہے۔ کون ہے کہاں ہے مکیش اگروال نے بے تابی سے پوچھا۔ پھر مسز ربانی نے دلی سے بمبئی ایک فون کیا اور ریکھا کو مطلع کیا کہ میں تمہارے لیے من چاہا لڑکا تلاش کرلیا ہے۔ ریکھا دلی آئی۔ مکیش بمبئی پہنچا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو جانچا پرکھا۔ ملاقاتیں بڑھتی گئی اور پھر ۴ مارچ کو ایک بمبئی میں لمبی کار ڈرائیونگ کے بعد ریکھا نے مکیش سے کہا 'چلو شادی کرلیتے ہیں' دونوں ایک مندر میں گئے اور پجاری کے سامنے دونوں نے زندگی بھر ایک ساتھ رہنے کا عہد کرلیا۔ دونوں دو تین دن تک لیلا کیمپنسکی ہوٹل میں رہے اور پھر ہنی مون منانے لندن چلے گئے۔

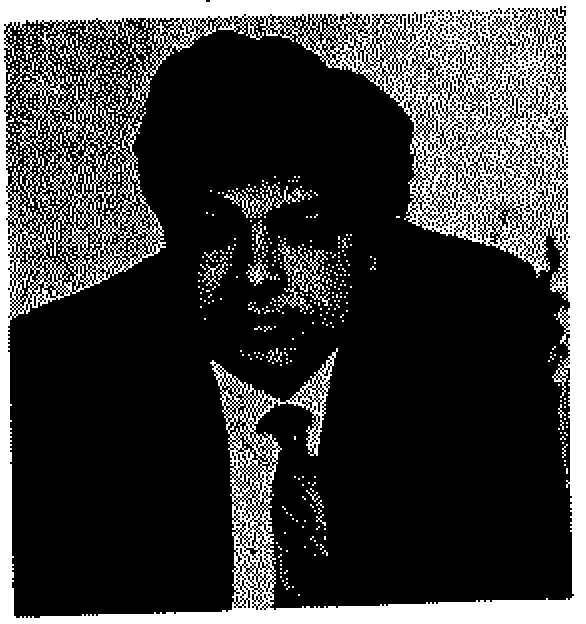

● مکیش اگروال

اس طرح صرف ۵ ہفتوں کی ملاقات شادی میں بالکل فلمی انداز میں تبدیل ہوگئی۔ ریکھا کی شادی کے پیچھے ہیما مالنی نے بھی ایک اہم رول ادا کیا۔ ریکھا جب بھی ہیما مالنی سے ملتی تو ہیما مالنی اس کو یہی مشورہ دیتی کہ دیکھو اب تمہیں شادی کرلینی چاہیے اب اگر نہیں کروگی تو پھر مشکل ہوجائے گی' ریکھا ہیما سے بھی یہی کہتی اگر کوئی اچھا لڑکا مل جائے تو میں فوراً شادی کرلوں گی۔ ریکھا اور مکیش نے باندرہ کے ایک مندر میں شادی کی اور یہ نیا جوڑا سب سے پہلے ہیما مالنی کے گھر پہنچا تاکہ ہیما مالنی سے آشیرواد لیا جاسکے۔ جب ریکھا اور مکیش وہاں پہنچے تو دھرمیندر بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ ریکھا اور مکیش نے ہیما اور دھرم کے چرن چھوئے دونوں نے نئے جوڑے کو آشیرواد دیا۔

مکیش کا خاندان کسی زمانے میں دلی کی نواحی آبادی شاہدرہ میں رہتا تھا۔ اب والدین سول لائن کے فلیگ اسٹاف روڈ پر رہتے ہیں اور خود مکیش اگروال مہرولی سے آگے گدائی پور کے ایک شاندار فارم ہاؤس میں رہتا ہے جو راجیو گاندھی کے چھتر پور والے فارم کے قریب ہی ہے اس طرح ریکھا راجیو گاندھی کی پڑوسن کہی جاسکتی ہے۔ مسافر کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ شادی سے پانچ ہفتہ پہلے ہونے والی اس ملاقات میں ریکھا کئی بار دلی بھی آئی اور مکیش کے فارم ہاؤس میں رہی۔

مکیش اگروال کا شیخ گھرانہ میں آنا جانا ہے۔ مدیر شیخ یونس دہلوی کی بیٹی سعدیہ دہلوی کی شادی میں بھی مکیش مدعو تھا۔

۲۷ مارچ کو مکیش اور ریکھا ہنی مون مناکر دلی واپس آگئے۔ یہاں چند روز قیام کے بعد دونوں بمبئی چلے گئے۔ ریکھا نے اپنی فلمی مصروفیات شروع کردی ہیں۔

★ رنجیت جی ہاں ویلن رنجیت نے بطور

www.taemeernews.com

● ساحر لدھیانوی کے شہر لدھیانہ میں ادیب انٹرنیشنل اور فلم سوسائٹی آف انڈیا کی طرف سے ساحر لدھیانوی کی یاد میں جشن ساحر کا اہتمام کیا گیا۔ اس تقریب کا افتتاح شمع کے مدیر ادریس دہلوی نے شمع روشن کر کے کیا۔ پاس ہی مشہور افسانہ نگار ڈاکٹر کیول دھیر کھڑے ہیں جو ان انجمنوں کے روح رواں ہیں۔ تقریب کی صدارت پنجاب اسمبلی کے اسپیکر سردار سرجیت سنگھ منہاس نے کی اور اردو صحافت اور فلم صحافت میں گراں قدر خدمات کے لیے ادیب انٹرنیشنل اور فلم سوسائٹی آف انڈیا کی طرف سے ادریس دہلوی کو الگ الگ ایوارڈ دیے گئے۔ اس موقع پر ادیبوں، فلم اور ٹی وی کے آرٹسٹوں کو بھی ایوارڈ دیے گئے۔ رما وِج کو بھی ایوارڈ دیا گیا۔

ہدایت کار اور فلم ساز اپنی دوسری فلم 'کارنامہ' ۲۷۔ اپریل ۱۹۸۷ کو شروع کی تھی اور اب اسے ۲۷۔ اپریل ۱۹۹۰ کو نمائش کے لئے پیش کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

'کارنامہ' کا مکمل ہونا ایک کارنامے سے کم نہیں۔ یہ بس رنجیت کا ہی جگر ہے جس نے اسے کسی نہ کسی طرح پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔

مسافر پچھلے دنوں گھومتا گھومتا جوہو پر رنجیت کے گھر پہنچا۔ دوپہر کا وقت تھا، رنجیت نے اسی وقت لنچ ختم کیا تھا مگر مسافر کو لنچ کیے بغیر جانے نہیں دیا۔ اسی وقت آلو، گوبھی کے گرما گرم پراٹھے اور لسی کے گلاس آئے اور ساتھ ساتھ باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ونود کھنہ 'کارنامہ' کا ہیرو ہے۔ آج ونود کے سب ہی پروڈیوسر اس سے خوش نہیں، کسی کو ڈیٹ نہیں ملتی، ڈیٹ ملتی ہے تو وہ وقت پر نہیں آتا، آتا ہے تو کبھی شراب کے نشہ میں تو کبھی محبت کے سرور میں۔ جتنا کام ہونا چاہیے وہ نہیں ہوتا۔ رنجیت کے ساتھ بھی یہی ہوا۔

رنجیت فلموں کا ولین ہے، ہیرو کی دھنائی کرتا ہے، اسے مارتا ہے مگر رنجیت جب ڈائریکٹر اور پروڈیوسر بنا تو وہ ولین نہیں صرف ہدایت کار اور پروڈیوسر رہا۔ جب بھی غصہ آیا خود پر نکال لیا۔ رنجیت نے مسافر کو بتایا "میں نے حالات سے سمجھوتا کرنے کے لیے پان کھانا شروع کر دیا وہ بھی زردہ اور قوام والا پان تاکہ مونہہ بند رہے اور کسی سے کوئی بات ہی نہ کر سکوں"۔

'کارنامہ' کی کہانی بھی عجیب ہے۔ سب سے پہلے یہ دھرمیندر، ریکھا اور جیہ پردا کے ساتھ شروع ہونے والی تھی۔ اُن دنوں جیہ پردا نے یہ کہہ کر دھرمیندر کے ساتھ کام کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ ذرا شوخ اور بے باک طبیعت رکھتے ہیں، ہیروئنوں سے فلم کے پردے پر ہی نہیں باہر بھی محبت کرتے ہیں۔ جیہ پردا کے جانے کے بعد انیتا راج کو لیا گیا مگر اس بیچ ریکھا نے عجیب سی باتیں شروع کر دیں اور نائٹ شوٹنگ کرنے سے انکار کر دیا۔ دراصل اُن دنوں ریکھا اور انیتا بھ کا عشق زوروں پر تھا اور ریکھا وہ وقت انیتا بھ کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی۔

آخر میں، دھرمیندر، ریکھا، جیہ پردا اور انیتا راج کی جگہ ونود کھنہ، ممی کا ٹکر اور فرح کو لے کر فلم شروع کی جو اب مکمل ہوئی ہے۔

رنجیت کی خوب صورت بیوی آلو کا کو جو مسافر کے لئے رسوئی گھر سے مسافر کے لئے گرما گرم پراٹھے بھجوا رہی تھی آپ نے

www.taemeernews.com

● راجیو رائے کی نئی فلم 'وشوآتما' کے مہورت پر دو نئی اداکاراؤں جیوتسنا سنگھ اور دیویا بھارتی کے درمیان سونم

کئی فلموں میں دیکھا ہو گا رنجیت سے آلوکا کی ملاقات بھی فلم میں کام کرنے کے سلسلہ میں ہی ہوئی۔ رنجیت نے مسافر کو بتایا آلوکا کو پہلی بار جنکی پانڈے کی ماں نے 'کارنامہ' میں کام کرنے کے لئے میرے پاس بھجوایا تھا۔ تب مجھے پتہ چلا کہ آلوکا تو میرے پڑوس میں ہی رہتی ہے۔ آلوکا نے میرے ہاں آنا جانا شروع کر دیا۔ اُن دنوں ہم کہانی پر کام کر رہے تھے، آلوکا نے کہانی کی نشستوں میں آنا شروع کر دیا۔ 'کارنامہ' کی کہانی میں پوری دل چسپی دکھائی اور پھر یہ کارنامہ ہوا کہ میں نے آلوکا کا فلم سے الگ کر دیا اور اپنی زندگی میں ہمیشہ کے لئے لے لیا اور شادی کر لی۔"

اس وقت تک 'کارنامہ' کی ڈبنگ باقی تھی جس میں خود کھنہ کو حصہ لینا تھا۔ اُمید ہے اب تک ڈبنگ مکمل ہو چکی ہوگی۔

★ تری دیو میں' اودے اوسے لگانے لگانے

اداکارہ سونم اور فلم کے ڈائریکٹر راجیو رائے ایک دوسرے میں کھوئے کھوئے سے رہنے لگے تب ہی دونوں نے شادی کا فیصلہ کر لیا۔ سونم مسلمان ہے اور راجیو ہندو مذہب سے تعلق رکھتا ہے مگر دونوں تو ایک اور ہی مذہب کو مانتے ہیں جس کا نام ہے محبت۔ سونم کا کہنا ہے کہ وہ راجیو کو دل و جان سے چاہتی ہے اگر شادی میں مذہب آڑے آیا تو ہندو مذہب اختیار کرنے میں بھی اُسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اب بھی تو میں نام کی ہی مسلمان ہوں کام تو سارے غیر اسلامی ہی کر رہی ہوں۔"

★ "اگنی پتھ" کا مطلب ہے آگ کا راستہ۔ شاید یہ فلم امیتابھ بچن کے لئے اگنی پتھ ہی ثابت ہو رہی ہے۔ دیکھا جائے تو یہ ایک اچھی فلم کہی جا سکتی ہے، امیتابھ بچن نے اس پر بہت محنت کی ہے بمبئی میں پہلے ہفتے میں' اگنی پتھ' نے ۱۰۰ فی صد بزنس کیا جو امیتابھ بچن کی فلم کو کرنا ہی چاہیے تھا، یہی نہیں کئی ہفتوں تک ایک سیٹ بھی خالی جانے کا سوال ہی نہیں ہوتا تھا مگر ہوا یہ کہ دوسرے ہفتے کا بزنس گھٹ کر ۹۲٫۴ فی صد رہ گیا جبکہ "میں نے پیار کیا" کے دسویں ہفتہ کا بزنس بھی' اگنی پتھ' سے زیادہ تھا یعنی ۹۲٫۷۵ فی صد۔ چوتھے ہفتہ میں' اگنی پتھ' کا بمبئی کا بزنس صرف ۶۸٫۶۹ فی صد رہ گیا۔

یہ بمبئی کی بزنس رپورٹ ہے جب کہ کہتے ہیں کہ دوسرے شہروں میں بھی' اگنی پتھ' کا اچھا سواگت نہیں ہوا۔ بلکہ بمبئی سے بھی بُرا ہوا ہے۔ مسافر یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ امیتابھ کا جادو ختم ہو گیا ہے یا امیتابھ کے چاہنے والوں میں کمی آ گئی ہے۔ مسافر نے جن لوگوں سے بات کی ہے اُن کا کہنا ہے کہ اس فلم کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ امیتابھ بچن کی آواز کو بدل دیا گیا ہے امیتابھ میں جہاں اور خوبیاں ہیں وہاں اُس کی آواز

● فلم 'ساجن' کے مہورت پر سنجے دت [illegible]

www.taemeernews.com

● فلم 'جانِ وفا' کے مرکزی ستارے پردیپ خیام اور رتی اگنی ہوتری۔

جادو کا اثر رکھتی ہے، نہ جانے کیا سوچ کر اور کیا سمجھ کر اُن کے مشورے پر امیتابھ نے اپنی آواز میں تبدیلی کی۔ بہت سے شہروں میں تو لوگ یہی سمجھتے رہے کہ سینما گھر کی مشینوں میں کوئی گڑبڑ ہے۔ پھر متھن کے ساؤتھ انڈین اسٹائل ڈائیلاگ بھی بہتوں کی سمجھ میں نہیں آتے۔

امیتابھ بچن کے ڈائیلاگ پھر سے پرانے انداز میں ڈب کر لیے گئے ہیں اور 'اگنی پتھ' نئی آواز کے ساتھ جو اصل میں اصلی آواز ہے ۳۰۔ مارچ سے پیش کر دی گئی ہے۔

★ موسیقار خیام حال ہی میں کئی بار دلی آئے یہ اُن کی محبت تھی کہ ہر بار وہ دفا ترشع میں مسافر سے ملنے آئے بہت سی باتیں ہوئیں مگر ان سب میں سب سے اہم خبر انہوں نے یہ دی کہ اُن کے اداکار بیٹے پردیپ خیام کی بطور ہیرو پہلی فلم 'جانِ وفا' عید کے موقع پر نمائش کے لیے پیش کی جا رہی ہے۔ 'جانِ وفا' میں پردیپ خیام کے ساتھ فاروق شیخ، رتی اگنی ہوتری، شفیع انعام دار، پردیپ کمار اور مندا کنی نے کام کیا ہے۔ 'جانِ وفا' کے پروڈیوسر عبدالرب بن محفوظ ہیں اور ہدایت ژگن نے دی ہے۔

فلم 'جانِ وفا' ایک مسلم سوشل فلم ہے جس میں رومان بھی ہے اور جذبات بھی یہ فلم موجودہ فلموں سے بالکل ہٹ کر ہے جس میں کوئی عریانیت نہیں کوئی مار دھاڑ نہیں۔

اس فلم کی موسیقی بھی فلم بینوں کو پسند آنی چاہیے کیونکہ اس میں خیام نے اپنا مخصوص اسٹائل برقرار رکھا ہے۔

★ 'حنا' کے ایک لمبے شوٹنگ پروگرام کی پھر سے تیاریاں ہو رہی ہیں جس میں رشی کپور زیبا بختیار، سعید جعفری، رضا مراد وغیرہ حصّہ لیں گے۔ 'حنا' کی دوسری لڑکی کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا ہے۔ پہلے اس رول کے لیے ڈولی منہاس کو لیا جا رہا تھا پھر نیلم کے نام قرعہ نکلا مگر ابھی تک فیصلہ نہیں ہو سکا ہے کہ کسے لیا جائے۔

● راج کپور 'حنا' کی ذمہ داری اپنے تینوں بچوں کے کاندھوں پر چھوڑ گئے ہیں۔ چنٹو (رشی کپور) تن من (دھن نہیں) سے 'حنا' میں دلچسپی لے رہا ہے، چھوٹے بھائی چمپو (راجیو کپور) نے شراب نوشی بند کر دی ہے اور پروڈکشن کی ذمہ داری سنبھال رکھی ہے

● ایک فلمی تقریب میں چنکی پانڈے، سلمان خاں کی والدہ اور سلمان خاں

www.taemeernews.com

اور بڑے بھائی ڈبو (رندھیر کپور) نے فلم کی کہانی اور مکالموں میں خود کو اتنا ڈبو رکھا ہے کہ اب ببیتا ہندی کی بجائے وہ شاعرانہ گفتگو کرتا ہے۔ ابھی کچھ دن ہوئے ایک پارٹی میں مسافر ڈبو کے ساتھ باتیں کر رہا تھا کہ مسافر نے اپنا سگریٹ جلانے کے لئے ڈبو سے ماچس مانگا تو ڈبو نے اپنی جیبیں ٹٹولیں اور جب ماچس نہ ملا تو اس نے اپنا جلا ہوا سگریٹ دیتے ہوئے کہا "آپ اس سے جلا لیجئے یا میرے دل سے جلا لیجئے۔"

مسافر نے سگریٹ تو ڈبو کے سگریٹ سے ہی جلایا مگر یہ جان کر اُسے خوشی ہوئی کہ ڈبو نے خود کو 'حنا' میں ڈبو لیا ہے اور لگن کی آگ سینے میں جل رہی ہے۔

مسافر کے ساتھ سعید جعفری بھی تھے سعید جعفری کے سر زیبا بختیار کو ڈھونڈنے اور 'حنا' بنانے کا سہرا جاتا ہے۔ زیبا انہیں چچا کہتی ہے۔ ناصر حسین کے صاحبزادے منصور حسین کی نئی فلم 'جو جیتا وہی سکندر' کی ہیروئن گریجا لندن کی رہنے والی ہے اور وہ بھی انہیں چچا کہتی ہے۔ جب زیبا اور گریجا کا ذکر نکلا تو سعید جعفری نے کہا "لندن میں جدھر نکل جاؤ چچا چچا کی آوازیں آتی ہیں۔ شکر ہے ہندوستانی لڑکیاں جعفری صاحب کہتی ہیں اسی لئے ہمیں اب لندن سے زیادہ بمبئی پسند آنے لگا ہے۔"

"آپ نے ڈبو کے والد راج کپور کے ساتھ بھی کام کیا ہے اور اب ڈبو کی ہدایت میں کام کر رہے ہیں دونوں میں کیا فرق پاتے ہیں؟"

"بھائی دونوں مختلف اسکول کے ہیں، دونوں کا انداز الگ الگ ہے مگر میں نے دیکھا ہے کہ ڈبو بھی بہت محنت کر رہا ہے، زندگی میں اس نے عیش ہی عیش کی ہے اور اب پہلی بار واقعی وہ جی جان سے کام میں جٹ گیا ہے۔"

● بمبئی میں فلمی ستاروں نے حال ہی میں جونیئر آرٹسٹوں کی امداد کے لئے ایک شو کیا جس میں کثیر تعداد میں ستارے، گلوکار اور گلوکاراؤں نے شرکت کی ان تصاویر میں انوپم کھیر کی بیوی، انیتا بدھ کپن، شتروگھن سنہا، راج ببر، سلمان خان اور مادھوری ڈکشت

www.taemeernews.com

رشتے

اولاد کا رشتہ طے کرتے وقت کون سے ماں باپ ہیں، جنہیں اچھے سے اچھے رشتے کی تلاش نہیں ہوتی۔ کیا آپ نہیں چاہیں گے کہ آپ کے اس اچھے سے اچھے رشتے آئیں اور آپ کو ان میں سے بہترین رشتہ انتخاب کرنے کا موقع ملے۔ رشتے کی تلاش کا اشتہار عموماً مقامی اخبار میں دیا جاتا ہے۔ جس کی پہنچ بھی ظاہر ہے اسی شہر کے قرب و جوار تک محدود ہوتی ہے۔ 'شمع' بفضلِ خدا واحد رسالہ ہے جو ہندوستان کے شہر شہر ہی نہیں پاکستان، سعودی عرب، دُبئی، کویت، بحرین، امریکہ، برطانیہ اور کناڈا میں بھی پڑھا جاتا ہے۔ آپ اگر اپنے بیٹے یا بیٹی کے رشتے کی تلاش کا اشتہار دینا چاہتے ہیں تو 'شمع'، نئی دہلی اس نیک کام میں آپ کی خدمت کے لئے تیار ہے۔ 'شمع' سے بہتر کوئی اور ذریعہ ہو ہی نہیں سکتا۔ 'شمع' ہی ہر شہر، ہر ملک سے رشتے لا سکتا ہے۔ یہ خدمت ہر مذہب، ہر خیال، ہر شہر، ہر ملک کے لوگوں کے لئے ہے اور ہمیں یہ بتاتے ہوئے انتہائی خوشی اور فخر ہے۔ اب تک 'شمع' کے ذریعے ایک نہیں سیکڑوں کامیاب رشتے طے ہو چکے ہیں، جن کا تعلق امیر، غریب اور متوسط ہر طبقے سے ہے، کیوں کہ 'شمع' ہر طبقہ، ہر مذہب اور ہر ملت میں یکساں مقبول ہے۔ رشتے کی تلاش میں 'شمع' پڑھنے والے والدین سے تعاون کرتے ہوئے ہم "تلاشِ رشتہ" کے پیغام کی اُجرت صرف دو سو پچاس روپے لیں گے۔ اگر آپ امریکہ، سعودی عرب، پاکستان ہی میں کسی عزیز یا سجن پر رشتے کی تلاش کے لئے کہیں گے تو وہ رقم "شمع" میں شائع ہونے والے پیغام کی اُجرت سے کہیں زیادہ ہوگی، جب کہ 'شمع' آپ کے لئے ساری دنیا سے بہترین رشتوں کے ڈھیر لگا سکتا ہے۔

★ میری بہن پاکستانی معزز فیملی سے تعلق۔ گریجویٹ، ۲۰ سال عمر، قد پانچ فٹ ۶۔ ۱ انچ، بے حد اسمارٹ اور خوش شکل کے لئے پاکستانی شریف اور معزز خاندان سے رشتہ درکار ہے۔ لڑکی اس وقت سعودی عرب آئی ہوئی ہے۔ لڑکے کا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ عقدِ ثانی کے لئے ایسے حضرات جن کی پہلی بیوی موجود نہ ہو، رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ پتہ یہ ہے:

FAISAL BAIG P.O. BOX NO. 433 JEDDAH 21411
K. SAUDI ARABIA

★ یوپی کے معزز خاندان کے سُنّی پٹھان مسلم اعلیٰ تعلیم یافتہ الیکٹریکل انجینئر، خوب صورت، عمر ۳۰ سال، چھ سال سے سعودی عرب میں ملازم کے لئے ایک خوب صورت، خوب سیرت، خوش مزاج اور صحت مند دوشیزہ کا رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی کی عمر ۲۵ سال سے کم ہو۔ خواہش مند حضرات اپنے خط میں مکمل تفصیل اور حالیہ فوٹو کے ساتھ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

ZAFAR KHAN (MAINT SUPDT.)
P.O. BOX NO. 18419, JEDDAH 21415

★ تعلیم یافتہ پاکستانی، نہایت اچھے روزگار پر، تنخواہ پچیس ہزار روپے ماہوار، عمر ۴۰ سال، پہلی بیوی کی عدم صحت کی بنا پر جو کہ MEDICALLY UNFIT ہے۔ باقاعدہ اُس کی اجازت سے دوسری شادی کا خواہش مند ہے۔ دوسری بیگم کو الگ مکان کی سہولت اور بہتر مستقبل کی ضمانت۔ پاکستانی یا انڈین مسلم فیملی سے قبول صورت۔ کنواری / بیوہ / مطلقہ (بغیر بچوں کے) کچھ تعلیم یافتہ، قد ۵ فٹ سے ۶ فٹ تک، عمر ۲۵ سال سے ۳۰ سال تک، صحت مند رشتہ مطلوب ہے۔ ذات پات اور جہیز کی کوئی پابندی نہیں۔ والدین یا خود مختار رابطہ قائم کریں۔ پتہ یہ ہے:

MOHD. IQBAL POST BOX NO. 4101, DOHA - QATAR K. SAUDI ARABIA

★ بہار سے تعلق رکھنے والی، اعلیٰ سُنّی، سید مسلم متموّل گھرانہ، شریف خاندان کی لڑکی، عمر ۳۰ کے اوائل میں، گورا رنگ، اسمارٹ، خوب صورت، دینی تعلیم سے آراستہ، گریجویٹ، ملنسار، خوش اخلاق، جدید تہذیب اور پرانے اقدار کی بہترین امتزاج، نیک سیرت لڑکی جسے ناگزیر حالات کی وجہ سے شادی کے جلد بعد طلاق لینی پڑی۔
مخلص، شریف اور اچھے عہدے پر فائز حضرات جو ۴۰ اور ۴۵ کے درمیان ہوں، اس سلسلے میں مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کر سکتے ہیں۔

BOX 975 C/o SHAMA MAGAZINE,
NEW DELHI-110 002

★ ایک غیر شادی شدہ پٹھان سُنّی مسلم الیکٹرک انجینئر ۳۴ سالہ جوان کے لئے جو امریکی شہریت رکھتا ہے اور یو۔ ایس۔ اے میں مستقلاً قیام پذیر ہے۔ علاوہ اپنے ذاتی مکان کے تقریباً دس ہزار ڈالر (دو لاکھ روپے ماہانہ) آمدنی رکھتا ہے۔ ایک ۲۵ اور ۳۰ سال کے درمیان عمر کی لڑکی درکار ہے، جو جاذبِ نظر ہونے کے ساتھ ساتھ تعلیم یافتہ ہو۔ لڑکی کو ہر سال مائیکہ آنے کی سہولت دی جائے گی۔ شادی جلد کرنا ہے۔ لڑکے کی طرف سے کوئی مانگ نہیں ہے اور لڑکا بالکل انڈیپینڈنٹ ہے۔

BOX 976 C/o SHAMA MAGAZINE.
NEW DELHI-110 002

★ جرمنی میں ۹ سال سے قانونی طور پر مقیم اور برسرِ روزگار جس کی ماہانہ آمدنی پچاس ہزار روپے ہندوستانی سے زیادہ ہے اور چار ہزار روپے پاکستانی کے پرابرٹی بھی ہے اور جو اعتقاداً نہ شیعہ ہے نہ سُنّی ہے۔ فقط فرقہ واریت سے آزاد کلمہ گو مسلمان ہے۔ ہندوستانی نژاد ہونے کے باوجود پاکستان میں یونیورسٹی لیول تک تعلیم یافتہ رجوع ہے۔ مادری زبان پنجابی ہے۔ قد پانچ فٹ گیارہ انچ ہے۔ صحت الحمدللہ اچھی ہے اور وزن ۸۵ کلو گرام ہے۔ مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا کے مصداق بشرطیکہ بے فکری ہو۔ تو عمر ۴۵ سال ہے۔
پہلی بیوی سے ایک لڑکی شادی شدہ ہے۔

www.taemeernews.com

دو لڑکے بعمر ۲۲/۱۹ سال ہیں اور جرمنی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں کے لیے جیون ساتھی کی تلاش ہے، جس کی عمر ۲۰/۳۰ سال کے درمیان ہو۔ تعلیم یافتہ اور دراز قد ہو تو سونے پہ سہاگہ۔ لڑکی یا خاتون، بیوہ اور مطلقہ کے لواحقین بھی رجوع کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی خاتون صرف مالی مجبوری کی وجہ سے نوکری کر رہی ہو کہ وہ اپنے والدین اور چھوٹے بہن بھائیوں کی کفالت کر رہی ہو اور اس وجہ سے نوکری چھوڑ کر شادی کے چکر میں نہ پڑنا چاہتی ہو تو بصورت شادی اپنی پنشن کے برابر رقم ہمیشہ کے لیے خاتون کے نام پر لگا دینے کو تیار ہوں۔ وہ جس طرح اور جہاں چاہے خرچ کرے۔

لیکن اس کے بدلے میں مجھے زندگی کی حقیقی مسرتوں سے ہمکنار کرے اور گھر کو چلائے۔ شادی کے بعد خاتون کو جرمنی میں رہنا ہوگا۔ حسب ضرورت والدین سے ملاقات کے لیے بھجوانے کا وعدہ ——

الحمدللہ خدا کا دیا سب کچھ ہے۔ جہیز کی نہ کوئی شرط اور نہ ڈیمانڈ۔ فقط تین کپڑوں میں میرے لیے سرمایۂ افتخار رہیگی۔ ہندوستانی یا پاکستانی خاندانوں میں ترجیح ہوگی۔ پہلے ہی خط میں جملہ تفصیلات اور تازہ فوٹو مکمل اعتماد اور رازداری کے ساتھ جلد از جلد رجوع کریں۔

BOX 977 C/o SHAMA MAGAZINE,
NEW DELHI-110 002

★ میرا ایک دوست عمر ۳۴ سال جس کا تعلق میڈیکل فیلڈ سے ہے۔ کافی عرصے سے گلف میں ملازمت کر رہا ہے۔ ماہوار تنخواہ بیس ہزار روپے ہے۔ ملازمت کے علاوہ ان کا ذاتی دواخانہ بھی ہے۔ اپنے پیشے اور کاروبار سے مناسبت کی ایک لیڈی ڈاکٹر سے شادی کرنے کا خواہشمند ہے۔ ان کی بیوی بچے نہیں ہیں۔ عمر، ذات پات وغیرہ کی کوئی شرط نہیں ہے۔ جہیز کا مطالبہ بالکل نہیں ہے۔ بیوہ اور مطلقہ بھی رابطہ قائم کر سکتی ہیں۔

ABDUL RAUOF ZAHED P.O BOX NO. 244.
DOHA - QATAR
TEL. 425852 (5 PM to 9 PM)

★ ۱۵ سالوں سے یو۔اے۔ای میں مقیم، یوپی کے رہنے والے، عمر ۳۲ سال، تعلیم یافتہ، کسی خاص مجبوری کی وجہ سے عقد ثانی کے لیے تعلیم یافتہ لڑکی سے رشتہ درکار ہے۔ لیکن عمر ۲۲ سال سے کم نہ ہو۔ خط کے ساتھ تصویر ضرور روانہ کریں۔ علاقائی پابندی نہیں۔

A. KHAN POST BOX NO. 7694 ABU DHABI U.A.E

★ مشہور و معروف اور تہذیب یافتہ شیخ خاندان کی اکیس سالہ خوبصورت، نیک سیرت، کشادہ آنکھوں والی صحیح چہرہ لڑکی، جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ایم۔ ایس۔ سی فائنل ایر کی طالبہ ہے اور جس نے ابتدا ہی سے تمام تعلیم انگلش میڈیم سے مسلم یونیورسٹی میں حاصل کی ہے۔ نیز دینی تعلیم اور قرآنی تعلیم سے آراستہ اور صوم و صلوٰۃ کی پابند ہے۔ دین اور دنیا کے حسین امتزاج کے لیے سنی سید یا شیخ اسمارٹ لڑکے سے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکا انجینئر، لیکچرار، ڈاکٹر، چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ یا کسی اعلیٰ عہدے پر فائز ہو۔ علیگیرین قابل ترجیح۔

BOX 978 C/o SHAMA MAGAZINE,
NEW DELHI-110 002

★ سرکاری ملازم (دہرہ دون میں پبلک ریلیشنز انسپکٹر) کے لیے رشتہ مطلوب ہے۔ پہلی بیوی کا تین سال پہلے انتقال ہو چکا ہے —— ۳۵-۴۰ برس عمر کی دہلی یا یوپی کی سنی مسلمان کنواری یا بیوہ یا طلاق یافتہ، اردو/ہندی پڑھنے والی خواتین یا ان کے سرپرست مکمل کوائف کے ساتھ مزید تفصیل کے لیے لکھیں۔

BOX 979 C/o SHAMA MAGAZINE,
NEW DELHI-110 002

★ یوپی کے متوسط معزز سنی مسلم شیخ گھرانے کا فرد، صوم و صلوٰۃ کا پابند، عمر ۴۱ سال، قد ۱۶۳ سینٹی میٹر، دلکش پرسنالٹی، خوش اخلاق، تجربہ کار اکاؤنٹنٹ کامرس گریجویٹ، گزشتہ بارہ سالوں سے کویت میں مقیم، ایک بین الاقوامی برٹش کمپنی میں ایڈمنسٹریٹو منیجر (Adm. Manager) کے عہدہ پر فائز، تنخواہ ماہانہ ۴۵ ہزار پاکستانی روپیہ، اردو مادری زبان، تعلق جونپور ہندوستان سے، مستقل رہائش کراچی، صاحب جائداد، تین فلیٹوں کے مالک اور زمین (کراچی) ان کے لیے ایک لڑکی کنواری یا بیوہ بغیر اولاد کے، رنگ گورا، قبول صورت، نیک سیرت، تھوڑی تعلیم ہو، نازک ہو، عمر ۲۱ سال تا ۳۲ سال کے درمیان ہو بغیر کسی جہیز کے رشتہ مطلوب ہے (ایک سال پہلے اپنی بیوی سے طلاق ہو جانے کی وجہ سے عقد ثانی کا ارادہ ہے اور بچے اپنی والدہ کے ساتھ رہتے ہیں ان سے کوئی تعلق نہیں ہے) پہلے ہی خط میں مکمل سائز فوٹو اور پوری تفصیلات کے ساتھ رابطہ قائم کریں۔ بات رازداری میں رہے گی۔

BOX 980 C/o SHAMA MAGAZINE,
NEW DELHI-110 002

SHAIKH FARAH P.O. BOX 26806, SAFAT
13129 KUWAIT

جواب ماہنامہ شمع نئی دہلی کی معرفت بھی منگا سکتے ہیں۔ ہر اشتہار دینے والے کو ہم ایک بکس نمبر الاٹ کر دیں گے جس میں اُن کے لیے آئے ہوئے خطوط رکھے جائیں گے۔ پیغام کی اشاعت کے دو ماہ بعد تک ہر ہفتے جتنے خط اس بکس میں جمع ہو جائیں گے، وہ اکٹھا کر کے اپنے خرچ پر اشتہار شائع کرنے والوں کو بھجوائیں گے۔ تمام اشتہارات نیک نیتی کی بنیاد پر شائع کیے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں ادارہ شمع پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ بکس نمبروں پر رجسٹری خط قبول نہیں کیے جاتے۔

آج ہی پیغام کے مضمون کے ساتھ دو سو پچاس روپے کے منی آرڈر کی ڈاک خانہ سے ملنے والی رسید یا بینک ڈرافٹ بھجوائیں۔ غیر ملکی پڑھنے والے چار سو روپے کا ڈرافٹ کسی بینک یا الراجحی بینکنگ کمپنی سے جوا کر بھیجیں۔

اشاعت کے پیغامات اور اُجرت بھیجنے کا پتہ: SHAMA MAGAZINE, ASAF ALI ROAD, NEW DELHI-110 002

www.taemeernews.com

▲ سلطان راہی ۔ 'مولا جٹ'

◄ 'مولا جٹ' کے خالق سرور بھٹی

★ پروین بابی کا کہنا ہے کہ جو لوگ اُسے پاگل کہتے ہیں وہ خود پاگل ہیں ۔ ویسے کچھ لوگوں نے پروین کو پابندی سے ایشیاٹک سوسائٹی کی لائبریری میں آتے جاتے اور وہاں ایسی موٹی موٹی کتابیں پڑھتے دیکھا ہے جن کا موٹی عقل والوں کے لئے پڑھنا تو کیا اُٹھانا بھی مشکل ہے ۔

★ مارچ کی ۱۰ تاریخ کو مسافر کا اچانک ہی لاہور جانا ہو گیا ۔ دانا پانی کا اٹھنا سنتے تھے مگر اس روز مسافر اس محاورے پر پورا ایمان لے آیا ۔ پاکستان کے شہرہ آفاق فلم ساز سرور بھٹی کی شہرہ آفاق فلم 'مولا جٹ' کی نمائش کا موقع تھا۔

ہندوستان میں ریکارڈ توڑ فلم 'شعلے' بنی ہے تو پاکستان میں ریکارڈ توڑ ہی نہیں کرسی توڑ فلم 'مولا جٹ' بنی ۔ کرسی توڑ اس لئے کہ 'مولا جٹ' لاہور میں مسلسل ۲۱۶ ہفتہ میں چل رہی تھی کہ حکومت وقت نے اس پر پابندی لگا کر اتار دیا ۔ 'مولا جٹ' ۹ ۔ فروری ۱۹۷۹ کو لاہور کے شبستان سینما میں ریلیز ہوئی تھی اور ۳ ۔ فروری ۱۹۸۱ کو ۱۰۴ ۔ ویں ہفتہ میں تھی کہ اس طرح سینما سے اُچک لی گئی جیسے باغ میں کھلنے والا سب سے خوبصورت پھول اُچک لیا جاتا ہے ۔

بات کورٹ کچہری تک گئی ۔ ہائی کورٹ نے ۲۷ ۔ دن کی کارروائی کے بعد ۵۵ صفحات پر مشتمل فیصلہ دیا اور حکومت کے اس فعل کو غیر قانونی قرار دیا ۔

۲۵ ۔ اپریل ۱۹۸۱ کو 'مولا جٹ' کو پھر سے کرسیاں توڑنے اور ریکارڈ توڑنے کے لئے آئے ہوئے ابھی کچھ ہی دن ہوتے تھے کہ اچانک ۱۸ ۔ مئی ۱۹۸۱ کو مارشل لا قوانین کے تحت فلم کی نمائش پر پابندی لگا دی گئی ۔ اس طرح 'مولا جٹ' کی آزادی ختم ہو گئی ۔

پاکستان سے مارشل لا گیا تو سرور بھٹی نے 'مولا جٹ' کی حبس بے جا کے خلاف عدالت کے دروازے کھٹکھٹائے اور ۹ مارچ ۱۹۹۰ کو ایک بار پھر 'مولا جٹ' کا راج آ گیا ۔ اس بار 'مولا جٹ' لاہور کے دس سینما گھروں میں ایک ساتھ ریلیز کی گئی ۔

مسافر نے برس ہا برس بعد لاہور کے سینما گھر میں پبلک کے ساتھ فلم دیکھی یہاں اور وہاں فلمی پبلک ایک ہی جیسی ہے ۔ ہمارے ہاں ہی نہیں وہاں بھی اچھے سین پر 'واہ واہ' تالیاں اور سیٹیاں بجائی جاتی ہیں ۔ 'مولا جٹ' چونکہ ریکارڈ توڑ اور کرسی توڑ فلم تھی اس لئے منٹ منٹ پر تالیاں اور سیٹیاں بج رہی تھیں ۔

'مولا جٹ'، ہندوستان میں کئی ناموں سے، کئی کئی زبانوں میں بنی ۔ خود پاکستان میں 'مولا جٹ' کی بارھ آ گئی ۔ درجنوں فلمیں 'مولا جٹ' اور فلم کے ایک کریکٹر نوری نت کے نام پر بنیں ۔ جیسے 'مولا جٹ ان لندن'، 'ضدی جٹ'، 'جٹ دا ویر'، 'شاگرد مولا جٹ دا'، 'مولا سائیں'، 'مولا بخش'، 'مولا دادا'، 'جٹ تے ڈوگر'، 'مولا جٹ کے نوری نت'، 'جٹ گجر تے نوری نت' وغیرہ وغیرہ

سرور بھٹی اس وقت 'قارون' اور 'لکھ پال ڈاکو' بنانے کی تیاریاں تو کر ہی رہے ہیں ۔ ان کے ساتھ ساتھ علامہ اقبال کی زندگی پر بھی ایک مکمل فلم پلان کر رہے ہیں ۔

● اسٹوڈیو کی چار دیواری میں قینچے کھیلتا ہوا عامر خان

● مالا سنہا اور اس کی بیٹی پرتیبھا۔ پرتیبھا ایک فلم میں سلمان خاں کی ہیروئن بن کر آ رہی ہے۔

★ بات کتنی سچ ہے، کتنی جھوٹ یہ تو پتہ نہیں مگر سنا ہے کہ دیو صاحب کے کسی 'خیر خواہ' نے انہیں ایک بڑا سا آئینہ تحفے میں بھجوایا ہے کہ آپ ہر وقت، ہر دم، ہر آن اس میں اپنا چہرہ جب تک جتنی دیر چاہیں، جس انداز اور جس اسٹائل سے دیکھنا چاہیں دیکھیں مگر عوام کو "کچھ اور" لوگوں کو دیکھنے دیں۔ کہا جاتا ہے کہ دیو صاحب پر اس تحفہ کا کچھ اثر یہ ہوا ہے کہ وہ اپنی اگلی فلم میں خود کام نہ کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں کیوں کہ کچھ لوگ اُن کی فلموں کی خاطر خواہ کامیابی نہ ملنے کا سبب ایک ہی بتاتے ہیں کہ دیو صاحب اپنی ہر فلم کے ہر سین میں اور ہر سین کے ہر فریم میں خود ہی خود نظر آنا چاہتے ہیں۔

★ کرکٹ ہیرو روی شاستری نے فلمی اداکارہ امرتا سنگھ کے گلے میں ورمالا ڈالتے ڈالتے ریتو سنگھ کے گلے میں ڈال دی۔ یہ بات ہے ۱۸ مارچ کی جب خوب صورت روی شاستری نے سکھ رسم ورواج کے مطابق ریتو سنگھ سے بمبئی میں شادی کرلی۔ دیکھا جائے تو روی نے عرصہ ہوا امرتا سنگھ کو چوکے چھکے لگانے کے بعد پرے پھینک دیا تھا اب ہی امرتا نے کرکٹ کے ہیرو کی بجائے فلمی ہیرو ونود کھنہ کو پانے کی کوشش کی۔ اور یہ کوشش آج بھی جاری ہے۔ امرتا نے اس سے پہلے ایک اور کرکٹ کھلاڑی کرتی آزاد میں بھی دل چسپی لی تھی گویا امرتا کو کھیلنے کا بہت شوق ہے۔ 'بے تاب' کے دنوں میں امرتا کا جھکاؤ کیا بڑا، سنی دیول کے کاندھوں پر تھا مگر سنی نے کھیل جلد ختم کر دیا کیوں کہ وہ کرکٹ کا نہیں سکواش کا کھلاڑی ہے جس کی اننگ کرکٹ کے مقابلہ میں بہت جلد ختم ہو جاتی ہے۔

★ "پیار کا قرض" ایک ایسی فلم ہے جس کی موسیقی تو کامیاب رہی مگر فلم ناکام رہی۔ یعنی میوزک چلی اور فلم پٹی۔

وینس کمپنی جس نے فلم کے کیسٹ ریلیز کئے تھے اس فلم کی موسیقی کی زبردست کامیابی کا جشن جوہو کے سینٹور ہوٹل میں منایا فلم کی موسیقی کی کامیابی کا سہرا لکشمی کانت پیارے لال کے سر ہے مگر اس تقریب میں ایک ہی دولہا آیا وہ تھا لکشمی کانت، دوسرے دولہا میاں پیارے لال نہیں آئے کیوں کہ یہ دونوں دولہے اب الگ الگ ہو گئے ہیں۔ جی ہاں ۲۷ سال تک قریب ۵۰۰ فلموں میں ایک ساتھ موسیقی دینے کے بعد لکشمی کانت پیارے لال کی جوڑی ٹوٹ گئی ہے۔ کہتے ہیں کہ دُبئی، ابوظہبی پروگرام کے دوران میں اِن دونوں موسیقاروں کے درمیان کچھ ایسی باتیں ہوئیں کہ دونوں نے ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دیا اور پچھلے دنوں دونوں نے اکیلے اکیلے کام شروع کر دیا ہے، ویسے کچھ مشترکہ دوست ان دونوں کو پھر سے ملانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ جب تک آپ یہ پڑھ رہے ہوں کاش دونوں کی جوڑی پھر سے جڑ جائے۔

۲۱ مارچ کو لکشمی کانت پیارے لال دوبارہ ایک دوسرے کے قریب آگئے اور انہوں نے پرڈیوسر اے کرشنا مورتی کی فلم "بے نام بادشاہ" (انیل کپور، جوہی چاولہ) کے ایک گیت کی ریکارڈنگ ایک ساتھ کی۔ اس ریکارڈنگ پر سبھاش گھئی اور جے اوم پرکاش بھی موجود تھے۔ کہا جاتا ہے کہ لکشمی پیارے کو دوبارہ لانے کا سہرا ان کے سر ہے۔

★ اداکارہ سری دیوی کی بہن سری لتا کی شادی پچھلے دنوں مدراس میں ہو گئی۔ سری لتا کے شوہر کا نام سنجے ہے۔

★ کنڑ فلموں کی اداکارہ کادمبری نے اپنے شوہر کی موت کا غم برداشت نہ کرتے ہوئے پنکھے سے لٹک کر خودکشی کرلی۔

★ اداکارہ لکشمی کو جس نے تامل تیلگو کی قریب پچیس فلموں میں کام کیا ہے، پچھلے دنوں جسم فروشی کے الزام میں دہلی میں گرفتار کیا گیا۔ تامل فلموں کی ایک اور اداکارہ نسیمہ کو بھی دہلی میں جسم فروشی کے الزام میں پولیس نے گرفتار کیا۔

★ ٹی وی سیریل بائبل کی کہانیاں، جو دسمبر میں شروع ہونا تھا اب اس کے ۱۴ اپریل سے شروع ہونے کی خبر ہے۔ اس سیریل کے ۲۹ حصے ہوں گے اور ہر حصہ ۴۵ منٹ کا ہو گا۔ ●●

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

مجھے وزیراعظم سے ملنے کی تمنّا ہے!

ڈمپل کپاڈیہ

معلوم ہوتا ہے، ڈمپل نے آج کل اپنے کیریر کو نیا موڑ دینے کا فیصلہ کر رکھا ہے اسی لئے اب وہ زیادہ بامقصد فلمیں سائن کر رہی ہے، کہانی، سیٹ اپ اور اپنے رول کا زیادہ باریک بینی سے جائزہ لے رہی ہے۔

آگے صفحہ ۱۴ پر

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

اُردو ادب کا قاری صلاح الدین پرویز کو ایک جدید شاعر اور ایک مستند ناول نگار کی حیثیت سے جانتا ہے۔ لیکن صلاح الدین پرویز ایک کثیر جہت شخصیت کا نام ہے۔ پرویز نے اپنی ابتدائی تعلیم سے لے کر یونی ورسٹی کی سطح تک علم و دانش کی منزلیں علی گڑھ میں طے کیں۔ اس کے بعد ان کے ذہنی اُفق کو مزید وسعت اُس وقت ملی جب وہ یورپ اور امریکہ میں خیمہ زن ہوئے۔ مغربی ممالک کی صنعتی تہذیب میں بھی پرویز کا ذہن تخلیقی اظہار کے لئے بے چین رہا اور وہ شاعری اور ناول نگاری کے چمن کی آبیاری کرتے رہے۔

صلاح الدین پرویز نے اپنے تخلیقی اظہار کو صرف پڑھے لکھے طبقے تک محدود رکھنا پسند نہیں کیا۔ بحیثیت شاعر اُن کا رُتبہ مستند، بحیثیت ناول نگار ان کی حیثیت مستحکم، لیکن وہ ہمیشہ ان دائروں کو توڑ کر عام انسان کے دل میں ارتعاش پیدا کرنے کے خواہاں رہے۔ ان کی اسی خواہش نے انہیں فلم کے میدان میں آنے پر مجبور کر دیا، کیوں کہ فلم ایک ہمہ گیر میڈیم ہے، جس کے ذریعہ ایک فن کار اپنی بات لاکھوں، کروڑوں لوگوں تک پہنچا سکتا ہے۔

فلم ساز، ہدایت کار اور قلم کار کی حیثیت سے صلاح الدین پرویز کی پہلی فلم 'جنبش' باکس آفس کے نقطۂ نظر سے کامیاب نہیں تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پرویز کی امریکہ میں حاصل کی ہوئی تربیت عام ہندوستانی کے مزاج سے میل نہیں کھا سکی۔ 'جنبش' ہندوستان کی حد تک ایک انقلابی تجربہ تھا جس کی فلم بندی

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

● صلاح الدین پرویز اور فلم کی ہیروئن غزل

میں غیر بیانیہ (NON NARRATIVE) کی تکنیک کا استعمال کیا گیا تھا۔ اس طرح تکنیک عام فلم بین کے لئے ناقابل فہم تھی۔ اس لئے 'جنبش' صرف دانش ور طبقے میں سراہی گئی۔

ہندوستانی فلمیں بنیادی طور پر صرف تفریح کا ذریعہ ہیں، جن میں ایک عام ہندوستانی اپنی کامیابیوں، ناکامیوں، جذبات اور محبت کے احساسات کا عکس دیکھنا چاہتا ہے ____

صلاح الدین نے اس بات کو ایک ہی تجربے کے بعد سمجھ لیا اور دوسری فلم بنانے کے لئے کیل کانٹے سے لیس ہو کر میدان میں آ گئے۔ ان کی تازہ ترین فلم 'یادوں کے موسم' ایک مکمل تفریحی فلم ہونے کے باوجود ایک غیر معمولی فلم ہے۔ غیر معمولی اس لئے کہ اس میں عام ہندی فلموں کے برخلاف تشدد، سیکس یا عریانی کا سہارا نہیں لیا گیا، بلکہ ہندوستانی تہذیب کی صحت مند قدروں اور مشترکہ معاشرے کے مثبت پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

'یادوں کے موسم' کی کہانی کا تانا بانا محبت، جذبات، ایثار، دوستی اور دوستی کی خاطر قربانی جیسی مثبت قدروں سے بنا گیا ہے۔ پوری فلم میں ایک شاعرانہ رومانیت اور غنائیت کی فضا رچی ہوئی ہے۔ اس فلم کی موسیقی پہلے ہی ہنگامہ مچائے ہوئے ہے۔ آنند ملند کی سُریلی دُھنوں اور صلاح الدین پرویز کے نرم و نازک گیتوں کا سنگم فلمی موسیقی میں ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔

اپنی فلم کے تعلق سے بات چیت کرتے ہوئے صلاح الدین نے کہا:

"پہلی کاوش 'جنبش' کے بعد میں نے ہندوستانی فلم سازی کی روایت پر از سر نو غور کیا اور مجھے یہ احساس ہو گیا کہ 'جنبش' اپنے وقت سے بہت پہلے بنائی گئی تھی۔ کئی اہم فلمی ناقدوں نے بھی اسی بات کا اظہار کیا ہے۔ پھر میں نے طے کیا کہ دوسری فلم ایسی بناؤں جو ہندوستان کی دھرتی، یہاں کے مزاج اور یہاں کی تہذیب سے جڑی ہو۔ میں 'یادوں کے موسم' کی کہانی پر تقریباً دو سال کام کرتا رہا۔ اس فلم میں دراصل میں ہندوستانی فلموں کے اس سنہرے دور کی یادیں تازہ کرنا چاہتا ہوں جو محبوب خاں، کے آصف، بمل رائے اور گرودت جیسے ہدایت کاروں کی فلموں سے عبارت ہے۔ اسی لئے میں نے 'یادوں کے موسم' کی فلم بندی میں کسی طرح کا کوئی سمجھوتا نہیں کیا۔ کہانی کا خاکہ تیار ہو جانے کے بعد میں، سلمیٰ صدیقی اور ظہیر علی تینوں سر جوڑ کر بیٹھے مکالموں اور منظر ناموں پر گرما گرم بحثیں ہوئیں۔ ہر منظر اور ہر مکالمے کی نوک پلک درست کی گئی۔ اس طرح سیٹ پر جانے سے پہلے میرے پاس 'یادوں کے موسم' کا ایک جامع اسکرپٹ تیار تھا۔

"اس فلم کے لئے میں نے فلم انڈسٹری کے بہترین ٹیکنیکی افراد کو سائن کیا۔ عکاسی کے میدان میں وی کے مورتی کا نام ہی ایک اعلیٰ

● فلم 'یادوں کے موسم' کے فوٹوگرافر وی کرشنا مورتی اور صلاح الدین پرویز

www.taemeernews.com

معیاری ضمانت ہے۔ گرودت کی تقریباً تمام فلموں کی خوب صورت عکاسی کا سہرا مورتی کے سر ہی جاتا ہے۔ وہ 'یادوں کے موسم' کی کہانی سن کر بے حد متاثر ہوئے تھے۔ زیادہ عمر ہونے کے باوجود انہوں نے اس فلم کے لئے سولہ سولہ گھنٹوں تک مسلسل شوٹنگ کی۔ میں اس فلم کی شوٹنگ شروع سے آخر تک ایک ہی شیڈول میں مکمل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ ۳۹ دن تک لگاتار شوٹنگ کرکے میں نے فلم مکمل کر لی۔

"اس فلم کی کوریوگرافی بھی ٹیڑھا مسئلہ تھا۔ 'یادوں کے موسم' کی کہانی ہندوستانی مشترکہ تہذیب کی نزاکتوں اور اخلاقی قدروں کی عظمت کا احساس دلاتی ہے، اس لئے گیتوں کی فلم بندی کے لئے ایک تجربہ کار کوریوگرافر کی ضرورت تھی۔ کمل ماسٹر اپنے فن کے ماہر ہیں۔ انہوں نے فلم کی کہانی سنی، گیت سنے، موضوع اور مزاج کو سمجھا اور فنکارانہ انداز میں ہر گیت کو فلمایا۔ اسی طرح آر کے ہانڈا جیسے سینئر اور باصلاحیت آرٹ ڈائریکٹر نے فلم کے مزاج کے مطابق ہر سیٹ کو تیار کیا۔"

ہیرو اور ہیروئن کے طور پر صلاح الدین

پرویز 'یادوں کے موسم' میں دو نئے چہروں سے متعارف کرا رہے ہیں۔ اپنی فلم کی ہیروئن کے بارے میں اُن کا کہنا ہے: "میں ایسی ہیروئن چاہتا تھا جو فلمی ماحول میں رچی بسی نہ ہو۔ کہانی کا مطالبہ ہی ایسا تھا کہ ہیروئن میں حسن کے ساتھ ساتھ معصومیت، شرم و حیا اور پاکیزگی جیسی خوبیاں ہوں۔ آپ یہ سمجھ لیجئے کہ میں اس فلم کے لئے ایک ایسی لڑکی چاہتا تھا جسے نرگس، مینا کماری، مدھو بالا، نوتن اور وحیدہ رحمان کی صف میں کھڑا کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں میں نے سیکڑوں لڑکیوں کے اسکرین ٹیسٹ لئے۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ میری ملاقات غزل سے ہو گئی اور اس نے میری آفر قبول کر لی۔"

'یادوں کے موسم' غزل کی پہلی فلم ہے، لیکن اس نے اتنی منجھی ہوئی اداکاری

• غزل

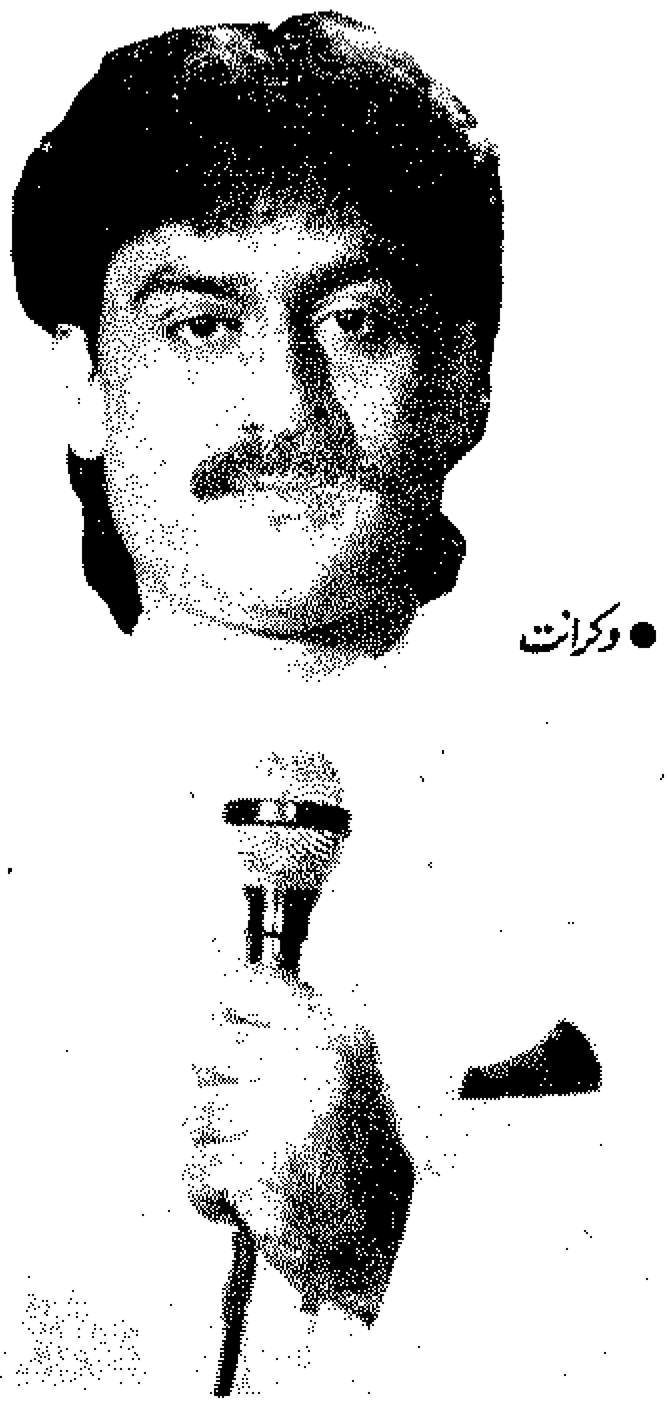

• وکرانت

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

● اپنی فلم 'یادوں کے موسم' میں کرن کمار اور غزل کو ہدایت دیتے ہوئے صلاح الدین پرویز

کی ہے کہ لگتا ہے کہ برسوں سے فلموں میں کام کر رہی ہو — خود اپنے بارے میں کچھ معلومات فراہم کرتے ہوئے غزل نے بتایا:

"میں دہلی کی رہنے والی ہوں، جہاں میں میڈیکل سائنس کی طالبہ تھی۔ مجھے اداکاری کا کوئی تجربہ نہیں تھا، ہاں اس فن سے دل چسپی ضرور تھی۔ صلاح الدین پرویز کو میں شاعر اور ناول نگار کی حیثیت سے پہلے سے جانتی تھی، بلکہ میں ان کی شاعری اور ناولوں کی مدّاح ہوں۔ سعید جعفری صاحب نے پرویز صاحب سے میرا ذکر کیا تھا۔ پھر یہ مجھ سے ملنے آئے، فلم کی کہانی سنائی اور مجھے ہیروئن کا رول آفر کیا۔ فلم کی کہانی ہی نے مجھے اتنا متاثر کیا کہ میں نے رول قبول کر لیا اور آج مجھے اپنے فیصلے پر بہت خوشی ہوتی ہے۔ سینئر فلمی ناقد بھی میرے کام کی تعریف کرتے ہیں۔ دراصل تعریف کے صحیح حق دار تو پرویز صاحب ہیں۔ میں تو فلموں کے لئے بالکل نئی تھی۔ وہ ہر وقت میرا حوصلہ بڑھاتے رہے۔ کیمرے کا سامنا کرنے سے لے کر چہرے پر مختلف تاثرات کو اُبھارنے، آواز کے اتار چڑھاؤ سے لے کر مکالموں کی ادائیگی تک کی ٹریننگ مجھے پرویز صاحب ہی نے دی۔"

میں نے غزل سے یہ سوال کیا کہ وہ آئندہ کس طرح کی فلموں میں کام کرنا پسند کرے گی تو اُس کا جواب تھا: "میں نے اس سلسلے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ ہو سکتا ہے میں اپنی میڈیکل سائنس کی تعلیم مکمل کر لوں۔ ویسے پرویز صاحب 'یادوں کے موسم' کی ریلیز کے بعد خود دو تین فلمیں شروع کرنے والے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ میں ان میں سے کسی ایک فلم میں کام کرنا منظور کر لوں۔"

نیا چہرہ وکرانت 'یادوں کے موسم' کا ہیرو ہے۔ فلم کی کہانی مسلم سوشل ہے، جس میں ہیرو نچلے متوسط طبقے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کردار کی اپنی کچھ خوبیاں اور کمزوریاں ہیں جنہیں بڑی چابک دستی سے اسکرپٹ میں ابھارا گیا ہے۔ وکرانت نے اپنے تعارف کے طور پر بتایا: "میرا تعلق ویسے یو پی سے ہے، لیکن میں نے بمبئی میں ہی رہ کر گریجویشن کیا ہے۔ کالج کے زمانے سے میں ڈراموں میں کام کرتا رہا تھا۔ بعد میں کچھ برس تک میں امریکہ میں رہا تھا جہاں میں نے بہت سے کمیونٹی ڈراموں میں کام کیا۔ پھر میں سعودی عرب چلا گیا اور وہیں پرویز صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اتنی خوب صورت فلم میں مجھے ہیرو کا کردار ادا کرنے کا موقع دیا۔ آئندہ بھی میری یہی کوشش رہے گی کہ میں ایسے رول کروں جن میں کچھ گہرائی ہو اور جنہیں نبھانے میں مجھے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کا موقع مل سکے۔"

'یادوں کے موسم' کے تقریباً سارے کردار مسلم ہیں، لیکن فلم کا سب سے جان دار کردار ایک ہندو کریکٹر ہے، جو ہندوستان کی اسّی فی صد آبادی کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کردار کے لئے پرویز نے کرن کمار کا انتخاب کیا ہے۔ کرن کمار کا کہنا ہے: "پرویز میرے بھائی ہیں، میرے دوست ہیں۔ انہوں نے مجھے جب اس فلم کی کہانی سنائی تھی تو میں جیسے اس میں ڈوب سا گیا تھا۔ ہفتہ بھر اسی کے بارے میں سوچتا رہا اور خود کو کرن کا کردار ادا کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار کرتا رہا۔ اب جب کہ فلم کی شوٹنگ مکمل ہو چکی ہے اور فلمی حلقوں میں ہر طرف 'یادوں کے موسم' کا چرچا ہو رہا ہے تو ظاہر ہے میں بھی بہت خوش ہوں۔ مجھے یہ کردار اتنا پسند تھا کہ میں نے نہ تو شوٹنگ کی تاریخوں کی پروا کی اور نہ پیسے کی۔ پرویز بھائی مسلسل شوٹنگ کرنا چاہتے تھے جس کے لئے میں نے اپنی دوسری فلموں کی شوٹنگ ملتوی کرائی اور لگاتار 'یادوں کے موسم' کی شوٹنگ کرتا رہا۔"

پرویز نے 'یادوں کے موسم' کے دوسرے کرداروں کے لئے کچھ منجھے ہوئے اور کچھ نئے اداکاروں کو لیا ہے، جس میں سعید جعفری، ششما سیٹھ، سُلبھا دیش پانڈے، سُریش چٹوال، یونس پرویز، دانش خان، بینا، مشتاق مرچنٹ، جونیر محمود، مینا چوہان، اطہر قریشی اور ماسٹر انکور کے نام قابل ذکر ہیں۔ سب نے اس فلم میں اپنے بہترین جوہر پیش کئے ہیں، تاکہ 'یادوں کے موسم' ایک یادگار فلم بن سکے۔ (ظہیر ناصر) ■■

Salahuddin Pervez

AL-SALAM
INTERNATIONAL PRODUCTIONS
B-9, Sun & Sea Apartments,
Picnic Cottage,
Versova Road, Bombay-400 061.

www.taemeernews.com

میں نمبر کے کھیل کو اہمیت نہیں دیتا

انیل کپور

www.taemeernews.com

● انیل کپور اور مادھوری ڈکشٹ

انیل کپور

کے چہرے پر فکر، نا اُمیدی یا حوصلہ کھو دینے کے کوئی آثار نہ تھے۔ اس کے ساتھ اس نے لن ترانی یا بے جا اُمید پرستی بھی نہیں دکھائی۔ وہ ایک ایسے تاش کے کھلاڑی جیسا معلوم ہو رہا تھا جو بازی پر بازی جیتتا رہا ہو اور اب اُسے اگلی بازی کے بارے میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ جیت لی تو ٹھیک ہے، ہار ہوئی تو کوئی غم نہیں۔ اسی لئے وہ مجھے "ابھی سے کیا معلوم؟" کہنے کے بعد مسکرا کر مجھ سے ہی پوچھنے لگا "دیپ کشن کنہیا کی کامیابی کے سلسلے میں آپ کا کیا خیال ہے؟"

میں نے کہا "تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ آج کل لوگ تمہیں چاہتے اور پسند کرتے ہیں، اس لئے وہ ہر فلم میں تمہاری پذیرائی اور تعریف کریں گے۔ جب لوگ کسی اسٹار سے پیار کرتے ہیں تو اس کی ساری چھوٹی موٹی غلطیوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں اور جب وہ کسی اسٹار سے بیزار ہو جاتے ہیں تو اس کی معمولی غلطیوں کو بھی ناپ بڑا کرنے والے شیشے کی مدد سے ڈھونڈ نکالتے ہیں۔"

میری بات سُن انیل پھر مسکرا دیا اور اس مرتبہ اس کی مسکراہٹ سے دل کا اطمینان اور خود پر اعتماد پوری طرح جھلک رہا تھا۔

میں نے اگلا سوال پوچھا: "کافی مدت تک تمہیں نمبر ایک اسٹار کا وارث کہا جاتا رہا تھا اور اب آ کر تمہیں نمبر ایک کہا جانے لگا ہے۔ یہ بتاؤ، نمبر ایک کا رُتبہ پا کر تمہیں کیسا لگتا ہے؟"

"اچھا تو لگتا ہے۔" انیل کپور نے جواب دیا "لیکن ایک لحاظ سے مجھے کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ میں نمبر کے کھیل کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اسی لئے میرے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ کیا آپ کو مجھ میں کوئی فرق نظر آتا ہے؟ کیا آپ کو یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ کسی بدلے ہوئے انیل کپور سے مل رہے ہیں؟"

"شاید یہ احساس تو ہوتا ہے۔" میں نے کہا "اب تم پہلے سے زیادہ پُرسکون اور بُردبار ہو گئے ہو۔"

"جی ہاں، یہ تو ہے۔ پہلے کے مقابلے میں بے چینی اب میرے پاس بھی نہیں پھٹکتی۔" انیل نے اعتراف کیا۔

انیل کی الگ تھلگ رہنے کی عادت کی وجہ سے لوگ اسے ہمیشہ غلط سمجھتے رہے ہیں۔ وہ سیٹ پر گپ شپ میں وقت نہیں گنواتا۔ فضول باتیں کرنا اسے پسند نہیں۔ اکثر وہ اپنے ہی خول میں سمٹا ہوا سا لگتا ہے۔ اس کے اکثر ساتھی ستاروں نے یہی سمجھا کہ وہ گھمنڈی ہے، خود پسند ہے، برتری کے احساس میں مبتلا ہے۔ سنی دیول کا خیال یہی تھا۔ سنجے دت کی رائے یہی تھی۔ کچھ دوسرے آرٹسٹوں کا اندازہ بھی یہی تھا۔ انیل کی اس عادت کی بنا پر اگر کسی نے اس کے بارے میں اس قسم کے گمان کو اپنے دل میں جگہ نہیں دی تھی تو وہ تھا جیکی شروف جسے انیل کی بیان کی ہوئی وجہ پر پورا یقین آ گیا تھا۔ یہ وجہ انیل نے ایک موقع پر مجھے بھی بتائی تھی۔ اس نے کہا تھا: میں اپنے کام میں کچھ ایسی شدت کے ساتھ کھو جاتا ہوں کہ بس اسی کا ہو رہتا تھا۔ ہر پل میرے ذہن پر یہی خیال چھایا رہتا ہے کہ میں اپنی بہترین کارگزاری دکھاؤں۔ اس دُھن میں نہ مجھے آرام کی پروا رہتی ہے، نہ ڈرائنگ روم کے طور طریقوں کی۔ بہتر سے بہتر کام کرنے کے ارمان میں اعصابی کھنچاؤ مجھ پر ہر آن سوار رہتا ہے۔ اسی لئے میں لوگوں کو الگ تھلگ، کھنچا کھنچا اور برتری کے احساس میں مبتلا نظر آ سکتا ہوں، لیکن میں حقیقت میں ایسا نہیں ہوں۔"

یہ بات نہیں کہ انیل اور جیکی کے درمیان کبھی کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہوئی ہو لیکن جب کبھی غلط فہمی ان کی راہ میں آئی ہے، انہوں نے

www.taemeernews.com

سُوجھ بُوجھ سے کام لے کر اُسے دُور کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر "اندر باہر" کے ٹائٹلز دونوں کو ایک دوسرے سے بدگمان کرنے کا سبب بن گئے تھے۔ مسئلہ یہ تھا کہ ٹائٹلز میں کس کا نام پہلے آئے اور کس کا بعد میں۔ تاہم یہ مسئلہ جلد ہی دونوں کی رضامندی سے حل ہو گیا۔ یوں بھی ساتھی اسٹار کے طور پر انیل کی پہلی ترجیح جیکی ہے کیوں کہ اُسے یقین ہے کہ جیکی اس پر چھا نہیں سکتا لیکن انیل اپنی ترجیح کا سبب کچھ اور ہی بتاتا ہے۔ اس کا کہنا ہے: "جیکی ہر پہلو سے میرے بڑے بھائی کے طور پر جچتا ہے ایسا بھائی جو خیال رکھتا ہو، حفاظت کا احساس دلائے، سنجیدہ اور پروقار ہو۔"

انیل کی یہ ترجیح اُس وقت بھی سامنے آئی جب "پرندہ" میں نصیرالدین شاہ کی جگہ جیکی کو لیا گیا اور اس کے ساتھ ہی اخلاقی بحث کا شور اُٹھ کھڑا ہوا۔ کہا گیا کہ انیل ہی جیکی کو اس فلم کی کاسٹ میں شامل کرنے پر اڑ گیا تھا۔ لیکن ودھو ونود چوپڑا نے مجھے بتایا: "نصیرالدین نے یہ فلم خود چھوڑی تھی۔ ان کے خیال میں جو رقم ان کو اس فلم کے لئے ملنا تھی، اس سے وہ خوش نہیں تھے۔ لیکن جیکی نے معاوضے کی بات چھیڑی ہی نہیں۔ اس نے بہت جوش اور شوق کے ساتھ رول قبول کر لیا، یہ پوچھے بغیر کہ اسے کتنے پیسے ملنے ہیں۔" لیکن ونود چوپڑا کی اس وضاحت کے بعد بھی کہنے والے یہی کہتے رہے کہ انیل اس طرح نصیر کے رُوپ میں ایک چھا جانے والے اداکار کے ساتھ کام کرنے کا جوکھم مول لینے سے دامن بچا گیا۔

پھر تقدیر کی ستم ظریفی یہ رہی کہ "پرندہ" میں اپنی اعلیٰ اداکاری کی بدولت جیکی شروف نے انیل کو ایک طرف دھکیل کر فلم بینوں کی توجہ اور تعریف خود سمیٹ لی اور انیل صرف پرچھائیں بن کر رہ گیا۔ لیکن اس سلسلے میں جب میں نے انیل کا ردِّ عمل جاننا چاہا تو اس نے برہم ہونے کی بجائے ہوش مندی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگا "مجھے تو خوشی ہے کہ حالات نے ایسی طرح کا موڑ لیا۔ یہ میں نے بھی اپنے کانوں سے سنا ہے کہ جیکی اس فلم میں انیل کو پیچھے چھوڑ گیا، اس پر چھا گیا، اُسے کھا گیا۔ مجھے خوشی اس رویہ پر ہے جو اس قسم کی بات کہنے والوں نے میرے لئے دکھایا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دھیرے دھیرے میں ایک پیمانہ، ایک کسوٹی، ایک معیار بن گیا ہوں اور لوگ مجھے معیار مان کر دوسروں کو پرکھتے ہیں۔ آپ ہی سوچئے، جیکی کس کو کھا گیا، انیل کو، صرف انیل کو۔ ایک وقت وہ تھا جب 'مشعل' میں میرے کام کو سراہا گیا تھا اور لوگ کہتے تھے کہ انیل دلیپ کمار کو کھا گیا ہے۔ اور اب کوئی انیل کپور پر چھا گیا ہے اور انیل کپور پر چھا جانے کو ایک کارنامہ سمجھا جا رہا ہے۔ کیا یہ میرے فن کا اعتراف نہیں ہے؟ میں تو واقعی خوش ہوں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ میں آج بھی آگے ہوں۔ پہلے جتنا میں ہوں، اُتنا تو کوئی ہو کر دکھائے، اتنا تو کوئی کرنے کا حوصلہ پیدا کرے۔"

انیل کی دلیل میں وزن تھا، اس لئے اس نکتے پر بحث کرنے کی جگہ میں نے اگلا سوال پوچھا: "پہلے کے برعکس ادھر کچھ عرصے سے تم فلمیں لینے میں کافی احتیاط برتنے لگے ہو۔ آج کل تم کس کی رائے سے فلمیں چُنتے ہو؟"

"بونی کی رائے، ریکو کا مشورہ، میرا اپنا فیصلہ سب ہی کسی فلم کو قبول کرنے میں کام آتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ دونوں طرح کی فلمیں لوں۔ ایسی فلمیں بھی جن کی باکس آفس پر کامیابی کا امکان زیادہ ہو اور ایسی فلمیں بھی جن میں اپنی صلاحیت ثابت کر سکوں، جیسے "ایشور" "پرندہ" وغیرہ۔"

"لیکن تم اتنی کم فلمیں کیوں کر رہے ہو؟"

"میں نے ہمیشہ ایک وقت میں صرف چند فلموں میں کام کرنے کو اپنا معمول بنایا ہے، تاکہ اپنے کام پر پوری توجہ دے سکوں۔ پھر آج کل تو یوں بھی فلموں کی زیادہ سے زیادہ تعداد مقرر ہو گئی ہے اور ایک شفٹ کا سسٹم چل رہا ہے۔"

"تمہارے گھر والوں کی پروڈکشن 'رُوپ کی رانی چوروں کا راجا' کے ساتھ ہی اس فلم کا اعلان کیا گیا تھا جس سے تمہارے بھائی سنجے کپور کے کیریر کی شروعات ہوتا تھی۔ لیکن ترجیح صرف تمہاری فلم کو مل رہی ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟"

"شروعات میں تو سرمائے کا مسئلہ تھا۔ 'رُوپ کی رانی چوروں کا راجا' شاندار پیمانے پر بنائی جانے والی فلم ہے۔ لیکن سنجے کپور کی 'پریم' شروع ہونے میں دیر اسکرپٹ وغیرہ کی وجہ سے ہوئی۔ ویسے اب اس کی شوٹنگ بھی شروع ہو گئی ہے۔"

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تمہیں اپنے بھائی کی طرف سے مقابلے کا ڈر ہو؟"

"جی نہیں۔" انیل مسکرا دیا "سنجے میرا چھوٹا بھائی ہے اور مجھے اس سے پیار ہے، مجھے اس کی جیت کی اور بھی زیادہ خوشی ہو گی۔"

نمبر ایک کے تاج کے ساتھ سر پر ایک طرح کی ذمہ داری بھی آ جاتی ہے۔ خاص طور سے اس وقت جب کوئی شک پیدا کرنے والی گرہ پڑ جائے۔ فلم فیئر کے ایوارڈز فنکشن

www.taemeernews.com

۱۳-اپریل سے نمائش شروع

فلم ساز، ہدایت کار : راج کمار کوہلی سنگیت : لکشمی کانت پیارے لال گیت : آنند بخشی

جاری کردہ : شنکر موویز ۸ - پنچ شیل، ۲۱۳- واٹر فیلڈ روڈ، باندرہ، بمبئی ۴۰۰۰۵۰ فون : ۶۴۲۲۶۹۵

www.taemeernews.com

پر انیل کپور پوری طرح چھایا رہا تھا۔ امیتابھ کی پچھلی فلموں کے کچھ ٹکڑے عین وقت پر دکھانے سے روک لئے گئے تھے۔ "جنا" کو بھی نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ اس پر تھوڑی سی اختلافی ڈھول بھی اُڑی تھی۔ میں نے اس معاملے میں بھی انیل کپور کو ٹٹولنا مناسب سمجھا اور اس سے پوچھا: "اس تمام جوڑ توڑ کے لئے تمہارے کیمپ کا نام لیا جا رہا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے کہ یہ سب کچھ تمہارے کیمپ کا کیا دھرا تھا؟"

"کیسا کیمپ؟ اور کیسا جوڑ توڑ؟ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ بھلا اس پروگرام کو طے کرنے میں میرا یا میری طرف سے کسی کا کیا دخل ہو سکتا ہے؟" انیل نے معصوم بن کر کہا۔

اس فنکشن کے کچھ دن بعد فلم انڈسٹری نے "لائف ۱۹۹۰" کے نام سے ایک شو کا اہتمام کیا تھا۔ مقصد نشلی دواؤں کے خلاف مہم کے لئے فنڈ جمع کرنا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس شو میں بھی جوڑ توڑ کا جال پھیلایا گیا تھا۔ جال پھیلانے والوں میں سبھاش گھئی، لکشمی کانت پیارے لال، امجد خاں اور انیل کپور شامل تھے۔ منشا حالات کو ایسا رُخ دینا تھا کہ امیتابھ بچن کو اس شو سے دُور رکھا جائے۔

اس شو میں امیتابھ بچن کو اسٹیج پر گانے کے لئے پہلے سے باضابطہ بلوا نہیں دیا گیا تھا، جب کہ پروگرام میں لکھ دیا گیا کہ امیتابھ بچن گائے گا۔ لیکن انیل اور مادھوری اپنے آئٹم پیش کرنے کے لئے پوری تیاری کر کے آئے تھے۔ انہوں نے مختصر سے نوٹس پر کئی روز پہلے سے ہی ریہرسل بھی شروع کر دی تھی۔ امیتابھ کو اپنی سبکی اس حد تک محسوس ہوئی کہ اس نے وقت کے وقت اسٹیج پر آ کر گانے سے صاف انکار کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کچھ لوگوں کے بیان مطابق اس نے یہ دکھانے کے لئے کہ اس کی مانگ میں آج بھی کمی نہیں آئی ہے، لگ بھگ ۱۵۰ آدمی کرائے پر اکٹھے کر لئے۔ یہ لوگ بار بار شور مچاتے رہے: "امیتابھ کہاں ہیں؟ ہم چاہتے ہیں امیتابھ آئیں۔"

ظاہر ہے، انیل اپنی زبان سے یہ اعتراف کیوں کرنے لگا کہ یہ اسی کے کیمپ کی سازش تھی۔ چنانچہ میرے پوچھنے پر پہلے تو اس نے مسکرا کر ٹالنا چاہا اور جب میں نے بار بار کریدا تو وہ کہنے لگا "آپ ایسے اندازے کیوں لگا رہے ہیں؟ بھلا ہم لوگوں کو ایسے ہتھکنڈے آزمانے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نہیں جانتا کہ اصل معاملہ کیا تھا اور کیسے یہ سب کچھ ہوا۔"

اگر انیل اس معاملے میں اپنے کیمپ کی دخل اندازی کا اعتراف نہیں کرتا تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ امیتابھ بھی تو یہ نہیں مانے گا کہ اس نے اپنی تعریف کروانے اور "امیتابھ امیتابھ!" کے نعرے لگانے کے لئے کرائے پر ۱۵۰ آدمیوں کی بھیڑ جمع کی تھی۔ یہ کھیل تو انڈسٹری میں چلتا ہی رہتا ہے۔

"اچھا، یہ بتاؤ کہ ابھی تک تمہارا نام کسی بھی ہیروئن کے ساتھ کیوں نہیں جوڑا گیا؟" میں نے چٹکی لی۔

"یہ تو میں بھی جاننا چاہتا ہوں۔ آپ ہی بتائیے۔" انیل کے لہجے میں شوخی تھی۔

"سوال میں نے پوچھا ہے۔ جواب تمہیں دینا ہے۔"

"تو سنئے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ میں خاصا بور واقع ہوا ہوں۔ اس لئے کوئی بھی ہیروئن میری طرف مائل نہیں ہونا چاہتی۔ ویسے سنجیدگی سے سوچا جائے تو سبب یہ ہے کہ اپنے کام اور اپنے کیریئر سے میرا لگاؤ اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ لڑکیوں سے لگاؤ کے لئے میرے پاس نہ وقت ہے، نہ شوق اور نہ ارمان۔"

"اب تو تم چوٹی پر ہو اور محفوظ بھی ہو۔ کیا اب بھی کسی سے رومانی لگاؤ پیدا کرنے کا ارادہ نہیں؟"

"محفوظ؟ محفوظ اس انڈسٹری میں کون ہے؟ کس کو یقین ہے کہ اس نے جو کچھ پایا ہے، اسے آئندہ بھی حاصل رہے گا اور اس سے چھین نہیں جائے گا؟" انیل نے پتے کی بات کہی اور پھر اتنی ہی دانائی کے ساتھ ایک اور نکتہ بیان کرنے لگا۔ "میرے لئے چوٹی کی طرف چڑھائی زیادہ دلچسپ اور پُرلطف ہے چوٹی پر پہنچ جانا نہیں۔ آرزو کا پورا ہو جانا آرزو کی موت ہے۔ میرے لئے ہر پل سنسنی خیز اور جوش انگیز ہے، چاہے وہ اپنے ساتھ حفاظت کا احساس لائے یا جوکھم کا۔ میں ہمیشہ ایسی ہی جوکھم بھری زندگی چاہتا تھا اور اسی قسم کی زندگی مجھے ملی بھی ہے۔"

بات چیت کا دور تمام ہونے سے پہلے میں نے انیل سے دریافت کیا کہ وہ سری دیوی اور مادھوری دکشت میں سے کس کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ یہ ذکر میں نے اس لئے بھی چھیڑا تھا کہ دونوں انیل کی ہیروئنیں ہیں اور اس کے ساتھ ایک دوسرے کی حریف بھی ہیں۔ مگر انیل نے ڈپلومیسی سے کام لیتے ہوئے دونوں کا مقابلہ کرنے سے گریز کیا اور کہا "دونوں کی شخصیتیں الگ الگ ہیں۔ دونوں بہت اچھی آرٹسٹ ہیں۔ میرا دونوں کے ساتھ بہت گہرا تال میل ہے۔ دونوں کے فن کا مقابلہ روا روی میں نہیں کیا جا سکتا۔ فن کا جائزہ لینے اور سوچ بچار کے بعد کچھ کہنے کے لئے تو کافی مہلت چاہئے۔ میں شوٹنگ کے لئے حیدرآباد جانے والا ہوں۔ کیوں نہ آپ بھی حیدرآباد آ جائیں۔ وہاں ہمیں بات چیت کے لئے خوب وقت مل سکے گا۔"

بات چیت یہیں ختم ہو گئی اور میں رخصت ہونے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ حیدرآباد میرا جانا نہیں ہوا۔ شاید وہاں جانے سے کچھ فائدہ بھی نہ ہوتا۔ انیل اتنی جلد کوئی اور قابلِ ذکر بات بتانے سے تو رہا۔

(موہن دیپا) ●●

ANIL KAPOOR,
31 SHRINAGAR PRESIDENCY
SOCIETY,
NORTH SOUTH ROAD NO. 7,
JUHU,
BOMBAY - 400049

www.taemeernews.com

ایک خط باتیں ہزار

● رازداں ایم اے

● مرحوم غلام محمد کے بیٹے مسعود اور اقبال۔ ان دونوں بھائیوں نے تاجدار امروہی کی پہلی فلم 'ایک نمبر کا چور' میں موسیقی دی ہے۔

شمع کے عزیز پروانو!

انگریزی میں ایک مشہور کہاوت ہے کہ شادی کے لئے جوڑیاں جنت میں کہیں اوپر مقرر کی جاتی ہیں۔ کون سا مرد کس عورت کے سر منڈھا جائے گا اور کون سی عورت کس مرد کے پلے پڑے گی، اس کا فیصلہ کوئی خدائی طاقت بہت پہلے سے کر چھوڑتی ہے۔ مرد یا عورت کو ایک دوسرے کے لئے ریلیز کرنے میں دیر ہو سکتی ہے مگر شادی کے ان حادثوں کے لئے کوئی نہ کوئی دن یا کوئی نہ کوئی رات پہلے سے معین ہے۔ اس سلسلے میں کسی کو بھی مایوس ہونے یا نیند خراب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب ریکھا ہی کو لیجئے۔ ساون بھادوں (ریکھا کی پہلی ہندی فلم) کے دنوں سے لے کر شادی کی کامیاب پلاننگ تک ریکھا کو خود کیا، کسی دوسرے کو بھی اس بات کا یقین نہیں ہوگا کہ ایک دن یوں منٹوں میں ریکھا کی "چٹ شادی پٹ بیاہ" ہو جائے گا۔

فلمی دنیا میں شادی سے پہلے کی ذاتی اور فلمی زندگی اور شادی کے بعد کی ذاتی اور فلمی زندگی کا دارومدار شادی جیسے انسٹی ٹیوشن کے متعلق آدمی کے ذاتی نقطۂ نظر پر ہوتا ہے۔ کچھ عورتیں ادھر ادھر کافی خاک اڑانے کے بعد، صرف اس لئے شادی کرتی ہیں کہ چلو، سب کچھ کر لیا ہے اب بچے بھی پیدا کر لیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کی بنائی ہوئی عمر کی وہ حدیں بھی گزر جائیں جو بچے کے جنم کے لئے بہت ضروری ہوتی ہیں۔ کچھ مرد، اس نگری میں شادی اس لئے کرتے ہیں کہ اپنی مردمیت کے ظاہری ثبوت کے لئے ان کے ذہن میں بیوی کی نمائش بہت لازمی ہے۔ بہرحال فلمی دنیا میں آنے یا کامیابی حاصل کرنے کے بعد کی فلمی شادیوں میں خلوص یا صدق دلی کے عناصر اکثر حالتوں میں کم ہوتے ہیں اور غرض یا خود غرضی کے پہلو بیشتر حالتوں میں بہت ہی زیادہ! اس سلسلے میں فی الحال میں ان فلمی لوگوں کا ذکر نہیں کر رہا جن کے ازدواجی گٹھ بندھن فلمی دنیا میں داخلے سے بہت پہلے نافع ہوتے ہیں اور جن کی رسومات کے دوران متعلقہ اصحاب کو مذہبی کتابوں کا سہارا لے کر "مرنا یہاں، جینا یہاں" کی زبردست تلقین کی جاتی ہے۔

خیر ــــ شادی میں خود غرضی ہو یا کوئی فطری جذباتی جذبہ یا کسی تشہیر کا سامان ــــ شادی آخر شادی ہے جس میں ایک ساتھ رہنے کے لئے سچی جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ ایک بات جو میں نے کئی بار محسوس کی ہے۔ لوگوں کے تجربوں سے دیکھی ہے اور اکثر لکھا بھی ہے، اس کے بارے میں ــــ یہ ہے کہ فلمی دنیا میں کامیابی کے بعد اکثر لوگ سب سے پہلے اپنی بیوی سے نفرت کرنے لگتے ہیں ..... اور بیوی بھی وہ جس نے خاوند کی جدوجہد کے زمانے میں اس کے لئے اپنا منگل سوتر گروی رکھا ہوتا ہے۔ کس کس کا ذکر کروں سب میرے دوست ہیں۔ آر۔ ڈی۔ برمن کو لیجئے پرکاش مہرہ کو لیجئے، امریش پوری کو لیجئے ایسی خوبصورت شخصیتیں فلمی پردے پہ اتنے خوبصورت کارنامے اور ذاتی زندگی میں اتنی اوٹ پٹانگ الجھنیں ــــ دیکھا جائے تو کامیابی اور دولت کے بعد زندگی میں ایک ترتیب آ سکتی ہے بے ترتیبی گم ہو سکتی ہے، دونوں کی پرسکون زندگی ہو تو فنی تخلیق اور نکھر سکتی ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوتا، شیطان ایسا نہیں ہونے دیتا اور آدمی سکون ڈھونڈنے لگتا ہے ایسی عورتوں میں جن سے کہیں زیادہ خوبصورت مزاج رکھتی ہیں ان کی اپنی پہلی بیویاں! ان حالات میں زندگی کی بے چینی بہت جلد پہلے ان کی فلموں کے باکس آفس پر اثر انداز ہونے لگتی ہے اور پھر ان کے ذاتی چہرے سے عیاں ہوتی ہے ..... ذرا غور کیجئے، دلیپ کمار کے ان فقروں کو جو انہوں نے ایک بار ساؤتھ کے ایک مشہور فلم ڈائرکٹر سے کہے تھے جو اپنی دو بیویوں کے باوجود رات کا اندھیرا ہوتے ہی پھر کسی نہ کسی "شکار" کی تلاش میں نکل پڑتا تھا۔ دلیپ کمار نے کہا تھا: "بھائی میرے، بند کرو یہ سب کچھ۔ اب تو گناہ چہرے سے بھی بولنے لگا!"

چلو، ہم مان لیتے ہیں کہ ہر سکون اور ہر بے چینی کی طرح شادی کی ہر جوڑی کو کوئی خدائی طاقت پہلے سے مقرر کرتی ہے

www.taemeernews.com

● فلم 'پراکرمی' کے سیٹ پر مدیر شمع ادریس دہلوی اور متھن چکرورتی

مگر اس سرزمین پر بیوی اور گرل فرینڈ کی جوڑی کو بیک وقت شانہ بشانہ لے کر چلنے کا ذمہ دار خود آدمی ہے۔ بعض فلمی لوگ اسے اپنے تمدنی عروج کی ایک نئی راہ قرار دیں تو دیں مگر ہے یہ زندگی کی مزید الجھنوں کو دعوت دینے والی بات! پچھلے دنوں راجیش کھنہ نے اپنی فلم 'جے شیو شنکر' کی تکمیل کی خوشی میں ایک پارٹی دی اور اس میں ڈمپل (سابقہ بیوی) اور انجو مہندرو (سابقہ گرل فرینڈ اور حالیہ معاون) دونوں شریک ہوئے اور ایک ساتھ بیٹھے ہوئے بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے — ایک لمحے تو راجیش کھنہ نے اخباری فوٹوگرافروں کو یہ کہہ کر ان کی طرف دوڑایا کہ "یہاں کیا کر رہے ہو، دوڑو ان کی طرف انہیں دونوں کے اس تاریخی سامنے کی فوٹو بند کر جاؤ۔" اسی طرح ہوٹل سینٹور میں فلم عاشقی کی ایک پارٹی میں ڈائرکٹر مہیش بھٹ کی دونوں بیویاں کرن اور سونی تشریف لائیں اور "مرنا یہاں جینا یہاں" کی ایک اور مثال بنی رہیں — زمانے کی ہوا کہاں تک بدلے گی اور تہذیب کس حد تک نئی کروٹ لے گی، اس میں اب خدا سے زیادہ آدمی کا اپنا ہاتھ نظر آنے لگا ہے۔

فلم عاشقی، یاد رہے، پروڈیوسر گلشن کمار کی ایک نئی فلم ہے جسے مہیش بھٹ نے ڈائرکٹ کیا ہے۔ راہول رائے اور انو اگروال اس فلم کے ہیرو ہیروئن ہیں۔ موسیقی ندیم شرون کی ہے پچھلے جیسے اس فلم کے کچھ گیت جو بمبئی اور اوٹی میں فلمبند کئے گئے ہیں، دیکھنے کا موقعہ ملا — کہنا پڑتا ہے کہ مہیش بھٹ نے ایک بار پھر فلم کی ہدایت کاری میں اپنی صلاحیتوں کو ہر فریم میں استعمال کیا ہے۔ کہیں کہیں تو ان کے کام سے مجھے راج کپور مرحوم کے فن کی یاد آئی۔ انو اگروال جیسی نئی لڑکی سے ایک جذباتی رول میں کیا کام کروایا ہے مہیش بھٹ نے! راہول رائے کی عاشقی بھی پسندیدہ دکھائی دی — ندیم شرون کی موسیقی میں جوانی کی مسرتوں اور صدموں کا ایک سمندر نظر آیا۔ فلم عاشقی، مجھے یقین ہے، گلشن کمار اور مہیش بھٹ کے سروں پر کامیابی کے نئے سہرے باندھے گی۔

فلمی دنیا میں حادثوں کی کبھی کمی نہیں رہی۔ پچھلے دنوں لکشمی کانت اور پیارے لال جیسے سنگیت کاروں کی ٹیم کو نظر لگ گئی اور کچھ دن کے لئے ان کے باہمی اعتماد کی ڈور کٹی رہی۔ آخر ۱۲ مارچ کو پروڈیوسر اے، کرشنا مورتی کی فلم "بے نام بادشاہ" کے ایک نئے گیت کی ریکارڈنگ سے دونوں میں صلح ہو گئی اور فلم انڈسٹری نے صبر و اطمینان کی ایک سانس لی — جتنے دن بھی لکشمی کانت پیارے لال کے درمیان جھگڑا رہا فلمی دنیا میں طرح طرح کی باتیں پھیلتی رہیں کسی نے کہا، یہ سارا جھگڑا ڈوبئی کی دھرتی پر ایک معمولی سی بات پر شروع ہوا جہاں یہ لوگ گووندا وغیرہ کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں، ایک دعوت میں ایک سنگیت کار نے پانی کا ایک گلاس مانگا جو اسے آدھے گھنٹے تک ملا نہیں۔ ادھر دوسرے کمرے میں، دوسرے سنگیت کار کی محفل میں پانی کیا، شراب بہہ رہی تھی — بس، پانی کا یہ گلاس باہمی انا کا ایک موضوع بن گیا اور تو تو بڑھ گئی جس کا اثر بمبئی میں ان کے کاروباری رشتوں پر پڑ گیا۔ اس اثناء میں اخباروں میں ان کی علیحدگی کی خبر جلی حروف سے چھپی۔ کسی نے کچھ لکھا، کسی نے کچھ —! ایک اخبار والے نے اس علیحدگی کا کارن، پلے بیک سنگر انورادھا پوڈوال کو ٹھہرایا۔

مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی کہ اس علیحدگی سے انورادھا کا کیا سمبندھ؟ میں لکشمی کانت کو بھی جانتا ہوں، پیارے لال کو بھی اور انورادھا کو بھی! مجھے معلوم ہے کہ لکشمی پیارے نے پچھلے کافی عرصے سے انورادھا سے کوئی گانا نہیں گوایا — مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ انورادھا نے لکشمی پیارے کی ایک فلم 'مجبور' کے لئے، لگ بھگ ایک سال پہلے ایک گانا گایا تھا اور اس کے بعد سے لے کر آج تک ان دونوں میں کوئی کاروباری سامنا یا سمبندھ نہیں ہوا۔ انورادھا پوڈوال کامیابی کی بلندیوں پر ہے اور لکشمی پیارے اپنے فلمی عروج کی دنیا میں مست اور خوش ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود اب اگر کہیں یہ لکھا یا لکھوایا جائے کہ ایک غیر ملک میں ہونے والا سنگیت کاروں کا یہ گھریلو جھگڑا میلوں دور ہندوستان میں بیٹھی ہوئی ایک پلے بیک سنگر کی وجہ سے ہوا ہے تو یہ ایک سراسر غلط الزام ہے جس کی بے بنیاد تشہیر کسی کو بھی شوبھا نہیں دیتی — نہ تو لکھنے والے کو اور نہ ہی لکھوانے والے کو!

فلم انڈسٹری میں جہاں نئے آرٹسٹوں کے ساتھ محبت بھری کہانیاں بن رہی ہیں، وہاں پرانے اور کامیاب آرٹسٹوں کے ساتھ بننے والی فلموں کی بھی کمی نہیں۔ پروڈیوسر ڈی، کے، چاولہ کی نئی فلم 'صاحباں' کی رسم مہورت پچھلے دنوں بڑی دھوم دھام سے ادا کی گئی۔ رمیش تلوار اس فلم کو ڈائرکٹ کر رہا ہے اور مادھوری ڈکشٹ، رشی کپور اور سنجے دت، فلم کے خاص اداکار ہیں۔ موسیقی شو ہری کی ہے اور آنند بخشی گیت لکھ رہے ہیں۔ محبوب اسٹوڈیو میں دلیپ کمار نے اس فلم کے مہورت شاٹ کے لئے کلیپ دیا۔ اور رات کو جوہو کے ایک ہوٹل میں فلم کی افتتاحی پارٹی میں بھی شرکت کی۔ پروڈیوسر چاولہ نے ایک بار پہلے ایک چھوٹی فلم "اپنا دیش پرائے لوگ" کے نام سے بنائی تھی، جو گمنام رہی۔ اب وہ ایک بڑی فلم کے ساتھ قسمت آزمائی کر رہے ہیں۔ ہماری دعائیں

www.taemeernews.com

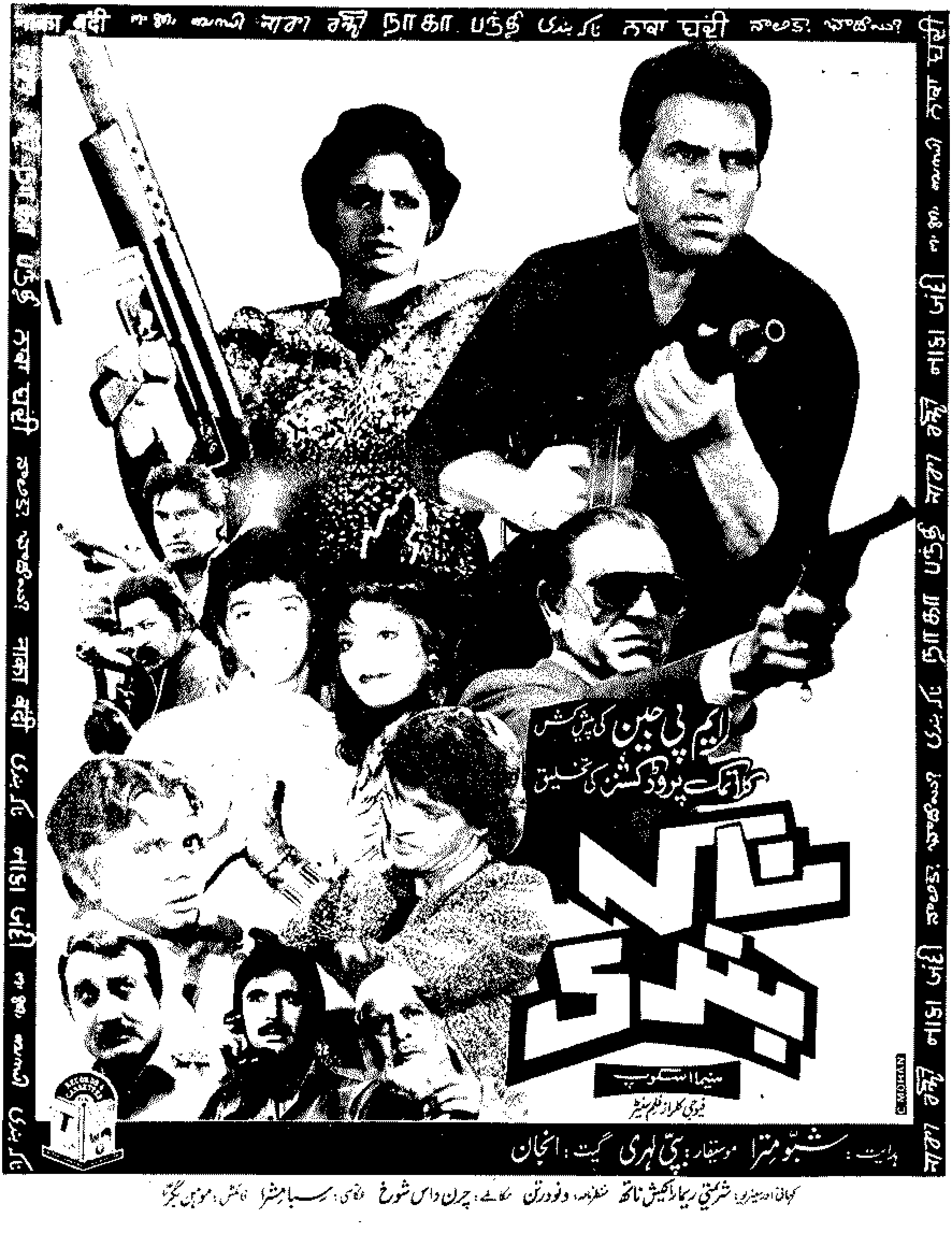

کہانی اور سینریو: شریمتی ریتا راکیش ناتھ منظرنامہ: ونود رتن مکالمے: چرن داس شوخ فوٹو: سبا مشرا ناشر: موہن بگڑا

www.taemeernews.com

● اردو کے مشہور صحافی ادیب اور شاعر قیصر عثمانی کے شعری مجموعہ 'حدیثِ دل' کے جشنِ اجراء کے موقع پر۔ ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی، عزیز قیسی میزبان چندر شیکھر، حسن عابدی شعلہ، قیصر عثمانی، قمر جلال آبادی اور یوسف ناظم۔

ان کے ساتھ ہیں۔

دلیپ کمار سے گذشتہ مہینے ایک بار پھر ملاقات ہوئی ...... ٹپس کیسٹس (TIPS CASSETTES) کی اس دعوت میں جو اس کمپنی نے "آوازِ دل کہاں ہے" کے سنگیت کی کامیابی پر فلم کے سنگیت کار نوشاد اور متعلقہ اصحاب کو دی۔ دلیپ کمار نے اس موقعہ پر نوشاد صاحب اور دیگر لوگوں کو کمپنی کی دی ہوئی ڈبل پلاٹینم ٹرافیاں تقسیم کیں اور ایک مختصر سی تقریر بھی کی جس میں انہوں نے نوشاد کی ہمہ گیر موسیقی کی بے حد تعریف کی۔ "آوازِ دل کہاں ہے" کے ساتھ نوشاد صاحب ایک کافی عرصہ کے بعد موسیقی کے میدان میں اترے ہیں۔ ان کے گیتوں میں آج بھی بلا کی جوانی ہے فلم کے سبھی گیت مقبول ہو چکے ہیں — پلے بیک سنگر محمد عزیز نے تو مجھ سے ایک بار یہ کہا تھا کہ "نوشاد صاحب نے مجھ سے گوا لیا ...... بس، زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری ہو گئی"۔ فلمی سنگیت کی دنیا میں "ٹپس" کمپنی بھی بڑے زور شور سے ترقی کے راستے پر چل رہی ہے۔ رمیش تورانی اور کمار تورانی اس کمپنی کے روحِ رواں ہیں اور بڑی تیزی سے ہندی اور مراٹھی فلموں کے سنگیت کو بڑھاوا دے رہے ہیں۔ ان فلموں میں این چندرا کی فلم نرسمہا، وِمل کمار کی فلم قرض چکانا ہے، راجن سیپی کی جہاباج، رمیش بہل مرحوم کی اندرجیت، منوج ڈیسائی کی خدا گواہ، دیو آنند کی اوّل نمبر اور سو کروڑ اور طاہر حسین کی "تم میرے ہو" کے نام خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔

ڈائرکٹر کے۔ پپو کی نئی فلم "آئی ملن کی رات" کے سیٹ پر نئی ہیروئن شاہین کو کام کرتے ہوئے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ شاہین سائرہ بانو کے بھائی سلطان کی لڑکی ہے۔ وہ خوب صورت اور نوجوان ہے اور اس کے کام میں ایک خود اعتمادی بھی دکھائی دے رہی تھی۔ سیٹ پر فلم کا ہیرو اویناش ودھاون، ریشما بھادری اور ایک سانپ بھی کام کر رہے تھے۔ شاہین کو اس فلم میں ایک وسیع پیمانے پر متعارف کرایا جا رہا ہے امید ہے کہ تقدیر اس کا ضرور ساتھ دے گی۔

پروڈیوسر بھگوان جی سندھرا اور وجے چندرا کی فلم پراکرمی کی شوٹنگ بھی بڑی تیزی سے ہو رہی ہے۔ پچھلے شیڈول میں متھن چکرورتی، سنگیتا بجلانی، قادر خاں، کرن کمار، شربت سکسینہ، ستیش شاہ، اچرن راج کنیکا، سبھی نے شوٹنگ میں حصہ لیا۔ شمع کے مدیر ادریس دہلوی بھی پروڈیوسر کی دعوت پر سیٹ پر تشریف لائے اور بہت دیر تک متھن سے باتیں کرتے رہے۔ متھن کو پتھری کی شکایت ہے۔ آسٹریا جا کر اس نے ایک بار آپریشن بھی کروایا تھا مگر ابھی تک افاقہ نہیں ہوا۔ اب بھی کبھی کبھی درد ہوتا ہے تو وہ کوئی نہ کوئی گولی کھا لیتا ہے۔ بات چیت کے دوران ادریس صاحب نے شمع لیباریٹریز سے اس درد کے علاج کے لئے دوائیاں بھیجنے کا وعدہ کیا جس کا متھن آج بھی انتظار کر رہا ہے

قیصر عثمانی، گوکل سے کارپوریشن کی فلموں کی پبلسٹی کرتے ہیں۔ مگر خوشی کا مقام ہے کہ افراتفری کے اس دور میں، زندگی انہیں اچھے شعر کہنے کا موقع بھی دے دیتی ہے — پچھلے دنوں انہوں نے اپنا ایک نیا مجموعہ "حدیثِ دل" کے نام سے ریلیز کیا۔ یہ تقریب چندر شیکھر کے گھر پر منعقد ہوئی جس میں قیصر عثمانی کی ادبی خدمات کو سراہا گیا "حدیثِ دل" کو میں نے بھی پڑھا ہے۔ ان کی ایک غزل کا یہ شعر بہت پسند آیا ؎

گرداب میں سفینہ جس کا پھنسا ہوا ہو
کیا اس کا حال جانے ساحل پہ جو کھڑا ہو

ایک طویل فلمی نظم "پرچھائیوں کا دیس" میں قیصر صاحب نے مختلف فلمی شعبوں کا ایک خوب صورت نقشہ کھینچا ہے۔ لائٹ مین کے متعلق کہتے ہیں:

جن کے ہاتھوں میں ستاروں کو یہاں نور ملے
ان کے کاشانوں میں ہر وقت اندھیرا دیکھا

...... اور فلم ورکرز کے بارے میں قیصر صاحب کا کہنا ہے:

یعنی جیتے جو نہالیں، انہیں پیاسا دیکھا
فلمی دنیا میں عجب میں نے تماشا دیکھا

— اور کس کس کا ذکر کیا جائے —

ڈانس ڈائرکٹر سروج خاں نے پروڈیوسر بننے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ فلم کا نام ہے "نقشِ قدم" جس کا ڈائرکٹر سمیر مالکن ہوگا۔ رائٹر ڈائرکٹر منصور خاں (قیامت سے قیامت تک) کی نئی فلم "جو جیتا وہی سکندر" کی شوٹنگ کوڈئے کنال اور اوٹی میں شروع ہو چکی ہے جس میں عامر خاں اور گرجا کے ساتھ میرا لڑکا وکرم رازداں بھی ایک اہم رول کر رہا ہے۔ سنگیت کار بپی لاہری سنگیت کے ایک پروگرام کے بعد لندن سے لوٹ آئے ہیں۔ صلاح الدین پرویز کی فلم "یادوں کے موسم" کے سبھی گیت مقبول ہو چکے ہیں۔ بطور ڈائرکٹر طارق شاہ کی فلم "بہار آنے تک" قریب قریب مکمل ہے۔ "ایک نمبر کا چور" میں مرحوم موسیقار غلام محمد کے لڑکوں مسعود اقبال کی موسیقی بھی سراہی جا رہی ہے۔

ان شاء اللہ اگلے مہینے پھر خط لکھوں گا۔

آپ کا اپنا
رازداں

www.taemeernews.com

ڈمپل کپاڈیہ۔ (صفحہ ۲۲ سے آگے)

یہ اندازہ مجھے اس وقت ہوا جب اس نے مجھے گووند نہلانی کی فلم کی کہانی سنائی۔ کہانی کچھ اس طرح ہے کہ ایک عورت اولاد نہ ہونے کے باعث اُداسی، دُکھ اور الجھن کی لہروں پر ڈولتی رہتی تھی۔ ایک لیڈی ڈاکٹر کو اس کا دُکھ دُور کرنے کی یہ ترکیب سوجھی کہ اس نے اولاد سے محروم عورت کو اس گمان میں مبتلا کر دیا کہ وہ اُمید سے ہے ڈاکٹر کی تدبیر سے عورت میں تبدیلیاں بھی رونما ہونے لگیں۔ اس کا پیٹ بڑھنے لگا۔ اور حاملہ ہونے کی دوسری علامتیں بھی ظاہر ہونے لگیں۔ اس کے ساتھ ڈاکٹر نے ایک اور عورت کا بھی انتظام کر رکھا تھا جو سچ مچ ماں بننے والی تھی۔ وقت آنے پر جب دوسری عورت کے بچہ پیدا ہوا تو وہ بچہ چپکے سے پہلی عورت کو سونپ دیا گیا۔ دوسری عورت یہی سمجھی کہ اس بچے کو اس نے جنم دیا ہے، کیوں کہ اس کے لئے زچگی جیسے سارے حالات پیدا کر دئے گئے تھے، جن میں زچگی کا درد بھی شامل تھا۔ اس طرح پہلی عورت اس بچے کو اپنا سمجھ کر نہال ہو گئی اور اسے اداسی اور مایوسی کے بھنور سے پوری طرح چھٹکارا مل گیا۔

کہانی سنا کر ڈمپل مجھ سے پوچھنے لگی، ”مجھے کون سا رول لینا چاہئے؟“

”ظاہر ہے، لیڈی ڈاکٹر کا رول۔“ میں نے جھٹ جواب دیا۔ ”میں گووند نہلانی کو جانتا ہوں۔ وہ صرف فلم بیچنے کے امکانات کو روشن کرنے کے لئے تمہیں لینا چاہتا ہوگا اور لیڈی ڈاکٹر کے رول کے لئے ضرور اس کے ذہن میں کوئی آرٹ فلموں کی اداکارہ ہوگی۔ اس طرح تمہارے لئے صرف پہلی، اولاد کی آرزو میں گھلنے والی عورت کا رول رہ جاتا ہے، جسے حاملہ ہونے اور زچگی کا درد سہنے کے گمان میں مبتلا کیا جاتا ہے۔“

ڈمپل نے میری بات سنی تو اس کی آنکھوں میں فکر کا سایہ سا لہرایا۔ اور وہ بولی ”میں گووند سے کہوں گی کہ دیال کو نکال باہر کریں۔“

اس وقت میں گووند نہلانی کی فلم کے سیٹ پر ڈمپل کے میک اپ روم میں بیٹھا تھا۔ (اس فلم میں ڈمپل کے مقابل شیکھر کپور کام کر رہا ہے)۔ گووند نے جیسے ہماری باتیں اپنے دل کے کانوں سے سن لیں، کیوں کہ اگلے ہی پل ان کا سراپا میک اپ روم میں موجود نظر آیا۔

سیٹ پر مجھے زیادہ بھاگ دوڑ دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ہر شخص آرام اور سکون سے کام کر رہا تھا۔ اس لئے گووند کو دیکھتے ہی میں نے کہا، ”میرا تو یہ خیال تھا کہ آپ اپنے آرٹسٹوں سے پورے آٹھ گھنٹے جم کر کام کراتے ہیں اور انہیں ایک منٹ کی بھی مہلت نہیں دیتے۔“

گووند مسکراتے ہوئے بولے ”یہ خیال آپ کو آیا کیسے؟“

اس سے پہلے کہ گووند کچھ کہتے، ڈمپل بول اٹھی: ”آٹھ گھنٹے کہاں، کام تو یہاں آٹھ گھنٹے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ دن ہو یا رات، کام ذہن پر سوار رہتا ہے۔“

لنچ کے وقفے میں بھی ڈمپل سے بات چیت ہوتی رہی۔ میرا اصل موضوع کچھ اور ہی تھا، جس کا اظہار میں ابھی نہیں کر سکتا، کیوں کہ اس کے متعلق سوالوں کے

● ڈمپل کپاڈیہ
دو بالکل
مختلف انداز

www.taemeernews.com

جواب مجھے بعد میں ملیں گے۔ ڈمپل نے مجھے جتا دیا تھا: "میں اس سلسلے میں آپ کو فون پر بتاؤں گی۔ آج کل دشواری یہ ہے کہ میرے گھر میں کچھ مرمت، کچھ سجاوٹ کا کام چل رہا ہے، اس لئے کوئی فون کرے تو اکثر صورتوں میں اسے کوئی جواب ہی نہیں ملتا۔ ہوتا یہ ہے کہ فون کی گھنٹی ایک کمرے میں بجتی رہتی ہے اور ہم لوگوں کے کسی دوسرے کمرے میں ہونے کی وجہ سے گھنٹی کی آواز ہمارے کانوں تک پہنچتی ہی نہیں۔ جب تک گھر ٹھیک ٹھاک نہ ہو جائے، ان سوالوں کا اطمینان سے جواب دینے کا موڈ نہیں بنے گا۔"

ڈمپل کا عذر معقول تھا، اس لئے اُس روز ہم صرف اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔ اس بیچ میں اس نے بھی میرے بارے میں کئی باتیں پوچھیں۔ یہاں اس کے سوال اور اپنے جواب دہرانا میں بے سود سمجھتا ہوں، البتہ اس کے سوالوں سے مجھے اتنا اندازہ ضرور ہوا کہ وہ بہت اچھی جرنلسٹ بن سکتی ہے، کیوں کہ اسے دوسروں کو کریدنے، اس سے دل کا حال اگلوانے، ان کی ذات کے ڈھکے چھپے گوشوں میں جھانکنے کا ہنر خوب آتا ہے اور یہ بات میں نے اس کے مونہہ پر کہہ بھی دی۔ مگر وہ میری بات سن کر ہنس دی اور کہنے لگی "چھوڑیئے بھی۔ میں جانتی ہوں کہ اگر میں جرنلسٹ ہوتی تو نہایت فلاپ جرنلسٹ شمار کی جاتی۔ بے لاگ ہونے کی وجہ سے میں وہ باتیں بھی لکھ دیتی جن کا لکھنا مصلحت کے خلاف ہوتا اور نظر کی تیز ہونے کے باعث میں وہ حال بھی بیان کر دیتی جسے کوئی چھپانا چاہتا۔ ویسے اگر میں اداکارہ نہ ہوتی تو بھی کچھ نہ کچھ تو ہوتی، جیسے ڈاکٹر یا ڈانسر یا پینٹر یا پھر جرنلسٹ۔"

ڈمپل کی شادی اتنی کم عمر میں ہو گئی تھی کہ وہ اپنی پڑھائی بھی پوری نہ کر سکی تھی، اس لئے اس کے ڈاکٹر بننے کی راہ تو بند ہو گئی لیکن دوسرے امکانات ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں

اس نے مجھے بتایا "میں نے کچھ پینٹنگ کی بھی تھی۔ آئل کلرز سے کچھ تصویریں بنائی تھیں۔ اور سب کی سب اِدھر اُدھر بانٹ دی تھیں۔ تصویریں اچھی خاصی ہی تھیں، لیکن کسی بھی مشغلے میں عرصے تک جی جان سے لگے رہنا میرے بس کا روگ نہیں۔ اس لئے کافی دن سے اس شوق سے بھی دامن چھڑا رکھا ہے۔ اب ترنگ آئی تو پھر پینٹنگ شروع کر دوں گی۔"

پینٹنگ کی طرح ڈمپل نے ڈائری لکھنے کا مشغلہ بھی چھوڑ رکھا ہے۔ اس نے مجھے بتایا "پہلے میں پابندی سے ڈائری لکھا کرتی تھی، لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ میں ڈائری لکھنے میں پوری ایمانداری نہیں برت رہی تھی۔ اس خیال کے آتے ہی ڈائری لکھنے میں میری دلچسپی ختم ہو گئی۔"

"مگر ڈائری تو تمہیں لکھتے رہنا چاہئے۔ اس کی وجہ سے بعد میں بہت سی باتوں کا جائزہ تم صحیح پس منظر میں لے سکو گی۔ پھر یہ بھی تو سوچو کہ جب ۲۰۲۰ یا ۲۰۳۰ میں تمہاری ڈائری نیلام ہو گی تو اس کی کتنی قیمت ہو گی۔ آنے والے برسوں میں اس کی کتنی اہمیت ہو گی!" میں نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو بھی اب میں اس وقت آپ بیتی لکھوں گی جب ایک مشہور ہستی بن جاؤں گی۔" ڈمپل ہنس کر بولی۔

"مگر اس وقت تک ممکن ہے یادیں دھندلی پڑ جائیں۔ مثال کے طور پر وہی شانتارام یا درگا کھوٹے اپنی جوانی کے دور کی سرگزشت لکھنے بیٹھیں تو اس پر وقت کی گرد جمی ہو گی اور ساری یادیں دھندلائی ہوئی ہوں گی۔ اگر واقعات فوراً لکھ لئے جائیں تو بیان بھی بے لاگ ہو گا، تفصیل بھی زیادہ آئے گی، سچائی کا دامن بھی نہیں چھوٹے گا۔"

"لیکن اس کے لئے وقت چاہئے۔ اور فرصت کے لئے تو میں ترس کر رہ گئی ہوں۔" میں نے کہا "کافی دن پہلے جب 'محبوبہ' کے سیٹ پر تم سے ملاقات ہوئی تھی تو تم خاصی اُلجھی اُلجھی اور پریشان سی دکھائی دیتی تھیں۔ اب تمہاری وہ حالت نہیں ہے۔ یہ خوشگوار تبدیلی کیسے آئی؟"

ڈمپل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "خیر پریشانی تو مجھے پہلے بھی نہ تھی۔ جس جگہ میں پہنچی ہوئی ہوں، جو کچھ میں نے پایا ہے، اس سے میں خوش ہوں۔ میں نے طرح طرح کے کیریکٹرز کئے ہیں۔ یوں بھی اگر میں دوبارہ ایک جیسے رولز کرتی ہوں تو ان کا رنگ چوکھا نہیں ہوتا، کیوں کہ اپنے بہترین جوہر میں پہلی بار ہی صرف کر چکی ہوتی ہوں۔ دوبارہ ویسی ہی اداکاری کرنے میں مجھے تو خاک مزہ نہیں آتا۔"

ڈمپل نے جب یہ کہا کہ کچھ عرصے بعد وہ فلموں سے ریٹائر ہو جائے گی تو مجھے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔ میرے دریافت کرنے پر اس نے وضاحت کی: "کوئی کب تک کام کر سکتا ہے؟ ایک نہ ایک دن اسے کام تھکانے ہی لگتا ہے۔ پھر وہ کام سے اوب جاتا ہے۔ مجھے بھی ایسی زندگی کی آرزو ہے جس میں شوٹنگ کے جھمیلے نہ ہوں، تھکا دینے والے شیڈول نہ ہوں۔ میں بھی چاہتی ہوں کہ جو چاہوں کھاؤں، سکون سے رہوں، خوب آرام کروں۔"

"لیکن کیا خالی بیٹھے رہنا اور کچھ نہ کرنا تمہیں اچھا لگے گا؟" میں نے پوچھا۔

"میں نے خالی بیٹھے رہنے کی بات کب کہی ہے۔" ڈمپل نے جواب دیا۔ "ممکن ہے میں دنیا کی سیر کو نکل جاؤں۔ ممکن ہے کسی اور شوق کو پورا کرنے میں مشغول رہوں۔"

میں سمجھ گیا کہ کوئی کارنامہ کرنے کی دھن ڈمپل کا پیچھا کبھی نہیں چھوڑے گی۔ یہ بے چینی اسے ہمیشہ رہے گی۔ یوں تو آج بھی اسے ناز ہے کہ اس نے کچھ کر دکھایا ہے۔ اس نے مجھے بتایا: "جب فلموں میں

www.taemeernews.com

میری واپسی ہوئی تھی تو لوگوں نے میرا مذاق بھی اُڑایا تھا، اوٹ پٹانگ باتیں بھی لکھی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ کام یابی مجھ سے دُور ہی رہے گی۔ مگر میں نے یہ بازی جیت کر دکھا دی۔ مجھے خوشی ہے کہ میں اپنی لگن کی بدولت کام یاب رہی۔"

کچھ کر دکھانے کی تمنا ڈمپل کو دوسرے میدانوں میں بھی لے گئی ہے۔ شاید اسے احساس ہو گیا ہو کہ فلموں میں بخشی ہوئی شہرت، پہچان اور نام عارضی اور وقتی ہیں۔ اسی لئے اس نے ستاروں کی طرف سے شروع کئے ہوئے نشیلی دواؤں کے خلاف پروگرام میں اور اسی سلسلے میں جتیندر کے پالی ہل والے گھر میں ہونے والی پریس کانفرنس میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اس ضمن میں میرے سوال پر ڈمپل بولی "جی ہاں، یہ ہمارا سماجی فرض ہے کہ نشے کے عادی لوگوں کی مدد کے لئے کچھ کام کریں۔"

میں نے کہا "لیکن کیا ستاروں کے اس رویّہ میں تضاد نہیں ہے؟ بیش تر فلموں کے لئے سرمایہ تو نشیلی دواؤں کے بڑے بڑے بیوپاری ہی فراہم کرتے ہیں۔"

ڈمپل کے جواب میں بے بسی کی جھلک تھی۔ "ہم آرٹسٹ اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں؟ یہ کام تو سرکار کا ہے، قانون لاگو کرنے والے اداروں کا ہے کہ ایسے لوگوں کے خلاف قدم اٹھائیں۔"

میں نے کہا "مگر فلم اسٹارز بھی تو جرائم کی دنیا کے سرداروں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں۔ کبھی یہ تعلقات ذاتی سطح پر ہوتے ہیں، کبھی کاروباری سطح پر۔"

"میرا تو کسی بھی ایسے شخص سے میل جول نہیں ہے۔ دوسروں کی بات دوسرے جانیں۔" ڈمپل نے جواب دیا۔ پھر کچھ رک کر بولی، "نشہ لانے والی دواؤں کے خلاف مہم میں مجھے اس لئے بھی دل چسپی ہے کہ خود میرے بھائی کو یہ لت لگ گئی تھی۔"

"اوہ! پھر چھٹکارا کیسے ملا؟" میں نے پوچھا۔

"ڈاکٹر یوسف مرچنٹ کی مدد اور مہربانی سے وہ اس لت سے بالکل چھٹکارا پا چکا ہے۔"

پینٹنگ اور نشہ لانے والی دواؤں کے خلاف مہم کے علاوہ ڈمپل کو مطالعہ اور سیاست میں بھی دل چسپی ہے۔ عام طور پر وہ سنجیدہ موضوعات پر کتابیں پڑھتی ہے، لیکن کبھی کبھی فکشن بھی پڑھ لیتی ہے۔ خود میں نے ایک بار اسے پی جی وڈ ہاؤس کا ایک ناول پڑھتے دیکھا تھا۔ سیاست سے لگاؤ کی وجہ سے اسے وزیر اعظم وی پی سنگھ سے ملنے کا بھی ارمان ہے۔ اس نے مجھے بتایا "چاہتی ہوں کہ اس وقت جا کر ان سے ملوں جب وہ عام لوگوں سے ملتے ہیں۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ ایک دور میں طاقت اور اختیار کے لحاظ سے وہ نمبر ۲ تھے، پھر انہوں نے استعفیٰ دے دیا اور عام آدمیوں کی صف میں آ گئے۔ اور اس کے بعد اپنا راستہ خود بناتے ہوئے وہ پرائم منسٹر کے عہدے تک پہنچ گئے۔ اسی اتار چڑھاؤ کی وجہ سے مجھے ان سے ملنے کی بڑی آرزو ہے۔"

میں نے مذاق میں کہا "کیوں نہ تم شری وی پی سنگھ سے انٹرویو لے ڈالو؟" اس سے آگے میں یہ کہنا چاہتا تھا: آخر تمہاری اور ان کی زندگی میں مشابہت بھی تو ہے۔

● راجیش کھنہ اور ڈمپل کپاڈیہ
کی شادی کی [illegible] ایک تصویر

اُن کی طرح تم بھی چوٹی پر پہنچی ہوئی تھیں۔ پھر شادی کی خاطر تم نے سب کچھ چھوڑ دیا۔ بعد میں شادی شدہ زندگی میں کڑواہٹ گھل گئی اور تم راجیش کھنہ کی زندگی سے نکل گئیں۔ پھر کافی دن تک تمہیں کام نہیں ملا۔ لیکن وقت کے ساتھ تم دوبارہ فلموں میں کام یابی کی بلندیوں کی طرف بڑھتی گئیں۔ اس طرح تم نے وہ کارنامہ کر دکھایا جو ایک ایسی عورت کے لئے لگ بھگ ناممکن تھا جو طلاق یافتہ اور دو بچیوں کی ماں ہو۔ مگر یہ بات میری زبان پر آتے آتے رُک گئی اور میں نے ایک اور سوال پوچھ لینا مناسب سمجھا۔ "فلم 'بوبی' میں آنے اور پھر اتنی کم عمر میں شادی ہو جانے سے تمہارے حصّے میں بچپن اور لڑکپن کے مزے تو آئے ہی نہیں ہوں گے۔ کیا تم اس دور میں یہی سوچ سوچ کر خوش ہو لیتی تھیں کہ اتنی کم عمر میں ایسی بے پناہ شہرت بھلا کس کو ملتی ہے؟ فلم بین ان دنوں تمہارے دیوانے ہو رہے تھے۔"

"وہ میرے دیوانے نہیں ہو رہے تھے۔" ڈمپل مسکرائی۔ "حقیقت یہ ہے کہ 'بوبی' میری شادی کے بعد ریلیز ہوئی تھی۔ ان دنوں فلم دیکھنے والے جی جان سے راجیش کھنہ کے پرستار بنے ہوئے تھے۔ مجھے کوئی نہیں جانتا تھا۔ میرا ذکر صرف اخباروں، رسالوں تک محدود تھا۔ عوام کے لئے میں صرف ایک

www.taemeernews.com

خوش نصیب لڑکی تھی جس کی شادی سپر اسٹار راجیش کھنہ سے ہوئی ہے۔"

"مجھے یاد ہے کہ اس شادی کا چرچا بھی بہت ہوا تھا،" میں نے کہا۔ "اس کے ساتھ مجھے لوگوں کی اس طرح کی باتیں بھی یاد ہیں کہ اتنی دھوم دھام سے شادی ہو رہی ہے، مگر کیا یہ رشتہ قائم بھی رہے گا؟"

"یہ سب بیتی باتیں ہیں۔ چھوڑیئے اس ذکر کو۔" ڈمپل کے چہرے پر ناگواری کا سایہ لہرایا۔

میں نے بھی ڈمپل کے احساسات کا احترام کیا۔ سب ہی جانتے ہیں کہ یہ رشتہ کس طرح بھنور میں پھنسا اور آخر ٹوٹ کر رہا۔ ڈمپل اب الگ ہو چکی ہے اور کہنے والے کہتے ہیں کہ اس کی سنی دیول کے ساتھ گہری، قریبی اور پائیدار دوستی چل رہی ہے، جب کہ سنی پہلے سے شادی شدہ ہے۔ حال ہی میں یہ بھی سنا گیا ہے پوجا اسی معاملے کی وجہ سے سنی کو چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں ڈمپل سے دریافت کیا تو وہ بولی "یہ صحیح نہیں ہے کہ پوجا چلی گئی ہے۔ وہ سنی کے گھر میں ہی رہتی ہے۔"

اتنے میں ایک آدمی آکر ڈمپل کو اس کے اگلے شاٹ کے مکالمے دے گیا۔ سین یہ تھا کہ ایک ننھی سی بچی سوتے سوتے چونک کے اٹھتی ہے اور کہتی ہے: "بابا آئے تھے!" اصل میں اس بچی نے ایک خواب دیکھا تھا اس کی ماں (ڈمپل) اسے دلاسا دیتی ہے اور پیار سے تھپک کر اسے پھر سلا دیتی ہے۔

شیکھر کپور اس فلم میں ڈمپل کے شوہر کا رول کر رہا ہے۔ میں نے شیکھر کا ذکر چھیڑا تو ڈمپل کہنے لگی "شیکھر سچ مچ ایک اچھے اداکار کے روپ میں ابھر رہے ہیں۔ انہیں کام کرتے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کسی طرح ایک فلاپ اداکار جو بعد میں فلم میکر کی حیثیت سے کامیاب ہوا، اب اداکار کی حیثیت سے بھی کامیابی کی بلندیوں کو چھونے لگے گا۔"

ڈمپل زبان سے تو فلمی دنیا کی رونقوں کو چھوڑ کر کہیں دور آرام سے بیٹھے رہنے کی بات کہتی ہے، لیکن کم سے کم آج اسے فلموں اور ساتھی آرٹسٹوں سے بہت گہرا لگاؤ ہے۔

میں نے جب اسے توجہ دلائی کہ اس نے فلموں کے انتخاب میں کبھی کبھی احتیاط نہیں برتی ہے تو وہ کہنے لگی "جی ہاں، میں جانتی ہوں کہ میں نے کچھ بے تکی فلموں میں بھی کام کیا ہے، لیکن آئندہ میں یقیناً چھان پھٹک کر ہی رولز قبول کروں گی۔

میں نے مشہور ناول "اینا کارینا" پر مبنی مظفر علی کے ٹیلی سیریل کا نام لیا تو ڈمپل لہک کر بولی "یہ اکیلا سیریل ہے جو میں کروں گی۔ ایک سال سے اس کی بات چل رہی تھی لیکن اب آکر شوٹنگ کی تیاریاں شروع ہوئی ہیں!"

سیریلز کی دنیا میں قدم رکھنے والے فلمی ستاروں میں ڈمپل پہلی چوٹی کی فلم اسٹار ہوگی جس کی فلم انڈسٹری میں آج بھی بہت مانگ ہے۔ عام طور پر ابھی تک سیریلز میں ایسے ہی فلمی ستارے آتے رہے ہیں جو یا تو اگلے وقتوں کی یادگار ہیں یا اب فلاپ اداکاروں میں گنے جاتے ہیں۔

ڈمپل ایسی فلموں میں کام کرنا چاہتی ہے جن کی کہانی اچھی ہو اور اس کا اپنا رول جاندار ہو۔ لیکن وہ نام نہاد آرٹ فلموں سے بندھ کر رہنے کی قائل نہیں۔ اس نے مجھے بتایا "صرف اداکاری کا فن دکھانے کی خاطر فلموں میں کام کرنا بے سود ہے، کیوں کہ یہ فلمیں بڑے پیمانے پر نہیں دیکھی جاتیں۔ آپ ہی بتایئے، کیا صرف این ایف ڈی سی کی فلموں میں کام کرنے کی کوئی اہمیت، کوئی قدر ہے؟"

میں نے جواب دیا "یہ تو اپنی اپنی ترجیح کا معاملہ ہے۔ میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ شبانہ کو یہ پچھتاوا ہے کہ وہ سری دیوی کیوں نہ ہوئی اور سری دیوی کو یہ افسوس ہے کہ اس کو باصلاحیت اداکارہ کے طور پر نہیں جانا اور سراہا جاتا۔ یعنی آر والے کہتے ہیں کہ پار والے اچھے اور پار والے سمجھتے ہیں کہ آر والے اچھے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں،" ڈمپل نے کہا "شاید یہ ایک ہی وقت میں دو کشتیوں کی سواری کا مسئلہ ہے۔ اسی لئے شبانہ نے کمرشل فلموں میں اپنے جوہر آزمائے تو مات کھا گئی۔ "امر اکبر انتھونی" تو آپ کو یاد ہوگی اس فلم میں وہ ذرا بھی نہیں جچی تھی۔ شاید سچائی وہی ہے جو شتروگھن سنہا اور ونود کھنہ کے ساتھ اس کے ایک گیت سے جھلک ملتی ہے۔ دونوں سے اس کا اقرار یہی ہے: میں تیرے بنا بھی نہیں رہ سکتی، اور تیرے بنا بھی نہیں رہ سکتی!"

میں نے محسوس کیا کہ شبانہ پر نکتہ چینی کرتے وقت بھی ڈمپل کے لہجے سے نہ تو جلن جھلکتی تھی اور نہ برتری۔ اس لئے ایک بار پھر میرے ذہن میں خیال آیا کہ ڈمپل ایک اچھی جرنلسٹ بن سکتی تھی۔ اس خیال کے ساتھ ہی میں اٹھ کھڑا ہوا اور ڈمپل سے پھر وعدہ لیا کہ وہ میرے سوالوں (جی نہیں، میں ابھی اُن سوالوں کی تفصیل نہیں بتاؤں گا) کے جواب جلد ہی میرے حوالے کر دے گی۔

چلتے چلتے میں نے دیکھا کہ جب ڈمپل سیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی تو ایک جوڑے نے اس کا راستہ روک لیا۔ وہ دونوں اس کے ساتھ فوٹو کھنچوانا چاہتے تھے۔ ڈمپل زیر لب مسکرائی اور اپنے پرستار جوڑے کے ساتھ فوٹو کھنچوانے لگی۔

(موہن دیپ)

DIMPLE KAPADIA
SAMANDAR MAHAL
BIRLA LANE
JUHU
BOMBAY-400049

www.taemeernews.com

میرے ہمدم! آخر کیا تجھ کو غم ہے
آئندہ موسم عشّاق کا موسم ہے

ٹوٹنے کو ہے آخری آس رقیبوں کی
ہم دیوانوں میں پہلا سا دم خم ہے

ہم اِک ایسے شخص کے چاہنے والے ہیں
جس کے لہجے میں برسات کی چھم چھم ہے

پیار کی گنجائش نہیں جن کے مذہب میں
اُن لوگوں سے ربط ہمارا کم کم ہے

جنّت ہے اپنے ہی دم سے یہ دھرتی
ہم میں کوئی حوّا کوئی آدم ہے

کل سارے ماحول کو روشن کر دے گا
وہ شعلہ جو آج ذرا سا مدّھم ہے

کم تر اُس کو مت جانو، وہ شخصیت
اندر ایک سمندر، باہر شبنم ہے

کرو نہ بند قتیلؔ کو چند عقیدوں میں
وہ سب اچھّے انسانوں کا ہمدم ہے

قتیلؔ شفائی
(لاہور، پاکستان)

www.taemeernews.com

افسانے کے تراشے

کرامت اللہ غوری
(الجیریا)

روزنامہ وقت — ۴۔ نومبر ۱۹۸۷

اشتہار برائے اطلاع عام

عوام النّاس کو سستے داموں مناسب اور معقول رہائش فراہم کرنے کے لئے "الفلاح" کا آہنی عزم

اس اشتہار کے ذریعہ ہم اپنے ملک کے مظلوم اور غریب عوام کو، خصوصاً ان کو جو اب تک بے گھر ہیں، یہ خوش خبری سنانا چاہتے ہیں کہ الفلاح لمیٹڈ پرائیوٹ سیکٹر میں صرف اس مقصد سے قائم کی گئی ہے کہ مہنگائی کے بڑھتے ہوئے طوفان کی روک تھام کی جا سکے اور غریب عوام کو ان داموں معقول اور مناسب رہائش فراہم کی جا سکے جس کا بار وہ بآسانی اُٹھا سکتے ہوں۔ الفلاح آپ کو اس ہوش رُبا مہنگائی کے دور میں صرف چالیس ہزار روپے میں ـــ جی ہاں، صرف چالیس ہزار روپے میں ـــ جی ہاں ـــ دو بیڈ روم کے تمام جدید سہولتوں سے لیس فلیٹ بنا کر دینے کا عہد کر چکی ہے۔ اس مقصد کے لئے ہمارے ملک کے اس سب سے بڑے شہر کے سب سے معروف اور مرکزی علاقے میں پانچ ایکڑ زمین پہلے ہی حاصل کی جا چکی ہے۔ سائٹ آفس کھول دیا گیا ہے جہاں آپ اپنے خوابوں کے فلیٹ کا فل اسکیل ماڈل ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ سائٹ آفس ہفتے کے ساتوں دن صبح نو بجے سے شام کے سات بجے تک کھلا رہے گا۔

پہلے آیئے ـــ پہلے پایئے۔ صرف بیس ہزار روپے پیشگی ادا کیجئے۔ باقی بیس ہزار روپے آسان قسطوں میں اس طرح وصول کئے جائیں گے گویا آپ قرض نہیں چکا رہے ہوں بلکہ مکان کا کرایہ دے رہے ہوں۔ فلیٹوں کی تعداد محدود ہے۔ ناکامی کے امکان کو کم سے کم کیجئے۔ جلد آیئے اور قبضہ پایئے۔ فلیٹ کی قیمت نہ بڑھنے کی ضمانت۔

المشتہر
بورڈ آف مینجمنٹ
الفلاح لمیٹڈ

نوٹ:
ہماری اس اسکیم کو حکومت کی منظوری اور سرپرستی حاصل ہے جسے حکومت ہند نے اپنے سرٹیفکیٹ ۔۔۔۔ ۲۳/۴ ، مورخہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۸۷ کے تحت جاری کیا ہے۔

روزنامہ وقت — ۰۷۔ دسمبر ۱۹۸۷

اشتہار
الفلاح لمیٹڈ

ہم اپنے کرم فرماؤں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارے اطلاع نامہ مورخہ ۴۔ نومبر کے جواب میں ہماری اُمیدوں سے کہیں بڑھ کر ہماری پذیرائی کی اور ہماری پیش کش کو جوش و خروش کے ساتھ قبول کیا۔

ہم اپنے معزز کرم فرماؤں کو مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دور کی اس لاجواب اسکیم کو اس طرح دل کھول کر خوش آمدید کہا۔ اب چند ہی فلیٹ باقی بچے ہیں۔ مایوسی سے بچنے کے لئے جلد آیئے اور ہمیں موقع دیجئے کہ ہم آپ کے خوابوں کو کم سے کم وقت میں پورا کر سکیں۔

المنتظر
مینجنگ ڈائرکٹر الفلاح لمیٹڈ

www.taemeernews.com

روزنامہ وقت — ۱۵ جنوری ۱۹۸۸

اشتہار
الفلاح لمیٹڈ

ہم اپنے معزز کرم فرماؤں کو نئے سال کی مبارک باد پیش کرنے کے بعد یہ خوش خبری بھی دینا چاہتے ہیں کہ ہماری فلیٹ اسکیم اب تکمیل کی تمام حد تک پہنچ چکی ہے اور ایک فلیٹ بھی باقی نہیں بچا ہے۔ تعمیر کا کام بہت جلد شروع کر دیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے سنگِ بنیاد رکھنے کی شاندار تقریب کا اہتمام کیا جائے گا جس میں شرکت کے کارڈ سارے کرم فرماؤں کو ان کے پتوں پر بہت جلد روانہ کر دئے جائیں گے۔ جن کرم فرماؤں کو ایک ہفتے کے اندر کارڈ نہ ملیں وہ سائٹ آفس سے آکر اپنے دعوت نامے لے جائیں۔ تقریب کی تاریخ کا علیحدہ اعلان بھی جلد کیا جائے گا۔ جیسے ہمیں مرکزی وزیر کی طرف سے تاریخ کی یقین دہانی موصول ہو گی، فوراً اطلاع دی جائے گی۔

مینیجنگ ڈائریکٹر الفلاح لمیٹڈ

روزنامہ وقت — یکم مارچ ۱۹۸۸

اشتہار
الفلاح لمیٹڈ

ہم اپنے عزیز کرم فرماؤں کو بڑے افسوس کے ساتھ مطلع کر رہے ہیں کہ ہماری اسکیم کے تعمیراتی کام کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب جو پچھلے ہفتے ہونے والی تھی، وزیر موصوف کی گوناگوں مصروفیات کے سبب ملتوی کرنا پڑی۔ بہت جلد نئی تاریخ کا اعلان کیا جائے گا۔ معزز کرم فرماؤں کو جو زحمت اٹھانا پڑی، اس کے لئے ہم تہہِ دل سے شرمندہ ہیں۔

درگزر کے طلب گار
بورڈ آف ڈائرکٹرز
الفلاح لمیٹڈ

نوٹ: اگر مرکزی وزیر موصوف کی مصروفیات مانع رہیں تو ملک کی کسی اور معزز ہستی کے ہاتھوں سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب کا اہتمام کیا جائے گا۔

روزنامہ وقت — ۲۔جون ۱۹۸۸

مشتعل عوام نے الفلاح لمیٹڈ کے سائٹ آفس کو توڑ دیا
کمپنی کے عہدے دار فرار

(ہمارے خصوصی نمائندے کی رپورٹ)

عوام کے ایک مشتعل گروہ نے کل الفلاح لمیٹڈ کے سائٹ آفس کو توڑ پھوڑ کرنے کے بعد مسمار کر دیا۔ یہ گروہ ان افراد پر مشتمل تھا جنہوں نے کئی مہینے پہلے الفلاح کی تعمیراتی اسکیم میں پیسہ لگایا تھا۔ ہماری اطلاعات کے مطابق کمپنی کا تمام کاروبار جعلی تھا۔ وہ زمین جس پر سائٹ آفس قائم کیا گیا تھا، وہ بھی الفلاح کی ملکیت نہیں ہے۔ اس زمین پر سستے داموں ایک ہزار فلیٹ بنانے کے سبز باغ دکھا کر کمپنی نے غریب اور متوسط طبقے کے عوام سے دو کروڑ روپے پیشگی رقم کے طور پر بٹور لئے تھے۔ کئی مہینے سے کمپنی مختلف بہانوں سے بھولے بھالے عوام کو بہلاتی اور پھسلاتی رہی تھی۔ کمپنی کے تمام کارندے اور سرغنہ فرار اور روپوش ہو گئے ہیں۔ پولیس ان کی تلاش میں ہے۔

www.taemeernews.com

روزنامہ وقت — ۴-جون ۱۹۸۸

حکومت کی طرف سے الفلاح اسکیم سے لاتعلقی کا اعلان

(ہمارے نمائندہ خصوصی کی رپورٹ)

۳-جون، آج وزارت تعمیرات کے ایک ذمہ دار افسر نے الفلاح اسکیم سے حکومت کی یکسر لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔ اس ذمہ دار افسر کے بیان کے مطابق حکومت کو نہ تو اس اسکیم کا کوئی علم تھا اور نہ حکومت نے کسی مرحلے پر اس اسکیم کی منظوری دی تھی۔ جب متعلقہ افسر کی توجہ اس اشتہار کی طرف دلائی گئی جو الفلاح لمیٹڈ نے پچھلے سال ۱۴۔ نومبر کو جاری کئے تھے اور جس میں واضح طور پر عوام کو یقین دلایا گیا تھا کہ اس تعمیراتی اسکیم کو حکومت کی طرف سے منظوری کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا گیا ہے تو ذمہ دار افسر نے کہا کہ حکومت نے اس اشتہار کے دوسرے ہی روز یعنی ۵۔ نومبر کو متعلقہ وزارت کی جانب سے ایک تردیدی بیان تیار کرکے اس کے اجرا کا حکم دے دیا تھا۔ لیکن ہوا یہ کہ جس محکمہ کو یہ بیان جاری کرنے کا اختیار تھا، اس کے ایک کلرک نے متعلقہ فائل سازش کے تحت دبادی۔ یہ فائل ابھی کل ہی تلاش کرنے پر دستیاب ہوئی ہے۔ جس کلرک نے یہ حرکت کی تھی، اسے فوری طور پر معطل کر دیا گیا ہے اور اس کے خلاف تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا تعلق ملزمان کے اس گروہ سے تھا جو غریب عوام کے دو کروڑ روپے لے کر روپوش ہو گیا ہے۔

اس سلسلے میں مزید انکشافات کی توقع ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت کے تمام خفیہ تحقیقاتی ادارے ان ملزمان کی تلاش کی مہم میں شامل ہو گئے ہیں۔ بہت سی ایسی کمپنیوں سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے۔ جن سے الفلاح کے کاروباری تعلقات یا لین دین تھے۔ حکومت کو امید ہے کہ ملزمان بچ کر نہیں جا سکیں گے۔ ملک کے تمام ہوائی اڈوں اور بندرگاہوں کو چوکنا کر دیا گیا ہے اور تمام کلیدی گزرگاہوں کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔

روزنامہ وقت — ۱۱-جون ۱۹۸۸

الفلاح لمیٹڈ کا منیجنگ ڈائرکٹر گرفتار
تعمیراتی اسکیم اسکینڈل کا مرکزی کردار پولیس کے جال میں

(ہمارے خصوصی نمائندے کی رپورٹ)

الفلاح تعمیراتی اسکیم اسکینڈل کل شام ایک نئے موڑ پر پہنچ گیا جب متعلقہ کمپنی کے منیجنگ ڈائرکٹر کو خفیہ پولیس نے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر عین اس وقت ڈرامائی طور پر گرفتار کر لیا جب وہ دبئی جانے والی ایک فلائٹ پر سوار ہونے والا تھا۔

پتہ چلا ہے کہ ملزم بھیس بدل کر اور ایک فرضی نام سے پاسپورٹ حاصل کرکے ملک سے فرار ہونے ہی والا تھا کہ پولیس نے اس کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ ملزم کے بریف کیس سے ایک کروڑ روپے بھی برآمد ہوئے۔ یہ اس رقم کا نصف ہے جو اس کی کمپنی نے غریب عوام سے سستے داموں فلیٹ فراہم کرنے کا جھانسا دے کر وصول کی تھی۔ پولیس کے ذرائع کے مطابق باقی رقم کمپنی کے دوسرے کارندے خرد برد کر چکے ہیں۔ مزید انکشافات کی توقع ہے۔

www.taemeernews.com

روزنامہ وقت — ۱۳۔ اگست ۱۹۸۸

الفلاح اسکیم کے باقی مفرور ملزمان کی تلاش کی مہم میں پولیس اور متعلقہ اداروں نے ناکامی کا اعتراف کرلیا

(ہمارے خصوصی نمائندے کی رپورٹ)

دو مہینے کی طویل دوڑ دھوپ اور ان تھک کوششوں کے بعد پولیس اور حکومت کے دوسرے خفیہ تحقیقاتی اداروں نے یہ اعتراف کرلیا ہے کہ وہ الفلاح اسکیم کے دوسرے مطلوبہ ملزمان کو گھیرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ ان اداروں کے ایک نمائندے نے آج پریس بریفنگ میں اس اندیشے کا اظہار کیا کہ یہ ملزمان غالباً ملک سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

ادھر پولیس نے کمپنی کے مینیجنگ ڈائرکٹر کو دو ماہ کی تفتیش اور کاغذی کارروائی کے بعد عدالت میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جہاں اس پر فریب دہی کے الزام میں مقدمہ چلے گا۔ حکومت کے ایک ذریعے نے یہ بھی بتایا ہے کہ متاثرہ خاندانوں کو ان کی رقمیں واپس دلوانے کے لئے جلد ہی ایک خصوصی اسکیم کا اعلان کیا جائے گا۔

روزنامہ وقت — ۲۵۔ دسمبر ۱۹۸۸

الفلاح کے متاثرہ خاندانوں کو مایوسی عدالت کے حکم سے معاوضہ کی تقسیم روک دی گئی

(ہمارے نمائندہ خصوصی کے قلم سے)

مشہور الفلاح اسکیم اسکینڈل سے متاثر ایک ہزار خاندانوں کو آج شام سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا جب عین وقت پر انہیں معاوضوں کی تقسیم عدالتی حکم کے تحت روک دی گئی۔

شہر کے سب سے بڑے ہال میں یہ تقریب ملک کی ایک مشہور اور مقتدر سماجی ہستی کے ہاتھوں ہونا قرار پائی تھی، لیکن عین اس وقت جب متاثرہ خاندانوں کے نمائندے اپنے اپنے چیک وصول کرنے کے لئے ہال میں جمع ہوچکے تھے، انہیں عدالت عالیہ کا حکم پڑھ کر سنایا گیا، جس کے تحت بازیاب ایک کروڑ روپے کی رقم کی تقسیم اس وقت تک ملتوی رہے گی جب تک عدالت اس مقدمے کا فیصلہ نہیں سنا دیتی جو بہبود لمیٹڈ کمپنی نے الفلاح لمیٹڈ کے خلاف عدالت عالیہ میں ہتک عزت کے تحت دائر کیا ہے۔ بہبود لمیٹڈ اس زمین کی مالک ہے جس پر الفلاح نے اپنا سائٹ آفس بنا لیا تھا۔

روزنامہ وقت — ۱۲۔ نومبر ۱۹۸۸

حکومت کی جانب سے الفلاح کے مینیجنگ ڈائرکٹر کے قبضے سے برآمد ایک کروڑ روپے کی رقم متاثر خاندانوں میں مساوی تقسیم کرنے کا اعلان

تین ماہ کے طویل اور صبر آزما انتظار کے بعد حکومت کی متعلقہ وزارت نے آج ایک خصوصی اعلامیے میں ان خاندانوں کو جو الفلاح کی بوگس اسکیم میں دو کروڑ روپے کی خطیر رقم گنوا چکے ہیں، یہ جاں فزا اطلاع دی ہے کہ کمپنی کے مینیجنگ ڈائرکٹر کے قبضے سے جو ایک کروڑ روپے برآمد ہوئے ہیں وہ متعلقہ ایک ہزار خاندانوں میں مساوی تقسیم کردئے جائیں گے۔ حکومت کے حلقوں نے کہا ہے کہ اگرچہ ہر خاندان کو اس رقم کا نصف ہی ہاتھ لگے گا جو اس نے اس اسکیم میں لگائی تھی، لیکن امید ہے کہ اس سے غریب عوام کی بڑی حد تک دل جوئی اور دادرسی ہوسکے گی۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مطلوبہ رقم کے چیک ایک خصوصی تقریب میں متعلقہ خاندانوں کے حوالے کئے جائیں گے۔ مزید اطلاعات کا انتظار ہے۔

www.taemeernews.com

روزنامہ وقت — ۲-جولائی ۱۹۸۹

اشتہار برائے اطلاع عام
بہبود لمیٹڈ کی فلاحی تعمیراتی اسکیم

ہمیں اس امر کا شدت سے احساس ہے کہ ایک جعلی اور بدنام کمپنی نے عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے ایک بوگس اسکیم کا اجرا کیا اور اس کے پردے میں غریب اور بھولے بھالے عوام سے اُن کی گاڑھے پسینے کی کمائی وصول کی۔ ہمیں شرمندگی ہے کہ اس ناجائز کام میں ہماری لاعلمی میں ہماری زمین کا استعمال بھی کیا گیا۔ لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم خود اپنی موقر کمپنی کے جھنڈے تلے سستے داموں فلیٹ بنا کر غریب عوام کا دُکھ بانٹنے میں حصہ لیں گے۔ یہ فلیٹ پچاس ہزار روپے میں بیچے جائیں گے۔ پیشگی رقم صرف ۲۵ ہزار وصول کی جائے گی۔

عوام کے ہمدرد
بہبود لمیٹڈ

خصوصی نوٹ: الفلاح کے متاثرہ خاندانوں کے لئے خاص رعایت۔ قیمت میں ۱۰ فی صد کمی۔ اس رعایت سے فوری فائدہ اُٹھائیے۔

روزنامہ وقت — ۶-جون ۱۹۸۹

عدالت عالیہ نے الفلاح کے مینیجنگ ڈائرکٹر کے قبضے سے بازیافت ایک کروڑ روپے کی رقم ہرجانے کے طور پر بہبود لمیٹڈ کو ادا کرنے کا حکم جاری کر دیا

عدالتِ عالیہ نے ایک متفقہ فیصلے کے تحت بہبود لمیٹڈ کے ہتکِ عزت اور ہرجانے کے اس دعوے کو تسلیم کر لیا ہے جو اس نے الفلاح لمیٹڈ کے خلاف چھ ماہ پہلے دائر کیا تھا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ الفلاح کی بوگس اور فریب دہی کی اسکیم نے، جس میں بہبود لمیٹڈ کی زمین کو ناجائز طور پر استعمال کیا گیا، اس کمپنی کی شہرت اور نیک نامی کو دھکا پہنچایا ہے۔ کمپنی اس کے لئے اپنے ہرجانے کے مطالبے میں حق بجانب ہے اور اگرچہ اس کا مطالبہ ۵ کروڑ روپے کے ہرجانے کا ہے تاہم عدالت حکم دیتی ہے کہ وہ ایک کروڑ کی رقم جو الفلاح کے مجرم مینیجنگ ڈائرکٹر کے قبضے سے برآمد ہوئی ہے، بہبود لمیٹڈ کو ہرجانے کے طور پر فوری ادا کر دی جائے۔

عدالت نے حکومت کی متعلقہ وزارت کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ الفلاح اسکیم کے متاثرہ خاندانوں کو اپنے ذرائع سے معاوضہ کی ادائیگی کے امکان کا جائزہ لے۔

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

بے بسی

سوزِ اُلفت سے مرے شوق کو بیدار نہ کر
مجھ کو زنجیرِ تمنّا میں گرفتار نہ کر
مجھ کو آلام نہ دے خوگرِ آزار نہ کر
جو مرے بس میں نہیں اُس پہ تو اصرار نہ کر
دیکھ یوں نذرِ خزاں زیست کا گلزار نہ کر
غم کا مارا ہوں مجھے بہرِ خدا پیار نہ کر

کچھ نہیں دل میں مرے درد کی شدّت کے سوا
کچھ نہیں محفلِ احساس میں ظلمت کے سوا
کیا تجھے پیش کروں تحفۂ حسرت کے سوا
"اور بھی غم ہیں زمانے میں محبّت کے سوا"
یہ بجا ہے تو پھر اس بات سے انکار نہ کر
غم کا مارا ہوں مجھے بہرِ خدا پیار نہ کر

میں جہاں ہوں ہیں وہاں لوگ روایت کے امیں
وہ جھکاتے ہیں فقط پیشِ زر و مال جبیں
ذہن ہیں عرش پہ گرچہ ہیں وہ خود خاک نشیں
ان کی دُنیا میں غریبوں کا گزر تک بھی نہیں
ان کے ماحول میں اخلاص کا اظہار نہ کر
غم کا مارا ہوں مجھے بہرِ خدا پیار نہ کر

میں نے مانا کہ تری خوئے سخن ہے گل ریز
پیکرِ صدق و صفا تیرا شباب نو خیز
ہے زمانے کو مگر حسنِ محبّت سے گریز
اس کا معیارِ مسرّت ہے فقط حسنِ جہیز
بزمِ بے درد میں تو درد کا اظہار نہ کر
غم کا مارا ہوں مجھے بہرِ خدا پیار نہ کر

یہ بجا ہے مرے جذبات مرے بس میں نہیں
ہاں، زمانے کی روایات مرے بس میں نہیں
دن مرے بس میں نہیں رات مرے بس میں نہیں
یہ بدلتے ہوئے حالات مرے بس میں نہیں
ایک بے بس کے لئے جرأتِ ایثار نہ کر
غم کا مارا ہوں مجھے بہرِ خدا پیار نہ کر

دل ہو زخمی تو میں آپ اپنا دل مسرّت کیسے
آئے ہونٹوں میں بھلا نغمۂ فرحت کیسے
لب جو سِل جائیں تو ناصر ہو شکایت کیسے
میں کروں دہر کی رسموں سے بغاوت کیسے
تو بھی اے جانِ وفا پیار کا اقرار نہ کر
غم کا مارا ہوں مجھے بہرِ خدا پیار نہ کر

ناصر حسین ناصر
(وہاڑی، پاکستان)

ملّاح

ساگر کا شور۔ سبز ہوا۔ چاندنی کا حسن
ان اونچے ناریل کے درختوں کے جھنڈ میں
میں مرتسبت کر رہا ہوں اپنے پیار کی
تم اپنے سُرخ سُرخ لبوں کو تو وا کرو
اپنی جبیں کی موہنی، اپنے بدن کا لوچ
اپنی نظر کی روشنی، اپنی تمام سوچ
مجھ میں اُتار دو، مرے سپنے سنوار دو
نکہت عطا کرو، مری دنیا نکھار دو
اِس دل نواز رات کی پرواز تھام لو
اِس دل نواز رات میں ایک اور جام لو
کل اپنا کوچ ہوگا ستاروں کی چھاؤں میں
ملّاح کی حیات کا ہے اعتبار کیا
اِک پاؤں اُس کا دھرتی پر اور ایک بحر میں
ساحل پہ ہے اِدھر، تو اُدھر ہے وہ لہر میں
ملّاح کی حیات کا ہے اعتبار کیا
پھر انتظار کیا
شاید جہاز اُجھڑے رستے، دھار میں
یا پھنس کے اُٹرے کسی گہرے غار میں
شاید کہ ہم نہ مل سکیں اگلی بہار میں
آؤ یہ رات کاٹ لیں ساحل کی ریت پر

کندن سنگھ اختر ہرے واسیہ

www.taemeernews.com

اکیلی

ایم اے راحت
(کراچی، پاکستان)

اب تک کی کہانی :

ماں کے چل بسنے کے بعد ماموں جان نے بڑے لاڈ پیار سے میری پرورش کی۔ اُنہوں نے ہی اعلیٰ تعلیم کے لئے مجھے کیلی فورنیا (امریکہ) بھیجا۔ وہاں پڑھائی کے علاوہ میں نے ماسٹر گوپانگ سے مارشل آرٹس اور ذہنی قوتوں سے کام لینے کے گُر بھی سیکھے۔

اس درمیان ماموں جان نے دوسری شادی کرلی۔ نئی ممانی جان سونیا آنٹی مجھے بہت پُراسرار معلوم ہوئیں۔ ماموں جان کا اکلوتا بیٹا فیروز اب زیادہ تر جاپان میں رہتا تھا، جہاں ماموں جان کا کافی بڑا کاروبار پھیلا ہوا تھا۔

ایک روز جان ٹریویرا اور اس کے ساتھی مجھے گھیر کر اپنے باس کے پاس لے گئے۔ یہ لوگ مجھے اپنے گروہ "ہیلپرز" میں شامل کرنا چاہتے تھے، جو معاوضہ لے کر دُنیا کا ہر جُرم کرسکتا تھا۔ میرے انکار کرنے پر انہوں نے یہ دھمکی دے کر مجھے چھوڑ دیا کہ ایک دن مجھے اس گروہ میں شامل ہونا ہی پڑے گا۔

ہندوستان سے ایک سہیلی کے تار کے ذریعے ماموں جان کی موت کی خبر ملنے پر میں بمبئی پہنچی۔ لیکن ایرپورٹ سے ہی حادثوں نے میرا استقبال کرنا شروع کردیا۔ دو بار مجھ پر قاتلانہ حملے ہوئے۔ دوسری بار مجھے جان بچانے کے لئے سمندر میں چھلانگ لگانا پڑی۔ کچھ دیر بعد مجھے ایک لانچ میں پناہ مل گئی اور مجھے اسمگلر قمرو دادا کے پاس پہنچا دیا گیا۔ میری کہانی سُن کر قمرو دادا مجھے 'بہن' کہہ کر رو پڑا۔ اپنے دشمنوں کو سامنے لانے کے لئے میں نے قمرو دادا کے ساتھ مل کر ایک منصوبہ بنایا اور ایک ہسپتال میں داخل ہوگئی۔ اسی رات کو کھڑکی کی راہ سے دو گولیاں سنسناتی ہوئی میرے کمرے میں آئیں۔ پھر باہر زبردست فائرنگ ہونے لگی۔ آدھے گھنٹے کے بعد قمرو دادا کے ایک ساتھی نے، جسے ڈاکٹر کے نام سے پکارا جاتا تھا، مجھے بتایا کہ حملہ آور بھاگ کھڑے ہوئے ہیں، لیکن ایک آدمی زخمی ہوکر پکڑا گیا ہے۔ اُس زخمی آدمی نے قمرو دادا کو بتایا کہ انہوں نے ڈیڈی کے حکم پر میرا خاتمہ کرنا چاہا تھا۔

میں نے قمرو دادا کو مزید پریشانیوں سے بچانے کی خاطر خود ہی ڈیڈی کے گروہ کا سُراغ لگانے کا فیصلہ کیا۔ میرے کہنے پر قمرو دادا نے اپنے ایک فلیٹ میں میرے اکیلے رہنے کا انتظام کردیا اور خود اپنے کسی کام سے پونے چلا گیا۔ اگلی رات کو ڈاکٹر بوکھلایا ہوا آیا اور مجھ سے کہنے لگا: "خیریت نہیں ہے سسٹر۔"

ڈاکٹر میرے راستہ دینے پر اندر آگیا تھا۔ میں نے بے چین ہوکر پوچھا "کیا ہوا ڈاکٹر؟ قمرو بھیا تو خیریت سے ہے؟"

"ہاں، دادا بالکل ٹھیک ہے۔ ادھر ہی لفڑا ہوگیا ہے۔ وہ سالا ڈیڈی کا آدمی بھاگ گیا۔" ڈاکٹر نے بتایا۔

"وہی جو قمرو بھیا کی قید میں تھا؟"

"ہاں سسٹر۔ اب تو وہ ہمارا ڈیوٹی میں تھا۔ اس کا سالا ٹانگ خراب تھا۔ وہ چلنے کو نہیں مانگتا تھا۔ بٹ سالا بھاگ گیا۔"

"مگر کیسے؟"

"یہی تو لفڑا ہے سسٹر۔ اپی کس کا نام لے سکتا ہے، پن وہ خود نہیں بھاگا۔ اپنا سالا لوگ غداری کیا۔ بات ایسا ہے سسٹر کہ ڈیڈی کا کام بہت بڑا ہے۔ وہ اپنا لوگ کو پے منٹ بھی فس کلاس کرتا ہے۔ بہت سا لوگ اس کے گروہ میں جانا مانگتا۔ بٹ وہ دوسرا لوگ کو چانس نہیں دیتا۔ اور کوئی سالا اس کے آدمی کو نکال کر چانس لیا۔ پن ابھی اس کا پتہ نہیں چل سکتا۔ ابھی خطرہ یہ ہے سسٹر کہ ڈیڈی کو یہ بات معلوم ہو جائے گا کہ دادا اس کا راستہ روکا اور اس کے بعد ڈیڈی کا اور دادا کا دشمنی چالو ہو جائے گا۔"

میرا دل دُکھ کر رہ گیا۔ میں جانتی تھی کہ یہ میری وجہ سے ہوا ہے۔ وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ میں خاموشی سے ڈاکٹر کا چہرہ دیکھتی رہ گئی، پھر میں نے کہا "قمرو بھیا کو اس کی اطلاع مل گئی؟"

"ایک آدمی پونے گیا۔ وہ خبر دے گا دادا کو۔"

"فون نہیں کیا جاسکتا تھا؟"

"نہیں سسٹر وہ خطرناک تھا۔" ڈاکٹر نے جواب اور پھر بولا "اپن تمہارے کو ہوشیار کرنے آیا ہے سسٹر۔ اپی ہوشیار رہنے کا ہے۔ حالات کا رُخ دیکھے گا، پھر کوئی کام

www.taemeernews.com

کرے گا۔ ابی تم زیادہ ہوشیار رہو۔ اپن یہی بولنے آیا ہے۔"

"تم لوگ میری طرف سے بے فکر رہو، ڈاکٹر۔ اپنا کام کرو۔"

"اوکے سسٹر۔ اب اپن کو جانے کا ہے۔"

"خدا حافظ۔" میں نے کہا اور پھر ڈاکٹر کو دروازے تک چھوڑنے آئی۔ ڈاکٹر کے جانے کے بعد میرے ذہن میں سناٹے در آئے۔ نہ جانے کیوں طبیعت اندر سے کچھ امڈ سی رہی تھی۔ میں اندر آگئی اور ایک صوفے پر گر کر گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ یہ سب کچھ اچھا نہیں ہو رہا تھا۔ میرے دشمنوں نے مجھ پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا اور میں بے بس تھی۔ میں ان کے خوف سے سہارے تلاش کر رہی تھی اور ان لوگوں سے دشمنی کر رہی تھی جو میرے خیر خواہ تھے۔ یہ تو مناسب نہیں ہے۔ یہ میری بزدلی ہے۔ ہاں، میں خود کو بزدل کہتے ہوئے شرمندہ نہیں تھی، کیوں کہ لڑکی تھی، ایک شریف گھر کی لڑکی جس کے دل میں صرف ایک آرزو جاگتی ہے۔ ایک اچھا سا گھر، ایک اچھا سا ساتھی اور زندگی کی وہی عام کہانیاں جو میری جیسی لڑکیوں کی کہانیاں ہوتی ہیں۔ لیکن وقت نے مجھے ان راستوں سے ہٹانے کی قسم کھائی تھی اور کسی طرح مجھ سے تعاون نہیں کر رہا تھا۔ میں بار بار کوشش کرتی تھی کہ وہی رہوں جو میں ہوں، لیکن حالات اس کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔ وہ مجھ سے کچھ اور چاہتے تھے تو کیا اس 'کچھ اور' سے مونہہ موڑ کر دوسروں کے لئے عذاب خریدتی رہوں؟ نہیں یہ مناسب نہیں ہے۔ یہ بالکل مناسب نہیں ہے۔ اب مجبوری دامن گیر ہو گئی ہے تو مجھے وقت کی مانگ پوری کرنی ہی ہوگی، اور اس کے لئے مجھے اپنے اندر موجود ان قوتوں کو آواز دینا دینا ہوگا، جو میری معاون بن سکتی ہیں۔ کب تک اپنے آپ کو عورت رکھوں۔ وقت مجھے عورت سے ہٹا کر کچھ اور بنانے کا خواہش مند ہے۔ میں نے غسل خانے میں جا کر غسل کیا اور پھر ایک مشق کرنے کے لئے کمرے کے وسط میں بیٹھ گئی۔ یہ یوگا کا ایک انداز تھا۔

میں نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی تمام تر ذہنی قوتوں کو جمع کرنے لگی۔ یہ مشق بھی مجھے مارشل آرٹس کے سلسلے میں کرائی گئی تھی۔ ذہنی قوتوں کو یکجا کرنے کا یہ طریقہ مجھے براہِ راست مسٹر گوپانگ نے بتایا تھا۔

رفتہ رفتہ میرے گرد تاریکیاں پھیلتی چلی گئیں۔ ماحول بالکل سنسان ہو گیا۔ میری تمام جسمانی قوت میرے ذہن میں جمع ہو چکی تھی، اور میرے اردگرد گہرے سناٹے چھا چکے تھے۔ باہر کی کوئی آواز اب مجھ تک نہیں پہنچ پا رہی تھی اور میں بالکل یکسو تھی۔

میں دیر تک اس مشق کو کرتی رہی اور مجھے بہت سی ذہنی الجھنوں سے نجات مل

www.taemeernews.com

گئی۔ اب میرا ذہن سکون کی وادیوں میں ہچکولے کھا رہا تھا۔ نہ جانے کب تک میں یہی آسن جمائے بیٹھی رہی اور اس کے بعد جب میں نے اپنے وجود میں ایک خوش گوار ٹھنڈک محسوس کی تو آنکھیں کھول دیں۔ اب مجھے اپنی دوسری مشق کرنی تھی۔

میرے ذہن میں کوئی اضطراب باقی نہیں رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وقت میری مٹھی میں آچکا ہو۔ جیسے میں نے اپنے تمام دشمنوں پر قابو پا لیا ہو۔ بلاشبہ انسان کے اپنے اندر اتنی قوتیں موجود ہیں کہ اگر وہ انہیں استعمال کرنے کا طریقہ سیکھ لے تو باہر کی دنیا میں اس کے لئے کوئی اضطراب باقی نہ رہے۔

لیکن یہ کام آسان بھی نہیں تھا ــــ بہرحال اس وقت میرے پاس مارشل آرٹس کی ورزش کا لباس نہیں تھا، لیکن میرے اس سامان میں بلیک بیلٹ ضرور تھی، جسے میں کیلی فورنیا سے اپنے ساتھ لائی تھی۔ میں نے اپنا ڈھیلا ڈھالا لباس پہنا اور اس کے بعد گوپانگ کی دی ہوئی بیلٹ اپنے ہونٹوں سے لگائی اور اسے اپنی کمر میں کس لیا۔

مشق کے لئے میں نے اس کمرے کا انتخاب کیا جس میں فرنیچر وغیرہ نہیں تھا۔ دروازے کھڑکیاں بند کرکے ان پر پردے ڈالے اور اس کے بعد میرا بدن تھرکنے لگا۔ میں اپنے جسم سے وہ کھولت دور کر رہی تھی جو اتنے دن تک سست رہنے کی وجہ سے طاری ہوگئی تھی۔

میرا پورا جسم پسینے سے ہوگیا۔ حلق سے نکلنے والی آوازیں اگر باہر سُن لی جاتیں تو شاید مجمع ہی جمع ہو جاتا۔ لیکن میں نے ان آوازوں کو باہر جانے سے روکنے کا بندوبست پہلے ہی کر دیا تھا۔ اس لئے بدستور اپنی مشق میں مصروف رہی۔

میرے جسم کے جوڑ کھلتے جا رہے تھے۔ رگوں میں خون کی روانی تیز ہوتی جا رہی تھی تقریباً ڈھائی گھنٹے تک میں رُکے بغیر جسمانی ورزش کرتی رہی۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ جوڑ کر جھکی۔ تصور میں مسٹر گوپانگ میرے سامنے موجود تھے اور ان کے ہونٹوں پر ایک ابدی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ ان کی نگاہوں میں کسی قسم کا غصہ یا ایسا کوئی تاثر نہیں تھا جس سے ان کی ناپسندیدگی کا اظہار ہو۔ انہوں نے خود ہی تو کہا تھا کہ جب حالات قابو سے باہر ہو جائیں تو تمہیں یہ قوتیں استعمال کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ بس کسی بے گناہ پر طاقت کا اظہار کبھی نہ کرنا۔ اور اس وقت حالات ایسے ہی تھے کہ بے گناہ میں تھی اور لوگ مجھ پر اپنی طاقت کا استعمال کر رہے تھے۔ گویا میں نے مسٹر گوپانگ سے ایک بار پھر اجازت حاصل کر لی تھی پہلے تو میں ان سے یہ سب کچھ مانگنے کے بعد بھی اپنے عمل کو جاری نہ رکھ سکی تھی، لیکن اب ــــ اب میں نے آخری فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنے دشمنوں سے خود مقابلہ کروں گی۔

اس مشق کے بعد میں نے بلیک بیلٹ کھول دی اور ایک گلاس پانی پینے کے بعد اس کمرے میں پہنچ گئی جسے میں خواب گاہ کے طور پر استعمال کرتی تھی۔ ابھی ایک مشق اور رہ گئی تھی۔ چنانچہ میں دوزانو ہو کر بیٹھ گئی۔ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لئے اور آنکھیں بند کرکے ایک بار پھر ذہنی قوتوں کو آنکھوں میں جمع کرنے لگی۔ پھر میں نے آنکھیں کھولیں۔ میری نگاہوں کا مرکز وہ گل دان تھا جو پیتل کا بنا ہوا تھا اور جس پر حسین ترین نقش و نگار تھے۔ گل دان کا وزن تین، ساڑھے تین کلو سے کسی طور کم نہیں ہوگا۔ اس پر حسین پھول بنے ہوئے تھے۔ میری نگاہوں کا مرکز چونکہ وہی بن گیا تھا۔ اس بار میں نے اس پر نظریں جما دیں اور اپنی آنکھوں کی قوتوں کو استعمال کرنے لگی۔ ذہن اور آنکھوں سے یہ تصور کیا کہ گل دان کو فضا میں بلند ہو جانا چاہئے اور رفتہ رفتہ گل دان میز چھوڑنے لگا۔ وہ آہستہ آہستہ اوپر اٹھ رہا تھا۔ میری آنکھوں کی قوت نے اُسے بے وزن کر دیا تھا میں اُسے اوپر اٹھاتی رہی یہاں تک کہ گل دان چھت سے جا لگا۔

اپنی نگاہوں کی قوت کا یہ کرشمہ دیکھ کر مجھے بہت مسرت ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ میں نے گل دان کو اس کی جگہ لا کر رکھ دیا اور کسی دوسری شے کو تلاش کرنے لگی۔ یہ ایک چھوٹی ٹیبل تھی، جس کا وزن گل دان سے کہیں زیادہ تھا ــــ میں نے ایک بار پھر اپنی مشق کا آغاز کیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیبل اپنی جگہ سے ہلنے لگی تھی۔ اس پر ایک چھوٹا سا ریڈیو سیٹ رکھا ہوا تھا، جو لرزنے لگا تھا۔ میں نے آہستہ آہستہ دونوں چیزوں کو سنبھال کر نگاہوں کی قوت سے اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ تقریباً چھ سات منٹ اوپر ان چیزوں کو معلق کرکے میں اُن پر نگاہیں جمائے رہی اور پھر میں نے اپنی آنکھوں کو گھمانا شروع کر دیا۔ میری نگاہوں کے زاویوں کے ساتھ ساتھ میز کا زاویہ بھی بدل رہا تھا۔ وہ کبھی بائیں سمت جاتی کبھی دائیں سمت۔ پھر میں اُسے اس کی اصل جگہ لے آئی۔ اور اس کے بعد میں نے میز کو بھی واپس اس کی جگہ رکھ دیا۔

اب میں اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ایک بار پھر مسٹر گوپانگ کا تصور کرکے میں نے دونوں ہاتھ جوڑ کر سر جھکایا اور اس کے بعد سیدھی کھڑی ہوگئی۔ میری یہ مشق مکمل ہوگئی تھی، چند لمحوں کے بعد میں ٹھنڈی ہوا کھانے کے لئے اس بالکونی میں جا کھڑی ہوئی جس کے سامنے وہ لڑکیاں رہتی تھیں جنہوں نے مجھ سے دوستی کر لی تھی۔

بالکونی خالی پڑی ہوئی تھی اور میرے سامنے مختلف لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے اُن میں سے ایک آدمی پر نگاہیں جما دیں۔ وہ کسی کام سے جا رہا تھا۔ سیدھا چلتے چلتے وہ اچانک رُک کر کھڑا ہوگیا اور حیران نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پھر میں نے اسے ذہنی طور پر حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے واپس پلٹے اور بجلی کے اس کھمبے کی طرف جائے جس کی طرف میں اشارہ کر رہی ہوں۔

www.taemeernews.com

وہ شخص واپس پلٹا اور بجلی کے کھمبے کی جانب جانے لگا۔ کھمبے کے پاس کھڑے ہوکر وہ پھر احمقوں کی طرح اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اب میں نے اسے اپنے تنویمی اثر سے آزاد کر دیا۔ چنانچہ وہ بوکھلائے ہوئے سے انداز میں آگے بڑھ گیا ــــ گویا میں اپنے کام میں اس وقت بالکل پرفیکٹ ہو چکی تھی۔

اس کے بعد میں نے باہر جانے کے لئے لباس کا انتخاب کیا اور ایک بہترین لباس زیب تن کرکے کچھ رقم جیب میں رکھی اور باہر نکل آئی۔ فلیٹ کی اس عمارت سے باہر نکلنے کے بعد میں دیر تک سوچتی رہی اور آہستہ خرامی سے آگے بڑھتی رہی۔ میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ مجھے اپنے لئے کسی اور جگہ کا انتخاب بھی کرنا چاہئے۔ اگر میری یہ رہائش گاہ میرے دشمنوں کی نگاہوں میں آگئی تو فوری طور پر مجھے کوئی پناہ گاہ تلاش کرنا پڑے گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ میں اس سے پہلے ہی کوئی اور جگہ تلاش کرلوں، جہاں سے کم از کم میرا کام تو جاری رہے۔ میرے لئے مناسب ترین ٹھکانا کسی ہوٹل کا کوئی کمرہ ہی ہو سکتا ہے۔ نہ جانے کیوں میرے ذہن میں وہی ہوٹل آیا جہاں میں نے پہلی بار قیام کیا تھا۔ اس وقت صورتِ حال مختلف تھی۔ اب میں اپنے دشمنوں سے زیادہ دُور رہنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ کیوں نہ اسی ہوٹل میں ایک کمرہ حاصل کرلیا جائے۔

یہ خیال بڑا عجیب تھا۔ لیکن اس وقت صورتِ حال بالکل مختلف ہوگئی تھی اور پہلے کی نسبت میں اپنے آپ کو ایک چٹان کی طرح پاتی تھی۔ لہٰذا تھوڑی دیر کے بعد میں نے ایک ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھ کر ہوٹل کی طرف روانہ ہوگئی۔

اب مجھے کسی قسم کا خوف نہیں تھا۔ اتنا فاصلہ طے کرچکی تھی اور کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ اس سے پہلے تو ہمیشہ ایسا لگتا تھا جیسے میرے دشمن پورے شہر میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہر جگہ مجھے تلاش کرنے میں کمال رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی یہ بات میرے ذہن میں تھی کہ ہوسکتا ہے مجھے دیکھ لیا گیا ہو اور کوئی میرے تعاقب میں ہو۔ لیکن ایسی کوئی بات نہیں محسوس ہوئی اور میں خیریت سے اس ہوٹل میں پہنچ گئی۔

ہوٹل کے کاؤنٹر پر وہی کلرک موجود تھا جس سے پہلے بھی میں نے ایک کمرہ بُک کرایا تھا۔ ایک لمحے کے اندر اندر مجھے محسوس ہوا کہ کلرک مجھے دیکھ کر چونک پڑا ہے۔ میں نے اس سے کمرہ طلب کیا تو وہ عجیب سے انداز میں مجھے دیکھنے لگا۔ غالباً سوچ رہا تھا کہ میں نے تو پہلے بھی کمرہ حاصل کیا تھا۔ پتہ نہیں فردوا دانے اس کمرے سے میرا سامان لینے اور کمرے کو خالی کرنے کے سلسلے میں ان سے کیا بات کی تھی۔ لیکن بہرطور کاؤنٹر کلرک نے ان میں سے کسی بات کا اظہار نہیں کیا اور رجسٹر میں میرا نام اور پتہ درج کرلیا۔ تاہم میں نے یہ بات اچھی طرح محسوس کرلی تھی کہ کاؤنٹر کلرک کو میری دوبارہ یہاں آمد پر حیرت ہوئی ہے اور وہ کسی عجیب سے احساس کا شکار ہے۔ آس پاس بہت سے لوگ تھے، اس لئے میں نے کاؤنٹر کلرک پر اپنی کوئی ذہنی قوت آزمانے کی کوشش نہیں کی اور اس سے چابی لے کر کمرے کی جانب چل پڑی۔ میرے ساتھ کوئی سامان وغیرہ نہیں تھا، اس لئے پورٹر کو بھی میرے ساتھ کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا تھا۔ لیکن میرے اندازے کے مطابق کاؤنٹر کلرک کی یہ کیفیت بتاتی تھی کہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہو جائے گی، اور میرا یہ اندازہ غلط نہیں تھا۔

جیسے ہی میں لفٹ میں داخل ہوئی، میں نے فوراً ایک گہرے براؤن سوٹ میں ملبوس شخص کو دوسری لفٹ کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ میرا تعاقب کر رہا ہو۔ بہرحال یہ اچھا ہی تھا۔ میرے جذبے تازہ تازہ تھے اور اگر ان میں اعتماد اور پیدا ہو جائے تو اس کے بعد میں کم از کم سکون سے کام کرسکتی تھی۔ چنانچہ اپنی منزل پر پہنچ کر میں اپنے کمرے میں داخل ہوگئی اور کمرے کے وسط میں کھڑے ہو کر اس کا جائزہ لینے لگی۔ میرے ذہن میں بہت سے احساسات تھے اور میں یہ

● جوہی چاولہ اور عامر خاں (فلم: "تم میرے ہو")

www.taemeernews.com

اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی کہ گہرے براؤن سوٹ میں ملبوس شخص کو کیا ہدایات دی جا سکتی ہیں۔ لیکن مجھے سوچنے کا زیادہ موقع نہیں ملا۔ چند ہی لمحوں کے بعد میرے کمرے کے دروازے پر دستک سنائی دی۔

"کون ہے؟" میں نے ٹھنڈی اور نرم آواز میں پوچھا۔

"ویٹر!" باہر سے آواز سنائی دی۔

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

ان سارے ہتھکنڈوں سے میں اچھی طرح واقف تھی۔ نہ جانے ان گدھوں نے مجھے اتنا بے وقوف کیوں سمجھ رکھا تھا۔ بہرحال میں نپے تُلے قدم اٹھاتی دروازے کے قریب پہنچی۔ ہینڈل پکڑا اور اسے ایک جھٹکے سے چھوڑ دیا۔ دروازہ کھلا اور میرا ہاتھ بجلی کی تیزی سے آگے کی سمت بڑھا اور جو شخص باہر کھڑا تھا اس کا گریبان میرے ہاتھ میں آگیا۔ میں نے ایک جھٹکے کے ساتھ اسے کمرے کے اندر گھسیٹ لیا۔ لیکن میں دروازے کی جانب متوجّہ نہ ہوئی، بلکہ ایک چھلانگ لگا کر اس شخص کے نزدیک پہنچ گئی جو میرے دھکے سے کمرے کے وسط میں آگرا تھا۔ پھر اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ پر میری ایک ٹھوکر پڑی اور پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر باتھ روم کے دروازے سے جا ٹکرایا جسے اس نے بڑی پھرتی سے نکال لیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی میں نے اُس کی پسلیوں پر ایک ٹھوکر رسید کر دی اور اس کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔ مجھے یقین تھا کہ یہ ٹھوکر چند لمحوں کے لئے اُسے سنبھلنے نہ دے گی۔ چنانچہ میں نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور تیزی سے دروازہ اندر سے بولٹ کر دیا۔

میں جانتی تھی کہ وہ اُٹھ کر پستول کی جانب جھپٹے گا اور میرا یہ اندازہ دُرست ہی نکلا۔ اس نے پسلیوں کی چوٹ کی پروا کئے بغیر اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور دونوں ہاتھ ٹیک کر اٹھا۔ اٹھنے کے ساتھ ہی اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی جہاں اس کا پستول موجود تھا۔ لیکن میں اپنی پوری فارم میں تھی۔ چنانچہ میں اس کے نزدیک پہنچی اور دوسرے لمحے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ پر میری ٹھوکر پڑی۔ میں نے نہایت مشّاقی سے یہ ٹھوکر اس کے ہاتھ پر رسید کی تھی، اور یہ ٹھوکر پہلی ٹھوکر سے زیادہ سخت اور خوف ناک تھی۔ یہ وہ اسٹائل تھا جو ہڈیاں توڑنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ کی ہڈی تو نہیں ٹوٹی، لیکن چوٹ اتنی زبردست لگی تھی کہ وہ ایک خوف ناک کراہ کے ساتھ دوسری جانب اُلٹ گیا اور اس نے تکلیف سے مونہہ بناتے ہوئے اپنی کلائی پکڑ لی۔ میں نے جھک کر پستول اُٹھا لیا تھا۔ پھر میرے مونہہ سے آواز نکلی:

"اگر تم نے چیخنے کی کوشش کی تو پستول کی گولی تمہارے کھلے ہوئے مونہہ میں داخل ہو کر گردن سے باہر نکل جائے گی — تمہیں اس بات پر یقین کر لینا چاہئے کہ جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اُسے کرنے میں جھجک محسوس نہیں کروں گی۔"

اس کا مونہہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ آواز شاید نکلنا چاہتی تھی، لیکن میرے ان جملوں کو سُن کر بند ہو گئی۔ میرے ہونٹوں پر ایک سفّاک مسکراہٹ کھیل رہی تھی اور میں اُس وقت وہی تھی جو مجھے ہونا چاہئے تھا۔ میں نے خوں خوار نگاہوں سے اُسے دیکھا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے نزدیک پہنچ گئی۔

وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اچھا خاصا آدمی تھا۔ شکل و صورت بھی بُری نہیں تھی۔ لیکن اس وقت اس کا چہرہ دہشت سے بگڑا ہوا تھا۔ میں اس کے قریب پہنچ گئی اور پھر میں نے آہستہ سے کہا "ہیلو!"

وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

"تم نے چیخنے کی کوشش نہیں کی؟" میں نے پوچھا۔

اس کے ہونٹ ہلے، لیکن آواز نہ نکل سکی اور میں آہستہ سے ہنس پڑی۔

مقامی باشندے معلوم ہوتے ہو۔" میں نے نفرت بھرے انداز میں کہا۔ اس نے پھر بھی میری بات کا جواب دیا۔

"ہوں — یہ بتاؤ کس لئے آئے تھے؟"

میں نے پھر سوال کیا اور وہ مونہہ کھول کر رہ گیا۔

"دیکھو، جو کچھ میں پوچھ رہی ہوں، اس کا جواب دو۔" میں نے غرّاتی ہوئی آواز میں کہا اور وہ ایک دم جھرجھری لے کر سیدھا ہو گیا۔

"م م میں — میں — میں —"

"بکرے کی اولاد ہو —؟" میں نے سوال کیا۔

"ن — نہیں!" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ تو پھر بتاؤ، کیسے آئے؟" میں نے پوچھا اور وہ مجھے دیکھتا رہا۔ پھر اچانک میں نے محسوس کیا کہ اُس کے اندر تبدیلی ہونے لگی ہے۔ ابتدائی حملے سے اور میرے اس طرح فوری عمل سے وہ بدحواس ہو گیا تھا، اور اس کے بعد اس چوٹ نے اسے اس تکلیف کا شکار کر دیا تھا، لیکن رفتہ رفتہ وہ سنبھلتا جا رہا تھا۔ پھر اس کے چہرے پر شدید غصّے کے آثار نظر آئے اور وہ غرّاتے ہوئے لہجے میں کہنے لگا:

"تم — تم — تم مجھے جرائم پیشہ لڑکی معلوم ہوتی ہو۔ تم نے خود مجھے اپنے کمرے میں آنے کی دعوت دی تھی اور اس کے بعد اب — اب مجھے لُوٹنا چاہتی ہو۔ میں — میں شور مچا کر لوگوں کو بتاؤں گا کہ تم نے مجھے پستول کے زور پر لُوٹنے کی کوشش کی تھی۔"

"خوب! بہت خوب!! اے نازک اندام دوشیزہ، تُو تو یہاں لُٹنے کے لئے آیا تھا شوخ ہے! تمہارا کیا خیال ہے، کیا تم یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جاؤ گے؟ میں تمہیں اس بات کا احساس دلانا چاہتی ہوں کہ اب تم ان پیروں سے باہر نہیں جا سکو گے۔ اور اگر تم اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہو تو میں تمہیں دعوت دیتی ہوں — آؤ، میں یہاں موجود ہوں۔ میں نے تمہیں بلا لیا ہے کس لئے؟ یہ تم خود جانتے ہو گے۔ اور اب

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

میں تمہیں لوٹ لینا چاہتی ہوں تو مت گھبراؤ— آ جاؤ— اور اگر اس پستول سے خوف زدہ ہو تو یہ لو۔ میں نے پستول کا چیمبر خالی کر دیا ہے۔" اور کارتوس ایک طرف اچھال کر پستول بھی دوسری جانب پھینک دیا۔

میرے اس عمل سے اس کی ہمت اور بڑھی اور وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔ کلائی کی چوٹ کی تکلیف شاید کچھ کم ہو گئی تھی، اس لئے وہ شیر نظر آ رہا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے نعرہ لگا کر دونوں ہاتھ آگے بڑھائے اور میری طرف جھپٹا میں نے اپنے ہاتھ سیدھے کئے اور جیسے ہی وہ میرے نزدیک پہنچا میں نے کھڑی ہتھیلیاں اس کی دونوں کنپٹیوں پر ماریں— وہ ایک چیخ کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن ابھی میں بہت کچھ کرنے کے لئے تیار تھی۔ غالباً اس درد سے اسے چکر آ گیا تھا۔ اس نے اپنے لڑکھڑاتے ہوئے جسم کو سنبھالا اور سر جھٹکنے لگا۔ تب میں اس کے سامنے پہنچ گئی۔

"ہاں ہاں، پیچھے مت ہٹو۔ آگے آؤ۔ آگے بڑھو۔ اب میں تمہارے استقبال کے لئے پوری طرح تیار ہوں، کیونکہ میں نے ہی تمہیں بلایا ہے۔"

اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے دروازے کی جانب دیکھا۔

"اوہ! کوئی اور بھی ہے تمہارے ساتھ! جاؤ، دروازہ کھولو اور اسے بھی اندر بلا لو۔" میں نے کہا اور وہ مضمحل سا ہو گیا۔ شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس کے سامنے صرف ایک خوب صورت لڑکی نہیں ہے، بلکہ اور بھی بہت کچھ ہے۔ اس احساس نے اسے نڈھال سا کر دیا۔ پھر وہ لرزتے ہوئے انداز میں چند قدم آگے بڑھا اور ایک صوفے کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ۔ کھڑا نہیں ہوا جا رہا ہے تو بیٹھ جاؤ۔ میرا خیال ہے تمہاری حالت بہتر ہوتی جا رہی ہے۔"

وہ بے بسی سے مجھے دیکھنے لگا پھر آہستہ سے بولا "م— مجھے جانے دو۔ میں جانا چاہتا ہوں۔"

"کمال ہے! تم مرد ہو، جوان آدمی ہو اور ایک لڑکی کے سامنے ہو اور اس سے جانے کی اجازت مانگ رہے ہو؟ تعجب کی بات ہے!" میں نے ہنسی اڑانے کے انداز میں کہا۔

"م— میں جا رہا ہوں۔" اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن پلٹ پلٹ کر اس نے کئی بار مجھے دیکھا اور جب وہ دروازے کے بالکل قریب پہنچ گیا تو ایک بار پھر میں نے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اس بار میں نے اس کے بال پکڑ کر اس کا سر دروازے سے دے مارا۔ یہ ٹکر اتنی زوردار تھی کہ اس کی نکسیر پھوٹ گئی اور دونوں نتھنوں سے خون بہہ نکلا۔

اس نے ایک بار پھر چیخنے کی کوشش کی— لیکن چیخنے کی تو اسے اجازت ہی نہیں تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر ایک زوردار گھونسا اس کے جبڑے پر رسید کیا اور اس کی آواز نکلتے نکلتے پھر بند ہو گئی۔ میرے حلق سے ایک قہقہہ نکل گیا تھا۔ میں اس وقت خود کو بے حد پُراعتماد محسوس کر رہی تھی۔ وہ تمام احساسات میرے ذہن سے نکل کر کہیں گم ہو گئے تھے جو مجھے اپنے آپ کو لڑکی یا ایک بے بس عورت سمجھنے پر مجبور کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے آہستہ سے کہا "سنو مائی ڈیر— میں تمہیں اس طرح آہستہ آہستہ جان سے مار دوں گی۔ تمہارے حق میں بہتر یہی ہو گا کہ جو کچھ میں تم سے پوچھوں اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دے دو۔ اس کے بعد میں تمہیں جانے کی اجازت دے دوں گی— کیا سمجھے؟ چلو، پیچھے ہو۔" میں نے اسے زور سے دھکا دیا اور یہ دھکا بھی اتنا جاندار تھا کہ وہ اچھل کر کمرے کے وسط میں آ گرا— بظاہر اچھے خاصے تن و توش کا آدمی تھا لیکن نہ جانے اس وقت اسے کیا ہو گیا تھا۔ یا پھر میں اس پر قابو پانے میں مکمل طور پر کامیاب ہو گئی تھی۔ اس لئے اس کی قوت مدافعت اس کا ساتھ چھوڑ چکی تھی اور اب وہ خوف زدہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

اس کے سارے کس بل نکل چکے تھے اور وہ بار بار اپنا خون صاف کر رہا تھا، لیکن مجھے اس کے ناک سے بہتے ہوئے خون کی ذرہ برابر پروا نہیں تھی۔ میں نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر سوال کیا: "ہاں تو اب تمہیں یہ جواب دینا ہے کہ تم کس کے آدمی ہو؟ شاباش! فوراً بتا دو۔"

"م— میں— سچ بتا رہا ہوں کہ تمہیں دیکھ کر میرے دل میں شیطانی احساسات جاگے تھے اور میں تمہارے پیچھے یہاں تک آ گیا تھا۔ مقصد یہی تھا— کہ— تم— تمہیں"

"سنو۔ صحیح صحیح بات بتاؤ۔ صحیح۔ ورنہ پھر میں تمہیں بتاتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ تم صحیح بات بتاؤ۔ اگر تم سچ کہتے تو اتنا ہکلاتے نہیں۔ اور میں تم سے سچ سننے کی توقع رکھتی ہوں۔ تمہیں صرف اور صرف یہ بتانا ہے کہ تم کس کے آدمی ہو اور کس کے ایما پر یہاں آئے تھے؟"

"آہ! اگر میں نے اس کے بارے میں بتا دیا تو تمہیں یقین نہیں آئے گا اور میں زندہ نہ بچ سکوں گا۔"

"زندہ تو تم اب بھی نہیں بچ سکو گے، جانِ من۔ بہتر ہے کہ تم مجھے ہی بتا دو۔ کم از کم تمہیں زندگی کے چند لمحات تو مل ہی جائیں گے۔ زندگی یہاں ہے، وہاں نہیں— لیکن یہاں۔ میرا مطلب ہے اس وقت تو تمہیں فوری موت کا سامنا ہے۔ ممکن ہے اس کے بعد یعنی یہاں سے جانے کے بعد تم اپنے بچاؤ کا کوئی انتظام کر لو۔ میری بات مانو، سمجھداری سے کام لو۔ میرے ہاتھوں مرنے کی بجائے بہتر ہے کہ اپنے لئے زندگی کا انتظام کرو۔ اور اگر تم مجھ سے تعاون کرو گے تو ہو سکتا ہے میں بھی تم سے تعاون کر ہی ڈالوں—" میں نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔ لیکن وہ شاید اس لہجے کے اندر چھپی ہوئی

www.taemeernews.com

سفاکی کو بہتر طور پر سمجھ گیا تھا۔

وہ گہری گہری سانسیں لیتا رہا اور پھر اُس نے آہستہ سے کہا "میرا تعلق ڈیڈی سے ہے ۔۔۔"

"اوہ ڈیڈی! یہ ڈیڈی ہر جگہ موجود ہوتا ہے! آخر یہ ہے کیا چیز؟"

"ڈیڈی کو تم نہیں سمجھو گی۔ میرے اوپر قابو پالینا بہت آسان کام ہے، لیکن اس شیطان سے بچنا تمہارے لئے بہت مشکل ہو جائے گا۔"

"ہاں، لگتا تو یہی ہے۔ لیکن ایک بات اور بتاؤ ڈیئر۔ آخر یہ ڈیڈی ۔۔۔ یہ تمہارا ڈیڈی میرے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے؟"

"میں اس حد تک نہیں جانتا۔"

"ہوں ۔۔۔ جوڈی نامی ایک شخص بھی تمہارا ساتھی تھا؟"

"جوڈی؟ نہیں۔ وہ ہمارا ساتھی نہیں تھا۔ لیکن وہ کبھی کبھی ہمارے لئے بھی کام کر لیتا تھا۔"

"بہت اچھے انسان ہو۔ کتنا سچ بول رہے ہو! مجھے تم سے بہت ہمدردی ہے ۔۔۔ اچھا، یہ تو بتاؤ، ڈیڈی تم سے کیا چاہتا تھا؟ میرا مطلب ہے، تمہارے لئے اس کی کچھ ہدایات تو ہوں گی۔ یعنی تم مجھے مل جاؤ یا میں نہیں مل جاؤں تو تمہیں میرے ساتھ کیا سلوک کرنا ہوگا؟"

"بس تمہیں ختم کر دینے کی ہدایت ملی تھی۔"

"بالکل جان سے مار دینے کی؟" میں نے معصومیت سے سوال کیا۔

"ہاں ۔۔۔ ہم سے یہی کہا گیا ہے کہ ہم تمہیں ہر قیمت پر ختم کر دیں۔"

"ہم سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"ڈیڈی کے بہت سے آدمی تمہاری تاک میں لگے ہوئے ہیں۔"

"واہ! یہ تو بہت عمدہ بات ہے! اچھا، یہ بتاؤ وہ کاؤنٹر کلرک بھی تمہارا ساتھی ہے؟"

"وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔ نہیں، وہ میرا ساتھی نہیں ہے۔ ہم نے اُسے کچھ اور کہانی سنائی تھی جس کی وجہ سے وہ ہم سے تعاون کر رہا ہے۔"

"خوب! وہ کہانی کیا تھی؟"

"جانے دو۔ بس اچھی بات نہیں تھی۔ میں نے اُسے یہی بتایا تھا کہ میں تمہاری تاک میں ہوں ۔۔۔ اور ۔۔۔ اور ۔۔۔"

"ہوں ۔۔۔ اور اس کے نتیجے میں اس نے تمہیں میرے کمرے کا پتہ بتا دیا؟"

"ہاں ۔۔۔"

"یقین نہیں آتا اس پر۔" میں نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"یقین کرو، اور کوئی بات نہیں ہے۔"

"اچھا، اب تم یہاں سے ناکام واپس جاؤ گے تو تمہارا کیا ہوگا؟"

"یہاں میں اکیلا ہوں۔ تم اتفاق سے نظر آ گئی تھیں۔ بس یوں ہی میں اس طرف آ نکلا تھا کہ کاؤنٹر کلرک نے پُر مسرت انداز میں مجھے بتایا کہ تم واپس آئی ہو اور تم نے ایک دوسرا کمرہ حاصل کیا ہے۔ اُس نے مجھے اس کمرے کا نمبر بھی دے دیا۔"

"ہوں ۔۔۔ تو یہ بات بھی ٹھیک ہے، اب تم جا کر ظاہر ہے کرو گے، میرا مطلب ہے خاموشی اختیار کر لو گے اور صرف اتنا بتاؤ گے کہ ابھی تک میں تمہیں نظر نہیں آئی۔"

"اگر تم اس کی اجازت دو تو ۔۔۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"ہاں ہاں، میں اجازت دوں گی تمہیں، یقینی طور پر اجازت دوں گی۔ تم فکر کیوں کرتے ہو ۔۔۔ البتہ ایک آخری بات کا جواب مجھے اور دے دو، اس کے بعد ظاہر ہے۔ مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں رہے گا۔"

"پوچھو۔" اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ ڈیڈی ملتا کہاں ہے؟ میرا مطلب ہے، کوئی اس کا ٹھکانا تو ہوگا؟"

"ہاں ۔۔۔ بندرگاہ کے علاقے میں اس کا اڈا بہت مشہور ہے۔"

"کس نام سے؟"

"بس ڈیڈی کا اڈا سب جانتے ہیں۔"

"بڑی اچھی شخصیت ہے تمہاری۔ پتہ نہیں ان چکروں میں تم کیوں پڑ گئے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ایک لمحے میں میرے ذہن نے ایک فیصلہ کر لیا تھا۔ ویسے تو اس شخص سے مجھے اب کوئی سروکار نہیں تھا۔ ظاہر ہے ایسے بہت سے لوگ میرے پیچھے لگے ہوں گے اور سب ہی کو میں زندگی سے محروم نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن ابھی اس کا یہاں سے نکلنا بھی مناسب نہیں تھا۔ اور پھر یہ کمرہ۔ ظاہر ہے، میں ہوٹل کے اس کمرے میں محفوظ نہیں تھی۔ مجھے اپنے لئے کوئی اور ہی ٹھکانا تلاش کرنا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کمرے کو فوراً ہی چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اور اس فیصلے کے تحت میں آگے بڑھی۔

وہ شخص تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس کے بعد میں اس سے کیا سلوک کرنا چاہتی تھی۔ لیکن جب میری ٹھوکر اس کی کنپٹی پر پڑی تو اس کے حلق سے ایک دہشت بھری چیخ نکل گئی اور یہ چیخ اس کی آخری چیخ تھی۔ اس کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ چند لمحوں کے بعد وہ ایک جانب لڑھک گیا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ اب کئی گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آئے گا۔ لہٰذا میں اطمینان سے کمرے سے باہر نکل آئی۔

چند لمحوں کے بعد لفٹ نے مجھے نیچے پہنچا دیا۔ کاؤنٹر کلرک اپنی جگہ موجود تھا۔ ہال میں بہت سی میزیں بھری ہوئی تھیں۔ لوگ کافی وغیرہ سے شغل کر رہے تھے۔ میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کاؤنٹر مین کے پاس پہنچ گئی۔ اُس نے مجھے دیکھا اور ایک لمحے کے لئے اس کا ہاتھ لرز گیا۔ میں کاؤنٹر پر کہنی ٹکا کر کھڑی ہو گئی۔

"ہوں ۔۔۔ تو تم نے میرے کمرے کا نمبر بتایا تھا؟"

"کک ۔۔۔ کیا؟" کاؤنٹر مین کے چہرے

www.taemeernews.com

پر خوف کے آثار اُبھر آئے۔

"اپنے ہوٹل کے گاہکوں کے لئے تم یہ کام بھی کرتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"م م — مس — آپ یقین کیجئے — م — مجھے — میرا مطلب ہے —"

"تمہیں اس کی سزا ملنی چاہئے۔ کیا خیال ہے؟"

"ارے واہ! بے کار آپ میرے سر پڑ رہی ہیں۔ میں نے کیا کیا ہے؟"

"تم نے اب تک کچھ نہیں کیا، ڈیر۔ لیکن اب تم کچھ کرو گے۔ جانتے ہو کیا؟" میں نے سوال کیا۔

وہ کس قدر بوکھلائی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ دوسرے لمحے میں نے اُسے اپنی آنکھوں کی گرفت میں لے لیا۔ اس مشق کا نتیجہ بھی دیکھنا تھا جو میں نے کی تھی۔ کاؤنٹر مین کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے بوکھلاہٹ اور دوسرے لمحے غنودگی طاری ہو گئی۔ وہ میرے تنویمی اثر میں آ گیا تھا۔ اور پھر میں نے آہستہ سے کہا "سزا کے طور پر تم اس کاؤنٹر پر مرغا بن کر کھڑے ہو جاؤ گے اور ہر تیس سیکنڈ کے بعد مرغے ہی کی آواز میں بانگ دو گے۔ یہ عمل ایک گھنٹے تک جاری رہنا چاہئے۔ کیا سمجھے؟"

میں آہستہ سے کاؤنٹر کے پاس سے ہٹ آئی اور اپنے لئے بیٹھنے کی جگہ تلاش کرنے لگی۔ میں اس سزا کا ردِ عمل دیکھنا چاہتی تھی۔ ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے میں نے ویٹر کو اشارہ کیا اور ویٹر کے قریب آنے پر میں نے چائے طلب کرلی۔

چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ کاؤنٹر مین کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلا اور پھر لکڑی کے بنے ہوئے چوڑے کاؤنٹر پر مرغا بن کر کھڑا ہو گیا۔ اُس نے ٹانگوں سے ہاتھ نکال کر دونوں کان پکڑ لئے تھے۔ پھر اس کی پہلی بانگ گونجی تو میزوں پر بیٹھے ہوئے لوگ چونک چونک کر اُسے دیکھنے لگے۔ کچھ چہروں پر حیرت اور کچھ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ لیکن سب کی آنکھوں میں دل چسپی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ ہال میں گردش کرتے ہوئے بیرے چونک چونک کر کاؤنٹر مین کو دیکھ رہے تھے جس کی ٹائی اس کی گردن میں جھول رہی تھی اور جو بڑے اطمینان سے مرغا بنا ہوا تھا۔ تیس سیکنڈ کے بعد اُس کی دوسری بانگ سنائی دی تو ویٹر ہنستے ہوئے اس کے قریب پہنچ گئے۔ وہ اس سے اس حماقت کی وجہ پوچھ رہے تھے۔ لیکن کاؤنٹر مین خاموش کھڑا ہوا تھا۔ میرے سامنے چائے ابھی نہیں لائی گئی تھی — ویٹر حیرت کا شکار تھے اور افراتفری میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کاؤنٹر مین کی تیسری بانگ پر ہوٹل کا سپروائزر قریب پہنچ گیا اور وہ کاؤنٹر مین کو بُرا بھلا کہنے لگا۔ لیکن اس کے اوپر کسی کی گفتگو کا اثر نہیں ہوا۔ سپروائزر نے اُسے ڈانٹا بھی، لیکن وہ مظلوم اسی طرح مرغا بنا رہا۔ پھر اس کی چوتھی بانگ سنائی دی اور سپروائزر نے ویٹروں کو کچھ اشارہ کیا۔ چند لمحوں کے بعد ویٹروں نے اسے کندھوں پر اٹھایا اور ایک جانب لے گئے۔ غالباً اُسے پاگل قرار دے دیا گیا تھا۔

میں بیٹھی مسکراتی رہی۔ لوگ قہقہے لگا رہے تھے۔ کاؤنٹر مین کو اٹھا کر اندر لے جایا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد ویٹر پھر ہال میں واپس آ گئے۔ لیکن سب کے چہروں پر عجیب تاثرات تھے۔ میں چونکہ چائے کا آرڈر دے چکی تھی، اس لئے مجبوراً وہاں بیٹھی رہی۔ پھر میرے سامنے چائے آ گئی۔ ابھی چند لمحے بھی نہیں گزرے تھے کہ کچھ بھگدڑ سی مچی۔ کاؤنٹر مین بھاگتا ہوا پھر کاؤنٹر پر آ گیا اور اپنی جگہ کھڑے ہو کر بانگ دینے لگا۔ لوگوں کے قہقہے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ سب ہی کاؤنٹر مین میں دل چسپی لے رہے تھے۔ ہال کے بیرے دوڑتے پھر رہے تھے۔ ایک بار پھر کاؤنٹر مین کو مضبوطی سے پکڑ کر اندر لے جایا گیا۔ ہال سپروائزر مہمانوں سے معذرت کر رہا تھا۔ میں نے چائے پی، بل ادا کیا اور اس کے بعد ہوٹل سے باہر نکل آئی۔ سڑک پر چہل قدمی کے انداز میں چلتے ہوئے میں نے ان واقعات کے بارے میں سوچا۔ بلاشبہ میں نے عمل کی دنیا میں قدم نکالا تو مجھے پہلی کامیابی حاصل ہوئی۔ یعنی مجھے ڈیڈی کے اڈے کے بارے میں معلومات مل گئیں۔ شاید ڈاکٹر یا قمرو کا کوئی آدمی مجھے اس اڈے کے بارے میں بتانا پسند نہ کرتا۔ اب میں نے اپنے طور پر معلوم کرلیا تھا اور اس کے ساتھ مجھے اپنے اوپر کچھ اعتماد بھی ہو گیا تھا۔

میں نے ایک دوسرے ہوٹل میں ایک کمرہ حاصل کیا۔ یہ اس ہوٹل سے بھی بہتر ہوٹل تھا اور مجھے اس میں آ کر کافی سکون محسوس ہوا۔ بہت دیر تک میں وہاں رہی اور اس دوران اور بھی فیصلے کرتی رہی۔ میں نے سوچا کہ اب کچھ ایسا سامان بھی مجھے خرید لینا چاہئے جو میری شخصیت کو تھوڑا بہت تبدیل کر دے۔ اتنا کہ میں فوراً ہی کسی کی نگاہوں میں نہ آ سکوں۔ اس کے علاوہ بھی مجھے اور کچھ چیزیں بھی درکار تھیں۔ اب جو کام کرنے کا میں نے بیڑا اٹھایا تھا، اس کے لئے مجھے پوری قلعہ بندی کرنا ہی تھی۔ چنانچہ ہوٹل میں کافی دیر رُکنے کے بعد باہر نکل آئی اور بازاروں میں خریداری کرنے لگی۔ اب میں بالکل مطمئن تھی اور مجھے اس بات کی بالکل فکر نہیں تھی کہ میرا تعاقب کیا جا رہا ہے یا نہیں۔

سامان کی خریداری کے بعد میں نے ایک ٹیکسی روکی اور اس کے بعد اُسی فلیٹ کی جانب چل پڑی جو قمرو نے میرے لئے مخصوص کیا تھا۔ لیکن پہلے اور اب میں بڑا فرق تھا۔ اب میری چال میں بہت اعتماد تھا اور میں کسی بھی چیز سے خوف زدہ نہیں ہو رہی تھی —— نہایت اطمینان سے میں اپنی رہائش گاہ تک پہنچ گئی اور کمرے کا تالا کھول کر اندر داخل ہو گئی۔

اندر ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ مجھے حیرت ہوئی کہ یہ ٹیلی فون کس کا ہو سکتا ہے؟

(اس دل چسپ کہانی کی اگلی قسط شمع : جون ۱۹۹۰ کے شمارے میں ملاحظہ فرمایئے)

www.taemeernews.com

پورے ملک میں کامیابی سے دکھایا جارہا ہے

جاری کردہ: شکتی فلمز، اروند چیمبر، سیٹھ اسٹوڈیوز، اندھیری (ایسٹ) بمبئی ۴۰۰۰۶۹ فون: ۶۳۴۶۱۱۵، ۶۳۴۰۵۸۲، ۶۳۴۰۶۸۱، ۶۳۴۸۷۵۱

www.taemeernews.com

عزیز بچّو! کبھی ایسی بھول مت کرنا
حیات بھیک کی صورت قبول مت کرنا
وفا، شعار، صداقت، اصول مت کرنا
ہماری طرح یہ کارِ فضول مت کرنا
بزرگ پاؤں میں زنجیر کیسی ڈال گئے
کبھی خلوص کی قیمت وصول مت کرنا
وہ پیش پیش ہیں اعزاز لینے والوں میں
جو ہم سے کہتے تھے سعیِ حصول مت کرنا
کسی قطار میں رکھنا نہ خوبیاں اپنی
شمار اپنے بزرگوں کی بھول مت کرنا
روایتوں کی نئی نسل کو ہوا نہ لگے
مری طرح انہیں ماضی کی دھول مت کرنا
کہانیاں نہ سنانا تم اُن کو دُکھوں کی
ذہین بچّوں کو اپنے ملول مت کرنا

قمر سنبھلی

سفر کی اِک نشانی ڈھونڈتا ہوں
ہوا کی میزبانی ڈھونڈتا ہوں
ملے تھے ہم جہاں پیڑوں کے نیچے
وہی بارش کا پانی ڈھونڈتا ہوں
سکوتِ شب کے دریا میں اُتر کر
صداؤں کی روانی ڈھونڈتا ہوں
مہکتی تھیں جو گُل دانوں میں دِل کے
وہی یادیں سہانی ڈھونڈتا ہوں
ہٹا کر نرم برفیلی چٹانیں
کسی کی مہربانی ڈھونڈتا ہوں
نہ جانے کیوں نئی بستی میں آکر
وہی کھڑکی پُرانی ڈھونڈتا ہوں
ہوا غم کے صحیفے لے گئی ہے
مگر میں مونہہ زبانی ڈھونڈتا ہوں
اثرؔ منٹو کے افسانوں سے کوئی
مری اپنی کہانی ڈھونڈتا ہوں

اثر غوری

رستہ رستہ، جادہ جادہ، پتھریلا پتھریلا ہے
لیکن میرے عزم کا چہرہ چمکیلا چمکیلا ہے
وہ کہتا ہے زہر کی بوندیں سچ مچ میٹھی میٹھی ہیں
دریا، ساگر، پانی، امرت زہریلا زہریلا ہے
آج غزل کو ایک انوکھا رُوپ دیا ہے شاعر نے
آج غزل کا لہجہ بارود نکیلا نکیلا ہے
اُس بستی میں رہنے والے شیدائی ہیں سانپوں کے
اُن کی آنکھیں نیلی نیلی، تن بھی نیلا نیلا ہے
جنگل جنگل، صحرا صحرا، مانگ بھی ہے پھولوں کی
ساعت، ساعت بھیگی بھیگی، موسم گیلا گیلا ہے
اس کی نگاہیں نیچی نیچی اور لبوں پر خاموشی
آکر دل میں بسنے والا شرمیلا شرمیلا ہے
سونا بن کر دھوپ کھلی ہے جب گھر کے آنگن میں
میرے گھر کا منظر کاملؔ کتنا پیلا پیلا ہے

کامل حیدرآبادی

یاس کے دھندلکے میں جب بھی تیری یاد آئی
رو دیئے ہیں سناٹے جل بجھی ہے تنہائی
آپ نے نہیں دیکھا بے بسی کا وہ عالم
یاد جب تھے ملتی دُور تک چلی آئی
آج بھی وہی ہم ہیں آج بھی وہی تم ہو
پھر بھی جانے ہر سُو کیوں اِس قدر ہے تنہائی
کیسے چارہ گر ہیں یہ کون ان کو سمجھائے
ناپتے ہیں نشتر سے زخمِ دل کی گہرائی
ہُوک سی اُٹھی دِل میں خیر ہو نشیمن کی
دُور تک چمن میں پھر برق آج لہرائی
جانے کون ہے غم نے پی لیا لہو دِل کا
جانے چھین لی کس نے زندگی کی رعنائی
دِل میں یوں سسکتی ہے اُن کی یاد اے پرویزؔ
جیسے شامِ ہجراں میں رو رہی ہو شہنائی

کرشن پرویز

www.taemeernews.com

۲۷۔ اپریل سے شاندار نمائش

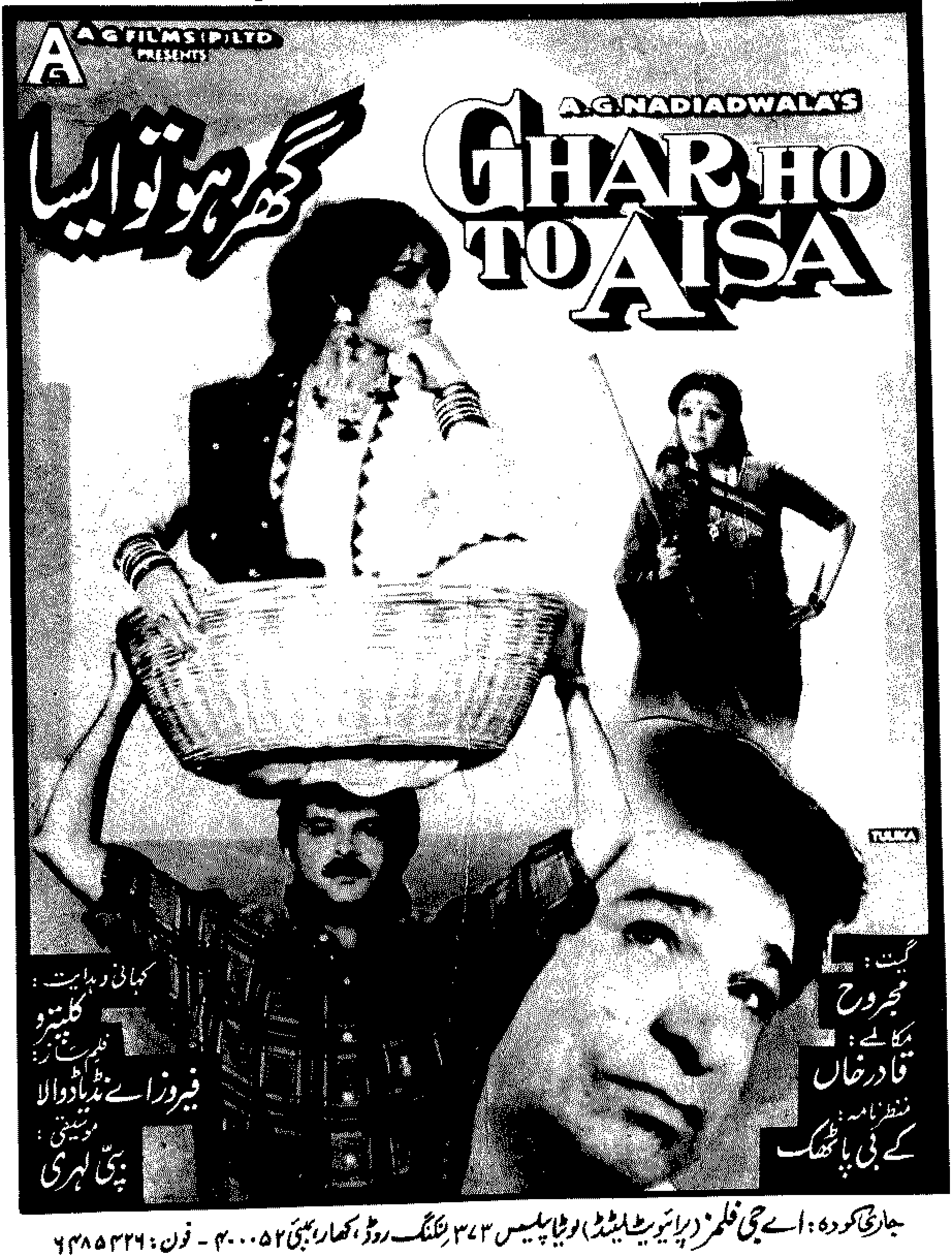

جاری کردہ : اے جی فلمز (پرائیویٹ لمیٹڈ) لوٹیا پیلس ۳۷۳ لنکنگ روڈ، کھار، بمبئی ۴۰۰۰۵۲ - فون : ۶۴۸۵۳۲۶

www.taemeernews.com

بلا عنوان

محمد بشیر مالیر کوٹلوی

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی مگر نیند اس سے روٹھی ہوئی تھی۔ وہ گھپ اندھیرے میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے کچھ تلاش کئے جا رہا تھا۔ دن کا بیتا ہوا ایک ایک لمحہ اس کے ذہن میں کانٹے کی طرح چبھ رہا تھا۔ وہ اس منحوس گھڑی کو کوسے جا رہا تھا جب اس پر یہ الیکشن لڑنے کا بھوت سوار ہوا تھا۔ اسے نہ تو کسی سے ووٹ کی بھیک مانگنے کی ضرورت پڑی تھی اور نہ کسی جوڑ توڑ کی۔ اس کے خاندان کا نام اور رعب داب اور خود اس کی پُر خلوص اور بااخلاق شخصیت ہی اس کے کام آ گئے تھے۔ اس نے بھاری اکثریت سے پنچایت کی ممبری کا الیکشن جیتا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے گاؤں کا سرپنچ بھی بن گیا۔ پچھلے چار مہینے سے وہ بہت خوش تھا۔ اس کی عزت اور اہمیت میں پہلے سے کہیں زیادہ اضافہ ہو گیا تھا۔ مگر آج پہلی بار اسے اپنے سرپنچ ہونے کا دکھ ہو رہا تھا۔ کیونکہ سرپنچ ہونے کے باعث ہی اسے سارے دن ذلت کا زہر پینا پڑا تھا۔ اس وقت وہ سب کچھ سہہ گیا تھا، مگر اب وہ حیران تھا کہ اس نے بھری پنچایت میں اتنی لعن طعن کیسے برداشت کر لی۔

معاملہ اپنی جگہ بہت سنگین تھا۔ گاؤں کے شمالی حصے میں بسی ہوئی ہریجن بستی میں نامعلوم بدمعاشوں نے آگ لگا دی تھی۔ لگ بھگ بیس جھونپڑیاں جل گئی تھیں۔ جانی نقصان تو نہیں ہوا تھا۔ مگر بیس غریب خاندان برباد ہو کر رہ گئے تھے۔ آگ کی اس واردات کے لئے وہ کسی طرح خود ذمہ دار نہ تھا۔ لیکن سرپنچ ہونے کے ناطے گاؤں کی حفاظت کرنا اس کا فرض تھا اور اس فرض کو شاید وہ ادا نہیں کر سکا تھا۔ مگر ایک اسی کو لعنت ملامت کا نشانہ کیوں بنایا گیا تھا؟ یہی سوچ سوچ کر اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔

صبح کو اسی واردات پر سوچ بچار کرنے کے لئے پنچایت کی ہنگامی میٹنگ بلائی گئی تھی۔ شروع میں کارروائی رسمی ڈھنگ سے جاری رہی تھی۔ برباد ہونے والے خاندانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا تھا۔ ان کے مدد کرنے کے طریقے طے کرنے کی تجویز رکھی گئی تھی۔ گاؤں میں جرائم کے

یہ کہانی بغیر عنوان کے شائع کی جا رہی ہے۔ آپ اس کہانی کا کیا عنوان مناسب سمجھتے ہیں؟ اپنی پسند کا ایک عنوان یا زیادہ سے زیادہ پانچ عنوان پوسٹ کارڈ پر لکھ کر "بلا عنوان" ماہنامہ شمع، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲ کو بھیج دیجئے۔ ۱۴۔ اپریل ۱۹۹۰ تک ملنے والے تمام عنوانات میں سے سب سے اچھے عنوان پر ایک سو روپے اور دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے عنوانات پر چالیس چالیس روپے کی کتابیں انعام میں دی جائیں گی۔ مدیرانِ شمع کا ہر فیصلہ قطعی آخری اور قابلِ قبول ہوگا۔ اپنا نام پتہ لکھنا نہ بھولئے۔

www.taemeernews.com

زور پکڑنے پر تشویش کا اظہار کیا گیا تھا۔ پھر یکایک پنچایت کا واحد ہریجن ممبر جوالا مکھی کی طرح پھٹ پڑا تھا اور اس کے غصے کا لاوا سرپنچ کو اپنی لپیٹ میں لینے لگا تھا۔

چوپال میں جیسے سارا گاؤں اُمڈ آیا تھا۔

اور ہریجن ممبر گرجتے ہوئے کہہ رہا تھا: "آدھی ہریجن بستی جل گئی۔ بیسیوں کنبے اپنا سب کچھ کھو بیٹھے وہ تو جان کی چوکسی کام آگئی۔ نہیں تو جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے۔ پھر بھی تیس آدمی زخمی ہوگئے میں پوچھتا ہوں کہ کیا ہم غریبوں کی حفاظت کی ذمہ داری کسی پر بھی نہیں؟ کیا ہم پھوس کا ڈھیر ہیں کہ جو چاہے اس ڈھیر کو آگ لگا دے؟ ابھی ابھی ایک پنچ نے کہا ہے کہ پولیس کو خبر بھیج دی گئی ہے۔ مگر کیا پولیس کو خبر بھیج دینا کافی ہے پولیس یہاں آکر کیا کرے گی؟ یہی نا کہ دس پانچ بے گناہوں کو پکڑ کر لے جائے گی تاکہ ان سے روپیہ اینٹھ سکے۔ بدمعاش اپنا کوئی سراغ تو چھوڑ نہیں گئے ہیں کہ پکڑے جا سکیں ـــ پولیس چوکی یہاں سے دس پندرہ میل دُور ہے، وہ ہماری حفاظت کیسے کر سکتی ہے۔ سرکار ہر گاؤں میں پولیس چوکی نہیں بنا سکتی۔ البتہ ہر آدمی کے ساتھ ایک باڈی گارڈ لگا سکتی ہے۔ ہم سب کو مل کر اپنی حفاظت خود کرنا ہوگی۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ ہمارے سرپنچ کی ذمہ داری ہے۔"

ہریجن ممبر کی گرجتی ہوئی آواز اور اونچی ہوگئی۔ وہ ڈرامائی انداز میں سرپنچ کی طرف مڑا اور چلّایا۔ "تم ہی سوچو سرپنچ، یہ جرائم کیوں بڑھ رہے ہیں۔ پچھلی پنچایت پانچ سال رہی، مگر ان دنوں اِکّا دُکّا وارداتیں ہی ہوئیں۔ جانتے ہو سرپنچ۔ جتنی بربادی اور لُوٹ مار تمہارے سرپنچ بننے کے چار پانچ مہینوں میں ہوئی ہے۔ اتنی پچھلی پانچ برس میں نہیں ہوئی تھی۔ پہلے ایک امیر لڑکی کا اغوا ہوا۔ پھر چوری ڈکیتی، عصمت دری، لُوٹ مار اور قتل کی کتنی ہی وارداتیں ہوئیں۔ اور اب یہ آگ جس میں تیس آدمی جل کر زخمی ہوگئے۔ کیا کر رہے ہو تم اور تمہاری پنچایت؟ کیا لوگوں کی جان مال اور عزت آبرو کی حفاظت کرنا تمہارا فرض نہیں؟ بولو؟ کچھ تو کہو!"

سرپنچ اس تابڑ توڑ حملے سے سٹپٹا گیا۔ جب اس نے کچھ کہنا چاہا تو اس کی زبان ہکلانے لگی۔ بڑی مشکل سے اس کے منہ سے نکلا ـــ "م ـــ مگر میں کیا کر سکتا ہوں؟ یہ تو پولیس کا کام ہے۔"

ہریجن ممبر اور بھی بپھر کر بولا: "اور تمہارا کیا کام ہے؟ کس لئے سرپنچ بنے ہو تم؟ مفت کی چودھراہٹ کے لئے؟ مال کھانے کے لیے؟ اپنے فرض کو پہچانو۔ اگر سرپنچی تمہارے بس کی بات نہیں تو کسی اور کے لئے خالی کر دو۔ تمہارے دور میں مجرموں کے حوصلے بڑھے ہیں۔ کہیں ان کے ساتھ تم نے سانٹھ گانٹھ تو نہیں کر رکھی ہے...؟"

ہریجن ممبر اس طرح ذلت کے تیر برساتا رہا اور سرپنچ کی رُوح تک ان تیروں سے چھلنی ہوتی رہی۔ وہ سکتے کی سی کیفیت میں بیٹھا رہا اور جب میٹنگ ختم ہوئی تو سر جھکائے تھکے تھکے بوجھل قدموں سے اپنے گھر کی طرف بڑھ گیا۔

باہر مکمل سناٹا تھا۔ گاؤں کے کُتے بھی سردی سے پریشان ہو کر کہیں جا دُبکے تھے۔ سرپنچ نے سرہانے رکھی ٹارچ روشن کی۔ اور گھڑی پر نظر ڈالی۔ دو بج چکے تھے۔ سرپنچ کے پپوٹوں پر نیند کا ہلکا سا اثر ہونے لگا تھا۔ اس سال موسم کے جانے کیا ارادے تھے لحاف میں بھی سرپنچ کو سردی کا احساس ہوتا تھا۔ وہ دیر تک اپنے گاؤں میں بڑھتے ہوئے جرائم کے بارے میں سوچتا رہا۔ اس نے دل میں طے کر لیا کہ اگر وہ ان روز بروز بڑھتے ہوئے جرائم کی روک تھام میں ناکام رہا تو سرپنچ کے عہدے سے استعفیٰ دے دے گا۔ اسی اُدھیڑ بُن میں جانے کب اُسے نیند آگئی۔

صبح کو وہ اٹھا تو کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ ناشتے کے بعد اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو اپنے کمرے میں بلایا اور انہیں ہدایت کی کہ شام تک وہ آٹھ مضبوط اور قابل اعتماد نوجوان لڑکوں کو اپنے ساتھ شامل کریں، تاکہ عمل کا نقشہ بنایا جا سکے۔ وہ دن بھر بھاگ دوڑ میں مصروف رہا۔ شام کو اس نے خفیہ طور پر لڑکوں کے ساتھ میٹنگ کی اور ان کو بندوقیں دے کر خاموشی کے ساتھ گاؤں کے چاروں طرف چھپ کر پہرہ دینے کی ہدایت کی۔ گاؤں کے شمال میں ہریجن بستی کے سامنے والے گنے کے کھیت میں چار نوجوانوں کو چھپ کر بیٹھنے کے لیے کہا کیونکہ اُسے شک تھا کہ دشمن ہریجن بستیوں کی باقی بچی ہوئی جھونپڑیوں کو آگ لگانے کے لئے اس طرف ضرور آئے گا۔

رات ہوئی۔ لڑکے پروگرام کے مطابق

بلا عنوان

اپریل کے شمع میں نصر ملک کی ایک "بلا عنوان" کہانی شائع ہوئی تھی۔ جس کا عنوان پروانوں کو تجویز کرنا تھا۔ احمد اور راحیل روزگار کے سلسلے میں گیارہ برس سے ڈنمارک میں رہ رہے تھے۔ دونوں میں گہری دوستی تھی۔ احمد ایک سال پہلے وطن میں صغریٰ سے شادی کر کے اسے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ ایک روز احمد نے راحیل کو بتایا "صغریٰ بے وفا ہے۔ وہ عظمت سے پیار کرتی تھی اور عظمت اب ڈنمارک آگیا ہے۔ جب سے دونوں کو ایک دوسرے کے بازوؤں میں سمٹے ہوئے دیکھ لیا تو عظمت بھاگ گیا۔ میں نے صغریٰ کو مارا پیٹا تو وہ بھی جدائی وار کرنے پر آمادہ ہی تھی۔ پولیس نے مجھے خبردار کیا ہے کہ صغریٰ سے دوری ہی رہوں۔ میں عظمت اور صغریٰ دونوں کو مزہ چکھا کر رہوں گا۔" راحیل نے عظمت کو دلاسا دیا اور پھر اپنے ایک عزیز رستم کے یہاں چلا گیا، جو شادی کرنے کے لئے وطن جانے والا تھا۔ اگلی صبح رستم کو رخصت کرنے کے بعد واپس آ کر راحیل نے اخبار میں خبر پڑھی کہ احمد نے عظمت کا خون اور اپنی بیوی کو بُری طرح زخمی کر دیا ہے۔ راحیل سکتے کے عالم میں رہ گیا: "خدایا! رستم کی شادی نہ ہونے دینا!" کچھ عنوانات جو بہت سے پروانوں نے بھیجے ایسا بھی، "پھسلن" "خواہر سانپ" "مسئلہ اور حل" "بدلے کی آگ" "بدلے کا لاوا" "جوالا مکھی" "کلنک" "بہکے قدم" مگر مصنف نے اس کہانی کا عنوان "وفا" تجویز کیا تھا۔ یہ عنوان ۴۴ پروانوں نے بھیجا ہے۔

سب عنوانات غور سے پڑھنے کے بعد جیوری نے [illegible] (کان پور) کے بھیجے ہوئے عنوان "انجیر و مجبوری" کو پہلے انعام کا حق دار قرار دیا۔ انہیں سو روپے کی کتابیں انعام میں دی جا رہی ہیں۔ محمد خالد [illegible] کے بھیجے ہوئے عنوان "قتل کا ذمہ دار کون" کو دوسرے انعام کا اور رسیم اختر (بھوپال) کے بھیجے ہوئے عنوان "زخم زخم زندگی" کو تیسرے انعام کا مستحق ٹھہرایا گیا۔ ان کو چالیس چالیس روپے کی کتابیں ارسال کی جا رہی ہیں۔

جیوری کو پسند آنے والے کچھ اور عنوانات یہ ہیں: "بھول کا زہر" (عبد الفتاح، علی گڑھ)، "محبتوں کی پارٹنرشپ" (ریحانہ، رامپور)، "ایک جنازہ" ([illegible])، "دوسرا آدمی" (محمد عارف علوی، فرخ آباد)، "انشا چند" ([illegible]) ●

www.taemeernews.com

● امیتابھ بچن:
فلم "خداگواہ"
میں

اپنی اپنی کمین گاہوں میں جا چھپے۔ سرپنچ خود کمبل اوڑھے گھوم پھر کر دو دو گھنٹے کے وقفے سے حالات کا جائزہ لیتا رہا۔ اس رات کوئی خاص واقعہ پیش نہ آیا۔ دوسرے دن لڑکے دن بھر سوتے رہے۔ اور رات ہوتے ہی تازہ دم لڑکوں نے اپنی اپنی نشستیں سنبھال لیں۔

رات کے دو بجے سرپنچ کمبل اوڑھے بیڑی کا کش لگاتا ہوا ہریجن بستی کی طرف جا نکلا۔ گنے کے کھیت سے باہر ہی اُس نے اندر چھپے ہوئے لڑکوں سے پوچھا۔ "کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟"

"ہمیں کچھ نہیں چاہئے، سرپنچ جی۔" اندر سے آواز آئی۔ "سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ آپ جا کر سو جائیں۔ ہم چوکس ہیں۔"

سرپنچ ابھی مڑا ہی تھا کہ دور سے اُسے چاندنی کی روشنی میں چار سائے بستی کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ وہ بیڑی پھینک کر برگد کے پیڑ کے پیچھے ہو لیا اور آنے والوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ وہ کچھ قریب آئے تو اس نے دیکھا کہ وہ آنے والے چار تھے۔ دو آگے دو پیچھے۔ پیچھے آنے والوں کے کندھوں پر کچھ سامان تھا۔ سرپنچ چپکے سے کھیت میں گھس گیا۔ لڑکے آنے والوں کی طرف بندوقوں کی نال کئے اپنی جگہ تیار تھے۔ سرپنچ نے سرگوشی کی۔ "خبردار! میرے اشارے کے بغیر کوئی گولی نہیں چلائے گا!"

آنے والوں کو اب صاف دیکھا جا سکتا تھا۔ آگے چلنے والوں کے ہاتھوں میں بندوقیں تھیں۔ اور پیچھے آنے والوں کے کندھوں پر کنستر رکھے ہوئے تھے وہ چاروں جھونپڑیوں کے پاس آکر رک گئے۔ تھوڑی دیر کھسر پھسر کرنے کے بعد کنستر اٹھانے والوں نے آگے بڑھ کر شاید مٹی کا تیل چھڑکنا شروع کر دیا۔ دوسرے بندوق تانے اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ سرپنچ نے لڑکوں کو ہوائی فائر کرنے کے لئے کہا۔ سوئے ہوئے ماحول میں اچانک طوفان برپا ہو گیا۔ تڑاتڑ گولیاں چلنے لگیں۔ تیل چھڑکنے والوں نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے جھونپڑیوں کو آگ لگا دی اور خود بھاگ کھڑے ہوئے۔ سوکھے گھاس پھوس نے جو آگ پکڑی تو بستی دیکھتے ہی دیکھتے الاؤ کی طرح جل اُٹھی۔ گولیوں کی آواز سن کر باقی لڑکے بھی اُسی طرف بھاگ آئے۔ دونوں بدمعاشوں سے بندوقیں چھین لی گئیں اور دستوں سے اُن کی مرمت ہونے لگی۔ وہ زیادہ مار برداشت نہ کر سکے اور تھوڑی دیر میں ڈھیر ہو گئے۔

اتنے میں سارا گاؤں اکٹھا ہو چکا تھا۔ جلد ہی آگ پر قابو پا لیا گیا۔ زخمیوں کو فوری طبی امداد دی جانے لگی۔ ان ضروری کاموں سے فارغ ہو کر سرپنچ بے ہوش پڑے ہوئے اُن آدمیوں کی طرف بڑھا جو آگ لگانے آئے تھے۔ اُس نے پاؤں کی ٹھوکر سے دونوں کو چیت کر دیا۔

اسی لمحہ کسی نے ٹارچ کی روشنی ان کے چہروں پر ڈالی۔ بدمعاشوں کے چہرے دیکھ کر سارے گاؤں والے حیران رہ گئے۔ کچی زمین پر سب کے سامنے سابقہ سرپنچ اور اس کا بیٹا پڑے ہوئے تھے۔

●●

www.taemeernews.com

دیوتا

پرویز حفیظ

"دنیا کا کوئی بھی مرد صرف ایک عورت کا ہو کر نہیں رہ سکتا۔"

مسز بھنڈاری کے اس بظاہر معمولی سے جملے سے پیدا ہونے والی ذہنی اذیت اور روحانی کرب کا آج تین ہفتے بعد خاتمہ ہو جانے پر میں کس قدر خوش ہوں۔ میرے سینے سے ایک بھاری بوجھ ہٹ گیا ہے اور میں خود کو بالکل ہلکی پھلکی محسوس کر رہی ہوں۔ آج سے ٹھیک تین ہفتے پہلے مسٹر شکیل قریشی اور بیگم ریحانہ قریشی کی دسویں سال گرہ کی پارٹی میں مہمان قریشی فیملی کی روایتی مہمان نوازی کا لطف اٹھا رہے تھے۔ مشروبات کے دور کے بعد طرح طرح کے لذیذ کھانوں نے مہمانوں کا دل جیت لیا تھا۔ کھانے کے بعد میں نے اپنی پڈنگ کا پیالہ اٹھایا اور باہر لان میں جمع اپنے بلاک کی عورتوں کی ٹولی میں شامل ہو گئی۔ ہمیشہ کی مانند مسز کویتا بھنڈاری سب سے زیادہ چہک رہی تھیں۔ میرے پہنچتے ہی انہوں نہایت فلسفیانہ انداز میں اعلان کیا: "دنیا کا کوئی بھی مرد صرف ایک عورت کا ہو کر نہیں رہ سکتا۔"

ان کے ارد گرد کھڑی ہوئی عورتوں نے تائید میں سر ہلائے۔ مجھ سے رہا نہ گیا۔

"مسز بھنڈاری، آپ اس طرح کلیہ نہیں بنا سکتیں۔"

"وندنا، تم ابھی کم سن ہو۔ زندگی اور مردوں کے بارے میں تمہارے تجربات اور مشاہدات محدود ہیں۔" مسز بھنڈاری کے بزرگانہ انداز سے میں اور چڑ گئی۔

"دنیا کے تمام مردوں کا ظاہر ہے مجھے کوئی فرسٹ ہینڈ تجربہ نہیں ہے" میں نے ٹھیر ٹھیر کر کہا اور تمام عورتیں ہنس پڑیں۔ "لیکن میرے ہزبینڈ مسٹر کھنہ میرے سوا کسی اور عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ بات میں چیلنج سے کہہ سکتی ہوں۔"

عورتوں میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں ایک عورت نے میری تائید میں کہا "اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ وندنا کے پتی ستیش کھنہ پوری طرح وندنا کے وفادار ہیں۔"

"مسز بھنڈاری طنزیہ لہجے میں بولیں۔

"صرف اس وقت تک جب تک وندنا ان کے ساتھ ہے۔"

"آپ کیوں بات بڑھا رہی ہیں میرے ستیش ایسے ہو ہی نہیں سکتے۔" غیر ارادی طور پر میری آواز اتنی اونچی ہو گئی تھی کہ مسز بھنڈاری سہم سی گئیں۔

"اِٹ از او کے وندنا۔ برا کیوں مانتی ہو؟ ہم لوگ خاص طور سے مسٹر کھنہ کے متعلق کچھ نہیں کہہ رہے تھے، مردوں کے بارے میں عام بات چیت کر رہے تھے۔ تم خود ہی اپنے شوہر کو بیچ میں گھسیٹ لائیں۔"

اگلے دن مسز بھنڈاری نے مجھے فون کیا اور رات کی بدمزگی کے لئے معذرت چاہنے کے بعد کہنے لگیں: "وندنا، میں چاہتی ہوں کہ تم اپنے سپنوں کے خول سے باہر نکل کر حقیقت کی دنیا میں جینا سیکھو۔ میرا ذاتی مشاہدہ اور تجربہ یہی بتاتا ہے کہ عورت تو زندگی بھر ایک مرد کی ہو کر رہ سکتی ہے، لیکن ایک مرد ساری عمر ایک عورت کا ہو کر نہیں رہ سکتا۔"

میرے کان کھڑے ہو گئے۔ میں نے سنجیدہ لہجے میں کہا "آپ یہ بات اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں؟ حالانکہ ہماری پیار کی شادی نہیں ہے، لیکن مسٹر کھنہ مجھے ٹوٹ کر چاہتے ہیں۔ اپنی چار سالہ ازدواجی زندگی میں میں نے اپنے شوہر کی کوئی قابلِ اعتراض حرکت نہیں نوٹ کی ہے۔"

"ایک کام کرو وندنا، تم کچھ دن کے لئے باہر چلی جاؤ اور کھنہ صاحب کو اکیلا چھوڑ دو۔ میں وثوق کے ساتھ کہتی ہوں کہ وہ تمہاری غیر موجودگی میں ضرور کسی دوسری عورت کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ میں مانتی ہوں کہ وہ تم سے بے حد پیار کرتے ہیں اور میں یہ بھی مانتی ہوں کہ تم جب دوبارہ واپس آجاؤ گی تو وہ پھر پہلے کی طرح تمہارے اور صرف تمہارے ہو کر رہیں گے۔ میں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ مرد کی جنسی جبلت ہی کچھ ایسی ہے کہ وہ کسی عورت سے پیار کئے بغیر بھی اس کے ساتھ جسمانی تعلق قائم کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس عورت صرف اس مرد کو اپنا جسم سونپتی ہے جسے وہ دل و جان سے چاہتی ہے۔ مردوں کے لئے ایک رات کے تعلقات میں کافی کشش ہوتی ہے۔ موقع ملتے ہی ہر مرد وقتی لطف کے لئے کسی دوسری عورت کی طرف کھنچ جاتا ہے۔

مسز بھنڈاری کی بات کچھ کچھ میرے پلے پڑنے لگی تھی لیکن مجھے یقین تھا کہ میرے ستیش ایسا نہیں کر سکتے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ انہیں میری آغوش کے بغیر نیند نہیں آتی، لیکن وہ اتنے کمزور ہرگز نہیں ہیں کہ میری جدائی کے چند روز بھی اکیلے نہ کاٹ سکیں۔

میرے دل و دماغ میں ایک کشمکش جاری تھی۔ آخر فتح دماغ کی ہوئی جس نے

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

مجھے سمجھایا کہ دل کی باتیں بند باتیں ہوتی ہیں، اس لئے ایک بار ستیش کو آزما لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس شام کو ستیش کے آفس سے لوٹنے کے بعد میں نے جب انہیں بتایا کہ میں چند روز کے لئے بھیا اور بھابی کے پاس جانا چاہتی ہوں تو انہیں کافی تعجب ہوا۔

"یہ اچانک بھیا کے یہاں جانے کا پروگرام کیسے بن گیا؟"

"ستیش، جب سے بھیا کی شادی ہوئی ہے، میں بھابی کے ساتھ کم کم ہی رہ سکی ہوں۔ بھیا اور بھابی کا کافی اصرار ہے کہ میں کم از کم پندرہ دن کے لئے دھن باد جاکر ان کے ساتھ رہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ دو تین دن بعد کسی دن صبح کی گاڑی سے جاکر شام کی ٹرین سے لوٹ آؤ۔"

"کیوں جی، کیا چند راتیں بھی میرے بغیر نہیں گزار سکتے؟" میں نے ذرا شوخی سے پوچھا۔

"یہ بات نہیں ہے وندنا۔ شادی کے بعد میں تم پر اس قدر انحصار کرنے لگا ہوں کہ تمہارے بغیر خود کو اپاہج سا محسوس کرتا ہوں۔"

"ڈارلنگ، یہی تو مقصد ہے میرا کہ تمہیں اپنے آپ پر بھروسا کرنے کے لئے تیار کرسکوں، اپنے پاؤں پر کھڑا ہوتا دیکھ سکوں، تاکہ اگر کبھی میں نہ رہوں . . . ."

حالانکہ میرا لہجہ ہلکا پھلکا تھا، لیکن ستیش انتہائی سنجیدہ ہوگئے۔ "وندنا کبھی بھی زبان سے ایسی منحوس بات نہ نکالنا۔ تمہارے بغیر میں زندگی کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔"

"تم تو غلط سمجھ بیٹھے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ بزنس کے سلسلہ میں تمہیں اکثر فارن ٹور پر جانا پڑتا ہے۔ ہر بار تو میں ساتھ نہیں جاسکوں گی، ویسے بھی تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔ چند روز کی تو بات ہے۔ پھر گھر میں نوکر چاکر ہیں۔ رما ماسی ہیں۔ تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

"ٹھیک ہے، وندنا۔ کب جانا چاہو گی؟" ستیش نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

اگلے دن ستیش کے دفتر جانے کے بعد میں نے دیاشنکر انکل کو فون کرکے کہا کہ چند منٹ کے لئے آکر مجھ سے مل لیں۔

دیاشنکر انکل میرے سورگ باسی پتا جی کے سب سے قریبی دوست تھے۔ وہ عرصے سے ستیش کے ڈیڈی کی کمپنی میں ملازم تھے۔ اپنے ڈیڈی کی موت کے بعد جب ستیش نے اپنے بزنس کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی تو دیاشنکر انکل نے ہی ستیش کی رہنمائی کی اور اپنی اولاد کے مانند ستیش کو بزنس کے اتار چڑھاؤ سمجھائے۔ اپنی ذہانت اور قابلیت اور دیاشنکر انکل کے تعاون کی بدولت بہت جلد ستیش نے کاروبار کو کافی وسعت دی اور اب تو وہ ایک ممتاز ایکسپورٹر بن چکے تھے۔ ستیش سے میری شادی بھی دیاشنکر انکل نے ہی کروائی تھی۔ وہ مجھے اپنی بیٹی کی طرح چاہتے تھے۔

کچھ دیر بعد دیاشنکر انکل آگئے اور آتے ہی پوچھنے لگے: "ایسی کیا بات تھی بیٹی جو تم فون پر نہیں بتا سکتی تھیں؟"

میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں بات کیسے شروع کروں۔

"انکل، آپ میرے پتا سمان ہیں۔ ہیں نا؟"

"ہاں بیٹی، بھگوان جانتا ہے میں تمہیں اپنی بیٹی کی طرح ہی عزیز رکھتا ہوں۔ تم بے جھجک مجھ سے اپنے دل کی بات کہہ سکتی ہو۔"

"انکل۔ میں پندرہ دن کے لئے کلکتہ سے باہر جارہی ہوں۔ آپ کو پندرہ دنوں تک ستیش کی نگرانی کرنا ہوگی۔ دفتر میں ان کی حرکات و سکنات، ٹیلی فون پر ان کی بات چیت، دفتر کے اندر اور دفتر کے باہر وہ کس سے ملتے ہیں غرض ہر پہلو سے ان پر کڑی نظر رکھنی ہوگی۔ ان کے بارے میں اگلے پندرہ دن کی مکمل رپورٹ مجھے چاہئے۔"

"وندنا!" انکل کے لہجے میں بے یقینی تھی۔ "میں یہ کام کرنے کو تیار ہوں، کیونکہ میں تمہیں بیٹی کی طرح عزیز رکھتا ہوں، تاہم لیکن میں تمہیں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ستیش بابو کا کردار بالکل بے داغ ہے۔"

"انکل، پلیز آپ مجھ سے کوئی سوال نہ کریں۔ بس یہ کام کردیں۔"

"ٹھیک ہے وندنا، تمہارا کام ہوجائے گا۔" یہ کہہ کر انکل جانے لگے تو میں نے کہا۔

"ایک بات اور انکل۔ مجھے امید ہے کہ ہماری یہ بات چیت ہمارے درمیان ہی رہے گی۔"

"ہمارے درمیان کوئی بات چیت ہوئی بھی ہے؟" انکل نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور میں مطمئن ہوگئی۔

اگلے دن میں نے ایک سوٹ کیس اپنی ضرورت کے کپڑے وغیرہ رکھے۔ پھر دونوں نوکروں کو بلا کر ضروری ہدایتیں دیں اور آخر میں رما ماسی کو اپنے کمرے میں بلایا۔

"ماسی، میں تم کو ایک بڑی ذمہ داری سونپ رہی ہوں۔"

"وندنا بیٹی، تم بالکل فکر نہ کرو۔ میں تمہاری غیر موجودگی میں تمہارے گھر کا پورا خیال رکھوں گی۔"

"مجھے پتہ ہے ماسی، لیکن میں کچھ اور کہنا چاہتی ہوں۔" میں نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا۔ "ماسی، میری غیر حاضری میں ستیش پر نگاہ رکھنی ہے۔ ان کا روز کا لگا بندھا معمول ہے۔ روز صبح کو مقررہ وقت پر دفتر جاتے ہیں اور شام کو سات بجے تک گھر واپس آجاتے ہیں۔ اگلے پندرہ دن تک آپ کو یہ نوٹ کرنا ہے کہ ستیش کس وقت گھر سے

www.taemeernews.com

جاتے ہیں، کب گھر لوٹتے ہیں، گھر میں ان سے کون ملنے آتا ہے یا گھر لوٹنے کے بعد وہ کس سے ملنے جاتے ہیں۔"

"تمہارا حکم سر آنکھوں پر،" ماسی نے اگرچہ مسکرا کر کہا، لیکن ان کے لہجے میں پوشیدہ یاسیت مجھ سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔ وہ سمجھ رہی تھیں کہ میں خواہ مخواہ ستیش پر شک کرنے لگی ہوں۔ رما ماسی میری سگی ماسی تو نہیں تھیں لیکن لڑکپن سے لے کر آج تک انہوں نے مجھے اپنی سگی ماسی سے بڑھ کر چاہا تھا۔ رما ماسی کی ماں گنگا میری ممی کے گھر میں کام کرتی تھیں۔ انہوں نے اپنی مفلسی کے باوجود بیٹی کو اسکول میں داخل کروایا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ وہ رما ماسی کو ساتویں درجے سے آگے نہ پڑھا سکیں، لیکن ان کے دل میں رما ماسی کے لئے بڑے بڑے ارمان تھے۔ اس لئے انہوں نے رما ماسی کی کم عمری میں ہی ایک غریب، لیکن پڑھے لکھے نوجوان سے شادی کروادی۔ شادی کے ابتدائی چند سال تو دونوں پتی پتنی نے ہنسی خوشی گذارے۔ اس دوران رما ماسی ایک بچے کی ماں بھی بن گئیں۔ لیکن قسمت کو ان کو یہ خوشی راس نہ آئی۔ رما ماسی کے پتی کو جوئے کی بڑی لت پڑ گئی۔ گھر کے حالات بگڑنے لگے تو رما ماسی کو اپنے گہنے اور برتن تک بیچنے پڑے۔ اس پر بھی ان کے پتی نہیں سدھرا۔ جب فاقہ کشی کی نوبت آ گئی تو ایک دن ان کے پتی نے حد ہی کردی۔ شراب کے نشے میں دھت رات کے بارہ بجے جب وہ گھر واپس آیا تو اپنے ساتھ ایک دوست کو بھی لایا اور رما ماسی کو یہ حکم دیا کہ وہ اس کے دوست کے ساتھ رات گذارے۔ کسی طرح رما ماسی روتے دھوتے اپنی ماں گنگا کے پاس واپس آ گئیں۔ دوسری صبح جب گنگا اپنے داماد کے گھر گئیں تو اس کمینے شخص نے نہ صرف یہ کہ بچے کو نانی سے ملنے تک نہ دیا، بلکہ بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے

○ سری دیوی فلم "پتھر کے انسان"

یہ بھی کہا کہ اگر رما ماسی کو اپنے پتی کے پاس رہنا ہے تو انہیں 'دھندہ' کرنا ہوگا۔ گنگا غریب ضرور تھی لیکن خوددار اور غیرت مند تھی۔ اس نے رو رو کر ساری داستان میری ممی کو سنائی۔ ممی نے جو نہایت نیک دل اور خدا ترس عورت تھیں انہوں نے رما ماسی کو اپنے پاس رکھ لیا۔ ان دنوں میں دو سال کی تھی۔ یہ ساری باتیں ممی نے مجھے بہت بعد میں بتائی تھیں۔ ہمارے گھر میں رہتے ہوئے رما ماسی نے اپنی سلیقے اور سگھڑپن سے سارے گھر کا دل جیت لیا۔ مجھ پر تو وہ اپنی جان نثار کرتی تھیں۔ شاید اس طرح ان کی پیاسی ممتا کو کچھ قرار مل جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ ماسی میری رازدار اور غم خوار دوست بن گئیں۔ اس لئے شادی کے بعد ستیش کے گھر میں تنہائی اور اجنبیت کا احساس جب زیادہ ستانے لگا تو میں نے ممی سے (جو ان دنوں زندہ تھیں) درخواست کی کہ وہ رما ماسی کو چند دن کے لئے میری سسرال بھیج دیں۔ یہ 'چند دن' بعد میں چند ہفتوں، چند مہینوں، اور اب چند برسوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ رما ماسی کے رہنے سے مجھے ماں اور ساس کی کمی کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے گھر کا سارا انتظام اپنے کاندھوں پر لے لیا، تاکہ میں اپنے شوہر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزار سکوں، کیوں کہ دفتر سے لوٹنے کے بعد ستیش مجھے چند منٹ کے لئے بھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔

دھن باد کی گاڑی میں بٹھاتے وقت ستیش کے چہرے پر اداسی کی لکیریں گہری ہو گئیں۔ میں نے فرطِ جذبات سے ان کا ہاتھ دبایا اور جلد لوٹنے کا وعدہ کر کے ان کے دل کو تسلی دی۔

بھیا، بھابی کے یہاں رہتے ہوئے پندرہ دن کیسے گذر گئے، مجھے پتہ ہی نہ چلا دن کو بھابی سے گپ شپ کرتی یا ویڈیو پر فلمیں دیکھتی۔ شام کو بھیا کے دفتر لوٹنے کے بعد ہم لوگ سیر کے لئے نکل جاتے۔ رات کا کھانا عموماً ہم لوگ باہر ہی کھاتے۔ میں یوں تو بظاہر سیر و تفریح میں کھوئی ہوئی تھی، لیکن میرا دل کلکتہ اور ستیش میں لگا ہوا تھا۔

پندرہ دن بعد میں کلکتہ روانہ ہو گئی۔ جب میں گھر پہنچی تو ستیش دفتر جا چکے تھے۔ میں نے مونہہ ہاتھ دھویا، چائے پی اور فون کر کے دیا شنکر انکل کو بلا لیا۔ انہوں نے میرے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی ایک نوٹ بک میرے حوالے کردی، جس میں پچھلے پندرہ دنوں کی مکمل رپورٹ تھی۔ انکل کے جانے کے بعد میں نے اس رپورٹ کا غور سے مطالعہ کیا اور بظاہر مجھے اس میں کوئی بات مشکوک نظر نہیں آئی۔ پھر میں نے رما ماسی سے پچھلے پندرہ دنوں کی مکمل روداد سنی تو ایک بات مجھے کھٹکی۔ دیا شنکر انکل کی تحریر کے مطابق ۱۲ تاریخ کو بھی ہر روز کی مانند ستیش ساڑھے چھ بجے دفتر سے نکل گئے تھے، لیکن رما ماسی کے بیان کے مطابق اس روز وہ تقریباً بارہ بجے رات کو گھر آئے تھے۔ یہ پانچ

www.taemeernews.com

گھنٹے کہاں گذارے۔ کہیں ایسا تو نہیں۔۔۔"

اندرانی بنرجی ہمارے پڑوسی ارون کمار بنرجی کی سب سے بڑی بیٹی ہے۔ اندرانی عموماً کالج جانے کے لئے ستیش کی گاڑی میں لفٹ لیتی تھی اور ستیش کے ساتھ ذرا زیادہ ہی چپک کے بیٹھنے کی کوشش کرتی تھی۔ میں نے ایک بار ستیش کو ٹوکا بھی تھا جس پر انہوں نے مجھے یہ کہہ کر خاموش کر دیا تھا کہ اندرانی ان کے دوست کی بیٹی ہے اور انہیں انکل کہتی ہے مجھے اس کے متعلق ایسا نہیں سوچنا چاہئے۔

تو کیا مسز پٹنائک کی بہن انجلی، جو ماڈلنگ کرتی ہے اور جس نے کھل کر ایک پارٹی میں میرے سامنے کہا تھا کہ ستیش اتنے وجیہہ اور ہینڈسم ہیں کہ اگر وہ ماڈلنگ کی دنیا میں آجائیں تو تمام مرد ماڈلوں کی چھٹی کر دیں۔

کہیں ستیش اسی کے ساتھ۔۔۔۔ کیا مسز بھنڈاری ٹھیک ہی کہہ رہی تھیں؟ کیا واقعی دنیا کے تمام مرد ایک جیسے ہی ہوتے ہیں؟ میرے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اس سے پہلے کہ میں رو پڑتی مجھے ایک خیال آیا۔ میں نے دیاشنکر انکل کو فون کیا۔

"انکل، آپ کو ٹھیک یاد ہے کہ ۱۲ تاریخ کو بھی ستیش ساڑھے چھ بجے ہی دفتر سے نکل گئے تھے؟"

"ہاں وندنا! کیوں؟"

"لیکن انکل اس دن وہ آدھی رات کے بعد گھر۔۔۔" میں جملہ مکمل نہ کر سکی۔

"ایک منٹ رکنا!" انکل شاید کچھ سوچنے لگے تھے۔ کچھ دیر بعد ان کی آواز آئی "وندنا! ۱۲ تاریخ کو بدھ کا دن تھا نا! یاد آیا" اس دن ہماری کمپنی نے جرمنی سے آئی ہوئی ایک بہت بڑی پارٹی کے اعزاز میں پارک ہوٹل میں کاک ٹیل اور ڈنر کا پروگرام رکھا تھا۔ پارٹی حالانکہ سات بجے کے بعد شروع ہونا تھی، لیکن ستیش اور میں وقت سے پہلے ہی ہوٹل پہنچ گئے تھے تاکہ انتظامات کا جائزہ لے سکیں۔ اور جرمن پارٹی کا استقبال کر سکیں۔ پارٹی کامیاب رہی۔ ہوٹل میں ہی ہمیں صنعتی دستانوں کے ایکسپورٹ کا بہت بڑا آرڈر بھی مل گیا۔ تقریباً ۱۱ بجے کے بعد ہم لوگ لوٹے۔ ستیش نے مجھے خود اپنی گاڑی میں ڈراپ کیا تھا۔ اس لئے اسے گھر پہنچتے پہنچتے بارہ ضرور بج گئے ہوں گے؟"

"تھینک گاڈ!" میں نے ایک طویل سانس لی۔ "اینڈ تھینک یو انکل!"

میرے سینے سے ایک بھاری بوجھ ہٹ گیا۔ میں نے مسز بھنڈاری کو فون کیا اور انہیں شام کی چائے پر بلا لیا۔

چائے کے دوران میں مسز بھنڈاری کو شروع سے آخر تک اپنے تیار کردہ پلان اور اس پر عمل درآمد کی مکمل روداد سنا دی۔

"تو مسز بھنڈاری، آپ کے کہنے پر میں نے اپنے پتی کا امتحان بھی لے لیا اور وہ اس امتحان میں بالکل کھرے اترے۔ اب آپ کیا کہتی ہیں؟" میں نے ذرا طنزیہ لہجے میں کہا۔

"وندنا تم جیت گئیں۔ میں مانتی ہوں کہ دنیا کے تمام مرد ہرجائی نہیں ہوتے" مسز بھنڈاری نے شکست خوردہ لہجے میں کہا

رات کو ستیش کے گھر لوٹنے پر مجھے ان پر بے اختیار پیار آ گیا۔ میرا ضمیر مجھے اس قدر ملامت کرنے لگا کہ میری آنکھیں شرمندگی سے بھیگ گئیں۔ ستیش نے بے خود ہو کر مجھے سینے سے لگا لیا۔ مجھے ان کے چوڑے سینے سے لگ کر ہمیشہ کی طرح طمانیت اور تحفظ کا احساس ہوا۔ اگرچہ ستیش مجھ سے بارہ سال بڑے ہیں، لیکن وہ میرے ساتھ دوستوں کی طرح برتاؤ کرتے ہیں۔

مجھے اس قدر غم زدہ دیکھ کر انہوں نے گدگداتے ہوئے چائے لانے کو کہا۔ میں چائے لانے کے لئے مڑی تو دیکھا کہ رما ماسی محبت بھری نظروں سے مجھے نہار رہی تھیں میں انہیں کھینچتی ہوئی کچن میں لے گئی بے اختیار ہو کر ان سے لپٹ پڑی اور گنگنانے لگی۔

"ماسی! میرا پتی تو بس دیوتا ہے!"

مجھے اس قدر خوش دیکھ کر ماسی بھی مسکرا پڑیں۔ اس کے بعد مجھے ایسا لگا جیسے ساری کائنات میری خوشی میں شامل ہو گئی ہو

کہانی بظاہر یہاں ختم ہو گئی، لیکن کہانی یہاں ختم نہیں ہوتی۔

یہ جاننے کے باوجود کہ کسی کا خط یا ڈائری پڑھنا اخلاقی جرم ہے، میں وندنا کی ڈائری کے اوراق پڑھے بغیر نہ رہ سکی۔ کس قدر خوش اور مطمئن ہو گئی ہے وندنا! اور کیوں نہ ہو؟ اس کے خیال میں اس کا شوہر اس کے امتحان میں پورا اترا تھا بھولی وندنا کیا جانے کہ فائیو اسٹار ہوٹلوں میں عمدہ کھانا کھانے والے شخص کو بھی جب بھوک بے حد ستاتی ہے تو وہ سڑک کے کنارے گندے تیل میں تلے ہوئے پکوڑے بھی ندیدوں کی طرح کھا سکتا ہے۔

وندنا کے دھن باد جانے کے ہفتہ بھر بعد جب ایک رات حسب معمول رما ماسی ستیش کے کمرے میں ٹھنڈے پانی کا فلاسک رکھنے گئیں (ستیش کو رات میں نیند سے جاگ کے پانی پینے کی عادت ہے) تو ستیش کی باہوں نے ان کا راستہ روک لیا اور اس کی سلگتی آنکھوں اور جلتے ہوئے ہونٹوں نے رما ماسی کو یہ بتا دیا کہ اس کی پیاس صرف پانی سے بجھنے والی نہیں۔ ستیش کے جسم کی حدت میں رما ماسی کی تمام منت سماجت جل کر خاک ہو گئی اور چند منٹ کی مزاحمت کے بعد رما ماسی بھی ستیش کے جذبات کے چڑھتے سمندر میں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں۔

مجھے یہ راز کی باتیں کیسے معلوم ہیں؟ سیدھی سی بات ہے۔ بھلا رما ماسی سے وندنا کے گھر کی کوئی بات چھپی رہ سکتی ہے! ●

www.taemeernews.com

آسان حج

قیمت :- /Rs, 20

(علاوہ محصول ڈاک)

غیر ملکی حضرات منگانے کے لئے /Rs. 60 کا بنیک ڈرافٹ بھیجیں

حج کے موضوع پر لاتعداد کتابیں ہیں۔ لیکن کوئی کتاب ایسی نہیں ہے کہ جس میں دعاؤں کی ترتیب مناسکِ حج کی ادائیگی کے مطابق ہو۔ ہر حاجی کے دل میں یہ جذبہ ہوتا ہے کہ وہ حج کے مناسک کی ادائیگی صحیح اور مکمل طور پر ادا کرے۔

آسان حج میں ہر ہر مقام کی دعائیں مع اردو ترجمہ دی گئی ہیں تاکہ اگر کوئی شخص بدرجۂ مجبوری عربی میں دعا کی ادائیگی نہ کر سکے تو کم از کم اردو ہی میں وہ دعا مانگ لے۔

ترتیب اس انداز سے ہے کہ اگر آپ حج پر جانے سے پہلے بغور اس کا مطالعہ کر لیں تو معلم کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ ضرورت ہے کہ ہر حاجی حج پر جانے سے پہلے پورے غور سے حج کے مناسک جانے، کیوں کہ اس موقع پر ہر معلم کے ہمراہ سینکڑوں حاجی ہوتے ہیں اور وہ دعائیں پڑھتا جاتا ہے۔ اب اگر آپ پہلے سے مناسکِ حج جانتے ہوں گے تو آپ یہ مناسک صحیح طور پر ادا کر سکیں گے۔

آسان حج میں مقامات کی تفصیل اور وہاں کی دعائیں، حج میں کیا کیا ضروریات درپیش ہوں گی ان کی تفصیل، اہم مقامات کی زیارتیں اور وہاں کی دعائیں۔ مسجد نبویؐ اور روضۂ اقدس پر حاضری کے آداب اور دعائیں، دَم، (غلطی ہونے کا کفارہ) کی تفصیل اور ہر مقام کی تاریخی اہمیت درج ہیں۔

مکتبہ دینیات

آصف علی روڈ - نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

کیا کبھی آپ نے سوچا ہے

آپ کا نام کیا ہے؟
آپ کے بچے کا نام کیا ہوگا؟

ہر ماں باپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایک حسین اور شیریں نام دیں۔ لیکن ناموں کے معنی اُن کی تواریخ، ان کے اثرات سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ انسان کی زندگی پر اُس کے نام اور نام کے اعداد کا اثر ہوتا ہے۔ بامعنی اور پُرکشش نام بچے کی عادت، ذہن، اعمال، کردار اور خیالات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

مختار صاحب نے بڑی کاوش و تحقیق کے ساتھ ہزاروں اسلامی ناموں کے معنی اور ان کی مختلف شکلوں کو یکجا کیا ہے ناموں کے صحیح مطلب جاننے کے لیے اور بچوں کے صحیح اسلامی نام رکھنے کے لئے "اسلامی نام" جیسی مفید کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی۔

قیمت فی کاپی — پچیس روپے ۲۵ (ڈاک خرچ علیحدہ)

آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر گھر بیٹھے وی پی ڈاک سے منگوا لیجئے، یا اپنے اخبار فروش سے طلب کیجئے!

شمع بک ڈپو، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۲

غیر ملکی حضرات "اسلامی نام" منگانے کے لئے /Rs 65 کا بنیک ڈرافٹ شمع میگزین کے نام بنوا کر بھیجیں۔

شمع بک ڈپو سے ہر قسم کی کتابیں منگانے کے لئے ہمیں لکھیں۔ ساتھ کتابیں منگانے پر محصول ڈاک میں کافی رعایت ہو جاتی ہے۔

غیر ملکی حضرات دونوں کتابیں ایک ساتھ منگانے پر ۱۱۵ روپے کا بنیک ڈرافٹ شمع میگزین کے نام بنوا کر بھیجیں

www.taemeernews.com

رمضان کے مبارک مہینے میں

اسلامی کتب

شمع کے ادارے سے منگائیے

سیرت طیبہ محمد رسول اللہ ﷺ	مولانا عبدالمقتدر	40/-
آسان حج		20/-
اسلامی روزے	مرتبہ خالد مصطفےٰ صدیقی	10/-
فضائل رمضان	مولانا زکریا	6/-
عکسی قرآن مجید نمبر ۳ حربی مجلد		35/-
عکسی قرآن مجید نمبر ۱۴ حافظی مجلد		30/-
عکسی قرآن مجید نمبر ۵	مترجم مولانا اشرف علی تھانوی	45/-
عکسی قرآن مجید نمبر ۱۲	" مولانا اشرف علی تھانوی	40/-
عکسی قرآن مجید نمبر ۲۲	" احمد رضا خاں بریلوی	60/-
عکسی قرآن مجید نمبر ۲۳	" احمد رضا خاں بریلوی	45/-
اسلامی نام	مختار	25/-
آئینہ عملیات	صوفی عزیز الرحمن مرحوم پانی پتی	40/-
آثار نبوت	محب ناظمی	4/-
اسلامی تاریخی کہانیاں	عبدالمومن الفاروقی	4/-
انسانیت کا پیغام	وحید الزماں قاسمی	4/-
اصلاح الرسوم	مولانا اشرف علی تھانوی	4/-
اسلامی آداب	وحید الزماں قاسمی	4/-
اسلام کا تبلیغی نظام	مولانا عبدالقیوم	2/-
اسلامی اخلاق	مصطفےٰ الحسن	3/-
اسلام اور فیملی پلاننگ	علامہ نذیر الرحمن فاروقی	7/-
درس قرآن	مولانا فرخ احمد	4/-
دعائے گنج العرش	مختار	3/-
روشنی کے مینار (حصہ اول)	ضیا تسنیم بلگرامی	20/-
روشنی کے مینار (حصہ دوم)	ضیا تسنیم بلگرامی	20/-
حیات المسلمین	مولانا اشرف علی تھانوی	5/-
جنت کا راستہ	مفتی حفیظ الدین	3/-
خدا کا انعام	وحید الزماں قاسمی	3/-
کتاب الطہارت	مفتی حفیظ الدین	1/50

معجزات النبی	مولانا احتشام الحسن	1/50
معارف السنہ	مولانا احتشام الحسن	10/-
مدنی زندگی اور غزوات اسلام	مولانا عبدالقیوم	2/50
رسول خدا کے اخلاق	مولانا عبدالقیوم	1/50
شہید اسلام	صادق حسین سردھنوی	8/-
سیرت فخر دو عالم	م عطاء اللہ خاں	8/-
تعبیرنامہ خواب (عربی)	علامہ محمد ابن سیرین (اردو ترجمہ)	
(اردو ترجمہ)	سید حبیب ہاشمی	20/-
تعبیر خواب	خالد مصطفےٰ صدیقی	20/-
اعمال قرآنی	مولانا اشرف علی تھانوی	12/-
مکتوبات نبوی	مولانا سید محبوب رضوی	30/-
رحمت عالم	سید سلیمان ندوی	10/-
قرآن حکیم مترجم انگریزی مع مکمل تفسیر بیان القرآن (مجلد چرمی)	مولانا اشرف علی تھانوی	180/-
تفسیر مکمل بیان القرآن (دو حصوں میں مجلد چرمی)	مولانا اشرف علی تھانوی	300/-
المنجد (عربی اردو لغت میں سب سے بڑی) مجلد چرمی		125/-
شہید اعظم	مولانا ابوالکلام آزاد	7/-
سیدہ کا لال	علامہ راشد الخیری	15/-
آمنہ کا لال	علامہ راشد الخیری	9/-
خمخانۂ تصوف (جدید تذکرہ اولیائے ہند و پاک)	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	40/-
اسلامی معاشرت کے آداب	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	25/-
تذکرۂ جلیل (سوانح مخدوم صابر کلیری)	ملک علی پیرزادہ	15/-
دلی کے بائیس خواجہ	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	25/-
تصوف کی باتیں	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	12/-
معین الہند	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	20/-

انوار اسم اعظم (مع تفصیل اسلام)	مولانا حکیم اختر مظفر نگری	3/-
اللہ والے سیریز ۱	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	3/-
اللہ والے سیریز ۲	ضیا تسنیم بلگرامی	4/-
اللہ والے سیریز ۳	ابوالمنصور سرہدی	4/-
اللہ والے سیریز ۴	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	4/-
اللہ والے سیریز ۵	ابوالمنصور سرہدی	4/-
اللہ والیاں	مرتبہ: خالد مصطفےٰ صدیقی	27/-
رہنمائے سفر حج	مرتبہ: خالد مصطفےٰ صدیقی	27/-
مسلمان فاتحین	مرتبہ: خالد مصطفےٰ صدیقی	20/-
ہماری نماز	مرتبہ: خالد مصطفےٰ صدیقی	15/-
ہمارے پیغمبر	مرتبہ: خالد مصطفےٰ صدیقی	20/-
ہمارے ولی	مرتبہ: خالد مصطفےٰ صدیقی	17/-
کربلا سے کربلا تک	تالیف: سید منظر قمر پرواز ردولوی	10/-
شاہنامۂ کربلا	سید منظر قمر پرواز ردولوی	15/-
انسانیت موت کے دروازے پر	مولانا ابوالکلام آزاد	10/-
کلمۂ طیبہ کی برکت اور درود شریف کی فضیلت	مرتبہ: خالد مصطفےٰ صدیقی	15/-
بیماریوں کا روحانی علاج	خالد مصطفےٰ صدیقی	14/-
خدا کے دوست	" خالد مصطفےٰ صدیقی	10/-
رہنمائے عملیات	" خالد مصطفےٰ صدیقی	20/-
آخرت نامہ	" خالد مصطفےٰ صدیقی	20/-
اسلام کے برگزیدہ مسلمان	" خالد مصطفےٰ صدیقی	25/-
پتھروں کے خواص اور اثرات	" احمد مصطفےٰ صدیقی	24/-
حکایات رومی	" احمد مصطفےٰ صدیقی	22/-
معجزات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	مرتبہ: خالد مصطفےٰ صدیقی	22/-
واقعات صوفیہ	مرتبہ: خالد مصطفےٰ صدیقی	22/-

آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر گھر بیٹھے وی پی ڈاک سے منگوالیجئے یا اپنے اخبار فروش سے طلب کیجئے!

مکتبہ دینیات، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲!!

ایجنٹ حضرات اپنے آرڈر جلد بھیجیں۔
غیر ملکی پروانے اپنے ملک کے لئے قیمت اور محصول ڈاک معلوم کرنے کے لئے تحریر فرمائیں پھر ڈرافٹ بھیجیں

آپ کو ہندوستان کے کسی بھی گوشے میں یا دنیا کے کسی بھی ملک میں اردو، انگریزی، ہندی، پنجابی کتابیں یا رسائل منگوانے ہوں تو شمع کے ادارے کو خدمت کا موقع دیجئے۔ غیر ممالک میں ہر شہر سے ایجنٹ بنائے جا رہے ہیں۔

www.taemeernews.com

نجمہ ایوب، علی گڈھ

س : انعام پانے پر کون خوش نہیں ہوتا؟

ج : جسے انعام بہر پے سے پسندی نہ آئے۔ پیرس کے ایک شخص شراب خانے کے مالک سے کہنے لگا "آپ جینیس ہیں۔ طرح طرح کی شرابوں کو ملا کر آپ نے ایسی کاک ٹیل پلائی ہے کہ مزہ آگیا۔ آپ کو تو کچھ انعام دینے کو جی چاہتا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک بیئر نکال کر شراب خانے کے مالک کو پیش کی۔ شراب خانے کا مالک کچھ تذبذب کے ساتھ بولا "کیا میں اسے رات کے کھانے کے لئے گھر لے جاؤں؟" شرابی نے جواب دیا "نہیں۔ رات کا کھانا میں اسے پہلے ہی کھلا چکا ہوں۔ آپ چاہیں تو اب اسے رات کا فلم شو دکھانے کے لیے لے جائیں۔"

امتیاز علی نصرت، پیدا پلی (کریم نگر)

س : جوانی کی سب سے بڑی دیوانگی کیا ہوتی ہے؟

ج : وہی جس کے دو انجام ممکن ہیں: کسی گل بدن کے آنچل کا سایہ یا اپنا چاک گریباں۔

شیخ ابراہیم، گلبرگہ

س : اکثر سیاسی لیڈر سیاہ چشمہ کیوں لگاتے ہیں؟

ج : شاید یہ جان لینے کے باعث کہ آنکھیں روح کا آئینہ ہوتی ہیں اور دل کا حال کھول سکتی ہیں۔

عبدالرحمٰن اعظم، راویر (جل گاؤں)

س : آدمی فرشتہ کب بن جاتا ہے؟

ج : مرنے پر۔ بیوی کی نظر میں بھی۔ ایک صاحب نے اپنے ایک دوست سے پوچھا "کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جس میں خوبیاں ہی

شمع

خوبیاں ہوں، برائی ایک بھی نہ ہو؟" دوست بولا "نہیں۔ بھلا ایسا شخص کون ہو سکتا ہے؟" ان صاحب نے جواب دیا "میری بیوی کا پہلا شوہر، جو مر چکا ہے۔"

شیخ محمود، حیدرآباد

س : آدمی چاندنی رات سے زیادہ اندھیری رات کو کب پسند کرتا ہے؟

ج : جب اس کا چاند پہلو میں ہو۔

سید ظہیر الدین تمنا، دھرور کیمپ (کلیبال)

س : صبر کا پھل کڑوا کب ہو جاتا ہے؟

ج : جب آپ صبر کرتے رہ جائیں اور پھل کوئی اور لے اڑے — مثلاً محبت میں۔

عبدالخلیل کشش، شکر نگر

س : مردوں کو سکون کی تلاش کہاں لے جاتی ہے؟

ج : ادھر ادھر — لیکن انجام کار قبر میں!

احمد شاہ خان، اورنگ آباد

س : محبت میں مجبوری انسان کو کہاں لے جاتی ہے؟

ج : خوابوں کی شہزادی کے گھر — برات کے ساتھ۔

معین الدین قسمتی، گرہڈیہہ

س : خوب صورت لڑکیاں کیسے نوجوانوں کو پسند کرتی ہیں؟

ج : ہم کیا بتائیں؟ مختلف لڑکیوں کی پسند الگ الگ ہو سکتی ہے۔ ایک لڑکی سے اس کی سہیلی نے کہا، "سنا ہے تمہارا بوائے فرینڈ فٹ بال کے میدان میں غضب کا کمال دکھاتا ہے۔" لڑکی چہک کر بولی "تم نے بالکل ٹھیک سنا ہے۔ ہم دونوں روزانہ رات کو وہیں ملتے ہیں۔"

ایم، کے رؤف الدین، حیدرآباد

س : کیا شکر کی بیماری میں مبتلا نوجوان کو کسی گل رخ کے شہد بھرے ہونٹوں کی مٹھاس سے پرہیز کرنا چاہئے؟

ج : نہیں — سنا ہے کہ اس بیماری میں شہد نقصان نہیں پہنچاتا۔

غفران احمد، سہسرام

س : دنیا میں بھوت پریت کا وجود ہے یا نہیں؟

ج : ہے تو سہی۔ لیکن وہ صرف پریوں سے لپٹنا چاہتے ہیں۔

شہاب، چیترا (ہزاری باغ)

س : دل بر کی ادائیں کب بری لگتی ہیں؟

ج : اس سے شادی ہونے کے کچھ دن بعد۔

سلطانہ اقبال، چھپرہ

س : کیا سانپ سے اچھی امید کی جا سکتی ہے؟

ج : جی ہاں۔ اگر وہ آستین کا سانپ نہ ہو۔

www.taemeernews.com

شجاع الدین خلجی، ابھا (سعودی عرب)

س : کیا محبت میں آدمی ہر خطرہ ہنسی خوشی مول لیتا ہے؟

ج : جی ہاں۔ یہاں تک کہ شادی کا خطرہ بھی۔

س : آدمی اکیلا کب رہنا چاہتا ہے؟

ج : عموماً اس وقت جب اس آرزو کو پورا کرنا ممکن نہیں رہتا، یعنی شادی ہو جانے پر۔

علی شمس الدین سانگلے، کیپ ٹاؤن (افریقہ)

س : آج کل لڑکیاں کیسا شوہر چاہتی ہیں۔ عقل مند یا بے وقوف؟

ج : جس میں دونوں باتیں ہوں، یعنی عقل مند اتنا ہو کر ڈھیر ساری دولت کمائے اور بے وقوف اتنا کہ ساری دولت ان کے قدموں میں ڈھیر کر دے۔

ایم الیف، عالم، موسیٰ بنی ماینس

س : آدمی پر اپنے عیب کب کھلتے ہیں؟

ج : جب دوسرے توجہ دلائیں اور انگلی اٹھائیں۔ اس سے پہلے عموماً اس کی نگاہ اپنے عیبوں پر جاتی ہی نہیں۔ ایک عورت نے اپنی ملازمہ کو اتنا ڈانٹا ڈپٹا کہ وہ اسی وقت اپنا سامان سمیٹ کر جانے کو تیار ہو گئی۔ چلتے چلتے اس نے عورت سے کہا، "شاید آپ نہیں جانتیں کہ آپ کے شوہر کی میرے بارے میں کیا رائے ہے۔ انہوں نے خود مجھے بتایا ہے کہ میں آپ سے بہتر کھانا پکاتی ہوں، گھر کو صاف رکھنے اور سجانے میں آپ سے زیادہ سلیقہ مند ہوں۔" عورت چپ رہی تو ملازمہ نے ایک اور تیر چھوڑا: "یہی نہیں، میں ملن کی گھڑیوں میں بھی آپ سے کہیں بہتر ثابت ہوتی ہوں۔" عورت ناک بھوں چڑھا کر بولی "کیا یہ بات بھی تمہیں میرے شوہر نے بتائی ہے؟" ملازمہ نے جواب دیا "جی نہیں — ڈرائیور نے۔"

محمد علی، ہزاری باغ

س : جدوجہد کے بعد بھی منزل کب نہیں ملتی؟

ج : جب منزل ہی ایسی طے کی جائے جس کی رسائی ممکن نہ ہو۔ ایک ڈاکٹر نے ہسپتال کی راہ داری میں ایک نرس کو روک کر اس سے پوچھا "کمرہ نمبر ۳۰۴ کے مریض کا کیا حال ہے؟" نرس نے جواب دیا "اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا ہے اور وہ بری طرح ہانپ رہا ہے۔" ڈاکٹر حیران ہو کر بولا، "ایں؟ یکایک اس کی ایسی حالت کیوں ہو گئی؟" نرس نے وجہ بتائی، "وہ کمرہ بند کر کے مجھے پکڑنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔"

محمد آصف جہاں، نام دار گنج

س : آج کل کی لڑکیوں کی عریانیت پسندی آخر کس منزل پر جا کر رکے گی؟

ج : ہم کیا بتائیں۔ ہمیں خود اشتیاق کے ساتھ انتظار ہے۔

سید یوسف الدین ساحر، محبوب نگر

س : جھوٹ کو بھی سچ سمجھنے کو کب کب جی چاہتا ہے؟

ج : دل بر کی پیار بھری سرگوشیاں سنتے وقت۔

ایس، کے، قمر الدین، ورنگل

س : کسی پری پیکر کے حسن کی تعریف کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

ج : خود وہ پری پیکر۔

محفوظ احمد، گرول (دربھنگہ)

س : محبت اور جنون میں کیا فرق ہے؟

ج : شروعات اور انجام کا۔

آصف علی شارق، شاہ جہاں پور

س : انسانیت کو دفن کر کے کیا کوئی کام یابی کا دعویٰ کر سکتا ہے؟

ج : جی ہاں، اس دور کا ہر نوجوان جو محبت میں مبتلا ہو۔ ایک نوجوان نے اپنے دوستوں کی محفل میں اعلان کیا "آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ کل میری محبوبہ نے 'ہاں' کہہ دی ہے۔" دوستوں نے اسے مبارک باد دیتے ہوئے پوچھا "کس روز آئے گی وہ پرمسرت گھڑی؟" نوجوان نے جواب دیا "اگلے بدھ کو، جب اس کے ماں باپ رات کا فلم شو دیکھنے جائیں گے۔"

محمد نوشاد خاں، فرخ آباد

س : موسم اور بیوی کے مزاج میں کیا فرق ہے؟

ج : موسم تو خوش گوار بھی ہوتا ہے۔

ایم، اے وحید رومانی، نظام آباد

س : محبت میں لفظوں کا سہارا کب نہیں لینا چاہیے؟

ج : جب ہونٹوں کو زیادہ اہم، زیادہ پرلطف مصروفیت ملے۔

شیخ عثمان آزاد، نصیر آباد

س : خوب صورت لڑکیاں اپنے جذبات پر قابو کیسے پا لیتی ہیں؟

ج : کیوں کہ وہ جانتی ہیں کہ جذبات پر قابو نہ رکھنے کا سارا خمیازہ ان ہی کو بھگتنا ہوگا، جس کی کم سے کم حد سماج میں بدنامی ہے اور زیادہ سے زیادہ حد بچہ۔

ایم اے حکیم، حیدر آباد

س : محبوبہ کو نہ پہچاننے کی نوبت کب آتی ہے؟

ج : جب بیوی ساتھ ہو۔

بشیر علی بھوجانی، دوبئی (یو اے ای)

س : دولت سے نفرت کب ہوتی ہے؟

ج : جب آدمی پر درویشی چھائی ہو یا غریبی۔

www.taemeernews.com

شکور صدیقی شاہین، حیدرآباد

س : انسان کی بار بار آزمائی ہوئی تدبیر اس کے لیے پریشانی کا باعث کب بن جاتی ہے؟

ج : جب کسی وجہ سے معاملات کو سنوارنے کی جگہ بگاڑ دے۔ ایک بار برطانوی وزیر عظم جب امریکہ کے دورے پر گئے۔ وہاں امریکی وزیر خارجہ سے ضابطے کی بات چیت کرنے کے بعد وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے انہوں نے امریکی وزیر سے پوچھا کہ وہ ناپسندیدہ ملاقاتیوں سے اتنی جلد چھٹکارا کیسے پا لیتے ہیں۔ امریکی وزیر نے جواب دیا "بہت آسان کام ہے۔ جب میری بیگم یہ محسوس کرتی ہیں کہ کوئی ملاقاتی ضرورت سے زیادہ میرا وقت لے رہا ہے تو وہ میرے سکریٹری کو بھیج دیتی ہیں، جو آتے ہی کہتا ہے کہ مجھے صدر صاحب نے فوراً بلایا ہے۔ ملاقاتی اس اشارے کو سمجھ جاتا ہے اور یہ تدبیر ہمیشہ کارگر ثابت ہوتی ہے۔" ابھی امریکی وزیر خارجہ نے اپنی بات پوری کی ہی تھی کہ کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور اگلے ہی پل امریکی وزیر خارجہ کا سکریٹری اندر آ کر بولا "جناب، آپ کو صدر صاحب نے اسی وقت بلایا ہے۔"

حبیب الرحمٰن، درگاپور، بھدرک

س : دوبارہ غلطی کرنے والے کو آپ کیا کہیں گے؟

ج : احمق یا دوسری بار شادی کرنے والا۔

امتیاز علی نصرت، ورنگل

س : انسان کی زندگی میں سب سے حسین اتفاق کب آتا ہے؟

ج : جب کوئی حسین مہربان ہو جائے۔ ایک عورت کے گھر اس کے شوہر کا ایک دوست آیا، جو کئی برس سے ایک دور دراز علاقے میں رہ رہا تھا عورت نے چائے وغیرہ سے اس کی خاطر کی۔ جب اس نے دیکھا کہ خوب رو مہمان پُرشوق نگاہوں سے اس کے پُرشباب سراپا کو تکے جا رہا ہے تو اس نے شوخی سے کہا "کان کھول کر سُن لیجیے، اگر آپ کو اگر کوئی شرارت سوجھی تو میں فوراً اپنے شوہر کو آواز دے بیٹھوں گی۔" دوست گھبرا کر بولا "کہاں ہیں وہ اس وقت؟" عورت نے جواب دیا "کاروباری دورے پر گئے ہوئے ہیں، ایک ہفتے کے لیے۔"

فیض الحسن راہی، ہرد سے پور، (غازی پور)

س : محبوبہ اور لیڈر کے وعدے میں کس پر زیادہ بھروسا کریں؟

ج : دونوں کے وعدے پر، یہ سمجھ کر کہ:
ترے وعدے پر جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

راشد حسین خاں، شاہ جہاں پور

س : اگر خدا نے عورت کو زبان نہ دی ہوتی تو کیا ہوتا؟

ج : مرد پھول جھڑنے کا منظر دیکھنے سے محروم رہ جاتے۔ اور انگارے برسنے کا منظر دیکھنے سے بھی۔

بختیار نواز، داؤد نگر (بہار)

س : ہندوستان کدھر جا رہا ہے؟

ج : تکنیکی اور صنعتی ترقی کی طرف۔ ۸۰ فی صد آبادی کو کچلتے اور روندتے ہوئے۔

مس ندیم سحر، کریم نگر

س : جمہوریت کیا ہے؟

ج : ایک ایسا نظام جس میں عوام صرف اس حد تک اپنی مرضی کے مالک ہوتے ہیں کہ اپنے لیے ساری زنجیریں خود ڈھالتے ہیں۔

●●

جشن سالگرہ

منا ڈے (یکم مئی)، ستیہ جیت رے (۲)، مارک زبیر (۵)، رشیا بہادری (۷)، سدا شیو امرپورکر (۱۱)، اقبال قریشی (۱۲)، فریدہ جلال (۱۰)، گیت کار حسن کمال (۲۰)، آشا پچھیلو (۲۷)، مول بالیکر اور راج کھوسلہ (۳۱ مئی) کو پیدا ہوئے تھے۔ مگر ہم صرف اُن کے نام اور پتے شائع کر رہے ہیں جن سے اُمید ہے کہ وہ خط کا جواب یا تصویر ضرور بھجوائیں گے۔ جن زبانوں میں خط و کتابت کی جا سکتی ہے وہ بھی ساتھ ہی لکھی جا رہی ہیں۔ مبارک باد کے خط میں انہیں یہ ضرور لکھیں کہ آپ نے ان کی سال گرہ کی تاریخ اور پتہ شمع سے لیا ہے۔ جن خطوں میں شمع کا حوالہ ہوتا ہے ستارے اُن کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

آدیتہ پنچولی

(۱۱ مئی : بمبئی) ہندی

401, 'SEA KING'
BAND STAND
BANDRA
BOMBAY-400050

مادھوری ڈکشت

(۱۵ مئی : بمبئی) ہندی

13-YOGENDER BHAWAN
J.B. NAGAR
ANDHERI (EAST)
BOMBAY-400069

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

صحیح حل شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۴

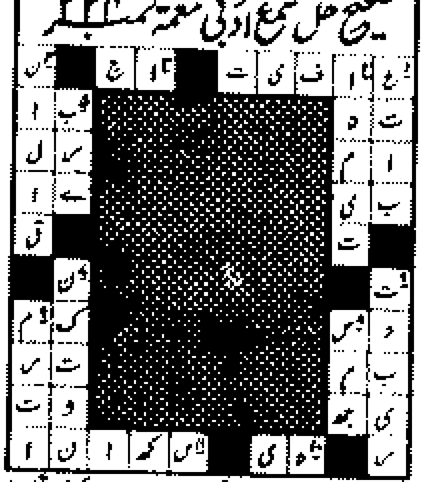

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۴ میں ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے کی بجائے ایک لاکھ چھتیس ہزار روپے سے زائد کی تقسیم

پہلا انعام ۶۷ اگرام سونا یا پچاس ہزار روپے ۴۸ درست حلوں پر دیا جائے گا

دو غلطیوں پر پچیس روپے ۴۴ پیسے، تین غلطیوں پر چار روپے ۶۳ پیسے، چار غلطیوں پر دو روپے ۱۰ پیسے فی حل

دس ہزار پچاس روپے کا خصوصی انعام ڈاک سے آئے ہوئے ۲۱ حلوں پر تقسیم کیا جائے گا

شمع ادبی کلب کے مفت ناموں کے ذریعے شامل مقابلہ ہونے والے انعامی حلوں پر مزید انعام : دو روپے ۹۶ پیسے فی حل

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۴ کے بارے میں پروانوں کے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کون جیت کیا کر لی بھی جائے ...

ایک غلطی والے ۴۸ حل موصول ہوئے جن پر پہلا انعام ۶۷ اگرام سونا ۲۲ کیرٹ زیورات کی شکل میں، بمقدار قیمت خرید ... یا پچاس ہزار روپے نقد بحساب ... گرام ... زیورات کی شکل میں، بمقدار قیمت خرید ... یا مبلغ ایک ہزار دو سو پچاس روپے فی حل تقسیم کیا جائے گا :

ڈاک خرچ بچائیے

ایک، ایک ٹی وی انعام

ڈاک کے خصوصی انعام میں بتیس ۳۲ ہزار روپے

خصوصی انعام پانے والے حلوں پر دو ہزار پانچ سو روپے سے لے کر چار سو روپے تک حصہ ملے گا

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۶ کے ڈاک سے آنے والے حلوں پر خصوصی انعام کے مواقع اور بڑھ گئے ہیں۔ بتیس ہزار روپے کے خصوصی انعام ...

مزید مواقع : ...

COURIER SERVICE ... SPEED POST ...

www.taemeernews.com

ذہانت سے حل بھیجنے والے خوش نصیبوں کو انعامی چیک دیے گئے

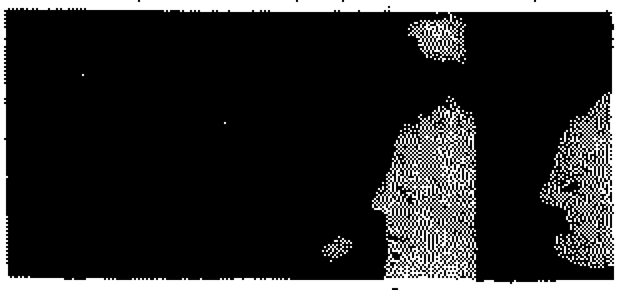

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۳ کے صحیح حل ڈاک سے بھیج کر دس ہزار پچاس روپے کے خصوصی انعام میں حصہ پانے والے خوش نصیب پروانے جنہیں انعام کے چیک مدیر شمع یونس دہلوی کے ہاتھوں پیش کیے گئے۔

محمد یعقوب صاحب
(تین غلطیوں والے حل پر: پانچ سو روپے)

شری کشن صاحب
(دو غلطیوں والے حل پر: تین سو پچاس روپے)

نسیم حسن صاحب
(دو غلطیوں والے حل پر: ایک ہزار روپے)

دو غلطیوں والے ۴۲۹ حل موصول ہوئے جن پر دوسرا انعام مبلغ سولہ ہزار روپے بحساب پچیس روپے ۴۴ پیسے فی حل تقسیم کیا جائے گا:

[illegible]

انعام میں کتنی رقم بڑھائی گئی

شمع ادبی معموں کی ہمیشہ یہ خصوصیت رہی ہے کہ انعام میں کچھ نہ کچھ رقم بڑھا کر پیش کی جاتی ہے، اگر ایک پیسہ بھی نہیں بچتا۔ شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۳ میں اعلان شدہ رقم سے ۱۱۹۳۳ روپے ۲۵ پیسے بڑھا کر تقسیم کیے گئے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

پہلے انعام میں	۸۸۸۸	[illegible]
تیسرے انعام میں	۲۲	[illegible]
دوسرے انعام میں	۱	[illegible]
شمع ادبی کلب میں	۲۲	[illegible]
کل رقم	۱۱۹۳۳	[illegible]

شمع ادبی کلب

فی حل: ۲ روپے ۹۶ پیسے

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۳ میں شمع ادبی کلب کے ممبروں کے ذریعہ شامل ہونے والے تمام حلوں میں سے ۳۳۲۸ حل ایسے نکلے جن میں دوسرے، تیسرے انعام کے حق دار بننے کی بنیاد پر شمع ادبی کلب کا مزید انعام دس ہزار روپے بحساب ۲ روپے ۹۶ پیسے فی حل تقسیم کیا جائے گا۔

[illegible]

منی آرڈر سے فیس بھیجنے والے پروانوں سے

[illegible]

شمع ادبی کلب کے ممبروں کے لئے

لاکھوں روپے کے انعامات

بالکل مفت

[illegible]

ممبری فیس کچھ نہیں

[illegible]

آج ہی ممبر بن جائیے

[illegible]

جب چاہیں سو روپے واپس

[illegible]

آپ کو کیا کرنا ہے؟

[illegible]

مزید انعام: بیس ہزار روپے

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۵

ڈاک سے آنے والے حلوں پر دوسرے سلسلے کے نمبر

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۵ میں دس ہزار پچاس روپے کے خصوصی انعام کی تقسیم کا طریقہ شمع اپریل ۱۹۹۰ء میں صفحہ ۸۳ پر شائع کیا جا چکا ہے۔ اس کے مطابق ڈاک سے ملنے والے حلوں کے لفافوں پر پہلے سلسلے کے نمبر ڈالے جا چکے ہیں۔ جمعرات ۲۹ مارچ ۱۹۹۰ء سے ہمیں ڈاک سے ملنے والے حلوں کے لفافوں پر دوسرے سلسلے کے نمبر ڈالے جا رہے ہیں۔

www.taemeernews.com

درست حلوں پر پہلے انعام کے چیک

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۳ کے ایک بالکل درست حل بھیج کر پچاس ہزار روپے کے پہلے انعام میں حصہ پانے والے خوش نصیب پروانے جنہیں ان کے انعام کے چیک مدیر شمع یونس دہلوی کے ہاتھوں پیش کیے گئے۔

ادریس انکولی صاحب، کشمیری گیٹ، دہلی — رئیس میاں صاحب، ترکمان، بریلی — محمد یوسف صاحب، نوجوان کیا، سیوہارہ، بجنور — رئیس میاں صاحب، محمد شفیع سنٹر، بریلی

[illegible]

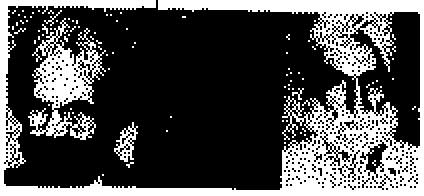

[illegible]

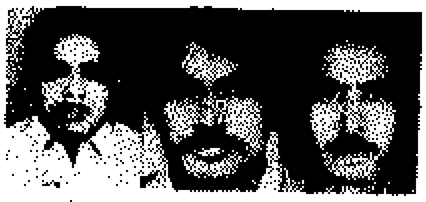

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۳ کے بہت حل ڈاک سے بھیج کر دس ہزار پچاس روپے کے خصوصی انعام میں حصہ پانے والے خوش نصیب پروانے جنہوں نے اپنی تصویریں اشاعت کے لیے بھیجی ہیں۔

اپنے حل روشنائی سے پُر کریں، پنسل سے نہ بھریں۔ بال پوائنٹ پین سے بھرے ہوئے خانے غیر مستحق قرار دیے جاتے ہیں۔ غیر مستحق قرار دیے جانے والے کسی بھی خانے کی فیس واپس نہیں کی جاتی۔

تین غلطی والے:

۳۳۴۵ حل ملے، جن پر تیسرا انعام مبلغ پندرہ ہزار روپے بحساب ۴ روپے ۴۸ پیسے فی حل تقسیم کیا جائے گا۔

چار غلطی والے:

۱۸۶۵۹ حل ملے، جن پر چوتھے انعام کی رقم چودہ ہزار روپے میں گیارہ ہزار آٹھ سو ۵ روپے ۰۶ پیسے بڑھا کر ایک روپیہ اکتالیس پیسے فی حل کی بجائے دو روپے ساٹھ پیسے فی حل تقسیم کیا جائے گا۔

وقت اور جگہ کی کمی کے باعث تین اور چار غلطیوں والے حلوں پر انعام پانے والے پروانوں کے نام شائع کرنا ممکن نہیں۔ ان کی منی آرڈر فورا جاری کیے جائیں گے۔ وضاحت کے مطابق اپنا کلیم بھیجا دیں۔ یکم مئی ۱۹۹۰ کے بعد ملنے والی کسی شکایات پر غور نہ کیا جائے گا۔

[illegible]

نیا شمع ادبی معمہ اور سابقہ صحیح حل مفت منگائیے

اب آپ اپنا شمع ادبی معمہ شمع کی اشاعت سے پہلے ہی منگا سکتے ہیں اور شمع کی معمہ کے ساتھ مکمل حل بھی۔ یہ بڑا کام ہے۔ جن کے ساتھ ایک بار پچاس پیسے کا ٹکٹ لگا لفافہ بھیجئے۔ [illegible] اور جوابات کے لیے زیادہ وقت مل سکے گا۔ اور آپ جان سکیں گے کہ خصوصی انعام حاصل کرنے کے لیے حل بروقت بھیج سکیں گے۔ [illegible] دہلی میں سب سے پہلے فروخت کیا جاتا ہے۔

سادہ ڈاک سے صحیح حل اور اشارے منگانے کے لیے ایک روپے کا ٹکٹ لگا ہوا پتہ لکھا لفافہ بھیجئے۔ [illegible] لفافہ پر شمع ادبی معمہ اور شمع کی معمہ کے لیے لکھنا نہ بھولیے۔

ڈاک سے آنے والے حلوں پر دس ہزار پچاس روپے کے خصوصی انعام

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۳ میں دوسرا، تیسرا اور چوتھا انعام پانے والے جن چار حلوں پر جو ہمیں ڈاک سے سب سے پہلے ملے اور دوسرا، تیسرا اور چوتھا انعام پانے والے تین تین حلوں پر جو ہمیں بدھ ۲۸ فروری ۱۹۹۰ کو بارہ بجے کے بعد سب سے پہلے ڈاک سے ملے تھے، دس ہزار پچاس روپے کا خصوصی انعام مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ ان خوش نصیب پروانوں کو دہلی آکر ۱۵ اپریل ۱۹۹۰ کو اپنے انعام کے چیک مدیر شمع جناب یونس دہلوی کے ہاتھوں حاصل کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی پروانہ نہ آیا تو اس کے انعام کا چیک رجسٹرڈ ڈاک سے بھیج دیا جائے گا۔

دو غلطی والے حلوں میں سے:

- ایک ہزار روپے: سعدیہ خان صاحبہ معرفت سلیم الزماں خان صاحب، روشن گنج، شاہ جہاں پور ۲۴۲۰۰۱
- چھ سو روپے: طاہر القادری صاحب، مکان نمبر ۵۲۳/۸، تقدیر منزل، علی نگر، حیدرآباد ۲۵۳۰۰۵
- پانچ سو روپے: ہرجیت لال صاحب، ۳۰/سی، ۱۰، ہیو روڈ بلیک روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۵
- چار سو روپے: ایم نعیم الدین انصاری صاحب، نرسی گھاٹ، پٹنہ سیٹی ۸۰۰۰۰۸
- تین سو پچاس روپے: فرحین فاطمہ صاحبہ، ۳۰/۱۴-۲۹۰۹-۰۱، اولڈ ملک پیٹھ، حیدرآباد ۵۰۰۰۳۶
- تین سو روپے: عبدالمجید صاحب، بی ۱۳۰، مہر سنگھ لین، کلکتہ ۷۰۰۰۱۴
- دو سو روپے: انیس ایم علی صاحب معرفت ایس کے آزادی صاحب، بہادر شاہ روڈ، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

تین غلطی والے حلوں میں سے:

- ایک ہزار روپے: نجمہ بیگم صاحبہ، ۸۰۰۰، گلی راجان، فراش خانہ، دہلی ۱۱۰۰۰۶
- چھ سو روپے: وہاب علی صاحب معرفت محمد ابراہیم اینڈ سنس، اشوک راج پتھ، پٹنہ
- پانچ سو روپے: محمد صغیر احمد صاحب، ڈبل ایکل فیبرکس، لارڈ کوتوال، رتھیا
- چار سو روپے: ساجدہ خان صاحبہ، ۹۲، فرسٹ فلور، کا میکر اسٹریٹ، بمبئی ۴۰۰۰۰۸
- تین سو پچاس روپے: اوم کنور صاحب، سی ۳۵/۲۳۶۶، چنڈی گڑھ
- تین سو روپے: ایچ شام لال سنگھ صاحب، ۲۳-۲-۴۲۳، کا چی گوڑہ، حیدرآباد ۵۰۰۰۲۷
- دو سو روپے: پی جی شام صاحب، ۲۳-۱۵۲۲-۰۹۱، ایس سی، گلی نمبر ۵، راج گڑھ ایکسٹنشن، دہلی ۱۱۰۰۳۱

چار غلطی والے حلوں میں سے:

- ایک ہزار روپے: مس پریتی صاحبہ، ۴۱۳-۳، ڈی، جیمس پارک، نئی دہلی ۱۱۰۰۶۹
- چھ سو روپے: عبدالحکیم صدیقی صاحب، نامدار ٹیلرس، جواہر چوک، جھانسی
- پانچ سو روپے: چندا میاں صاحب، کانٹی نینٹل سٹور، چوک بازار، نئی بھیت ۲۶۲۰۰۱
- چار سو روپے: احمد صاحب معرفت محمد عاصم صدیقی صاحب، پوسٹ بین، بیگم بازار پوسٹ آفس، اورنگ آباد
- تین سو پچاس روپے: محمد یونس صاحب، ۴۳۰۵، منیر چوک، روشن آرا روڈ، دہلی ۱۱۰۰۰۶
- تین سو روپے: غلام قادر رضا روی صاحب، مسجد کی گلی، محلہ نگران، بیکا نیر ۳۳۴۰۰۱
- دو سو روپے: اجیت سنگھ صاحب، سپرنٹنڈنٹ ایل اینڈ ایل، دفتر ریلوے کمپیوٹر سنٹر، آئی آر سی اے بلڈنگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۵۵

[illegible]

[illegible]

سونے کی قیمت میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۴ اور شمع کی معمہ نمبر ۱۹۰ اور اس کے بعد جاری کیے جانے والے شمع ادبی معموں اور شمع کی معموں میں اعلان ثانی انعام میں دیے گئے سونے کے زیورات خریدنے کے وقت ان کی قیمت ۲۲ قیراط سونے کی مالیت، بنوائی اور سیلز ٹیکس شامل کر کے اگر تین سو روپے فی گرام سے زیادہ ہوئی تو زیورات کی شکل میں ان کا وزن اعلان شدہ وزن سے کم کیا جا سکتا ہے۔

تمام حلوں کی جانچ نہایت احتیاط سے کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر آپ کو شبہ ہے کہ آپ کو کوئی انعام ملنا چاہیے اور آپ کا نام اس فہرست میں نہیں ہے تو آپ کی غلطیاں کم ہیں اور انعام زیادہ غلطی کا دیا گیا ہے تو دوبارہ جانچ کی فیس ایک روپیہ منی آرڈر سے شمع دہلی معرفت شمع آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲ کو بھیج کر دوسری [illegible] شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۳ [illegible] آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲ [illegible] شکایت بھیجیں۔ ساتھ ہی یہ بھی تحریر کریں کہ آپ نے شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۳ کے کتنے حل بھیجے تھے [illegible] اگر آپ کی شکایت درست ہوئی تو آپ کو انعام [illegible] دوبارہ جانچ کی فیس واپس کر دی جائے گی [illegible]

یہ پہلے انعام کے سلسلہ میں تمام شکایات [illegible] ۱۹۹۰ تک [illegible] کے چیک بھیج دیے جائیں گے۔ [illegible] تمام شکایات یکم مئی ۱۹۹۰ تک پہنچ جانی چاہئیں۔

www.taemeernews.com

شمع ادبی معموں کی شرائط

۱۔ فیس داخلہ دو روپے فی خاکہ ہے۔ اسی حساب سے جتنے چاہیں حل بھیج سکتے ہیں۔ یہ حل چھپے ہوئے یا سادہ کاغذ پر ہاتھ سے بنائے گئے خاکوں کی صورت میں آنے ضروری ہیں۔ خاکہ روشنائی سے پُر کرنا اور ہر خاکہ علیحدہ کاغذ پر ہونا ضروری ہے۔ ہر خاکے کے نیچے اس کاغذ پر بھیجنے والے کا پورا نام اور پتہ روشنائی سے لکھا ہونا ضروری ہے۔ پنسل یا ڈرائی کلر یا بال پوائنٹ پین سے لکھے گئے یا کٹے پھٹے، تبدیل شدہ، مشکوک یا نامکمل خاکے غیر مستحق قرار دے جائیں گے۔ ایک بار حل بھیجنے کے بعد ان میں ترمیم کرنا ممکن نہیں ہے۔

۲۔ ایک شخص کے ایک ساتھ بھیجے گئے تمام حلوں کے ہمراہ ماہنامہ شمع، نئی دہلی سے کاٹا ہوا متعلقہ شمع ادبی معمہ کا کوپن، فیس کے طور پر بھیجے گئے منی آرڈر کی رسید، انڈین پوسٹل آرڈر یا نقد نامے جاری کردہ ماہنامہ شمع نئی دہلی بنام ... یا متعلق ... کے اس لفافے میں وصول ہونے لازمی ہیں۔ پوسٹل آرڈر کراس کر دیے جائیں۔ نقد نامہ، پوسٹل آرڈر، یا منی آرڈر رسید کی پشت پر شمع ادبی معمہ کا نمبر، حل بھیجنے والے کا نام، مختصر پتہ اور اس کے دستخط ہونے لازمی ہیں۔ ایک بار معمہ کا نمبر، نام، پتہ، دستخط تحریر کیے جانے کے بعد ان میں سے کسی میں بھی تبدیلی قابل قبول نہ ہوگی۔ ادارہ شمع کو حق ہوگا کہ انعامات کی ادائیگی سے پہلے یہ تصدیق کرے کہ انعام پانے والا وہی ہے جس کے دستخط حلوں کے ساتھ نقد نامہ، پوسٹل آرڈر یا منی آرڈر رسید پر موصول ہوئے تھے۔ جو لفافے دفتر شمع، نئی دہلی میں رکھے گئے ڈاک/حلوں کے بکس کھلنے پر ان کے اندر سے جو حل یا ان سے متعلق کاغذات نکلیں ان کی تعداد یا حیثیت کے متعلق نیز کسی لفافے میں سے کوئی بھی حل نہ نکلنے یا اس سے متعلق ضروری کاغذات، کوپن یا رسید منی آرڈر وغیرہ برآمد ہونے کے متعلق مالکان شمع یا ان کی طرف سے اس کام کے لیے مقرر کردہ کسی بھی افسر کی تصدیق صحیح اور درست تسلیم کی جائے گی۔

۳۔ تمام حل متعلقہ شمع ادبی معمہ کے ساتھ ہی ماہنامہ شمع نئی دہلی میں شائع کی جانے والی تاریخ پر مقررہ اوقات پر یا اس سے پیشتر دفتر شمع، آصف علی روڈ، نئی دہلی پہنچ جانے چاہئیں۔ مالکان شمع اپنے خصوصی اختیار کو کام میں لاتے ہوئے مقررہ تاریخ یا مقررہ وقت کے بعد مگر صحیح حل ظاہر کیے جانے سے پہلے پہلے ملنے والے ہر حل جانچ وصول کر کے شامل مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مقررہ تاریخ یا وقت کے اندر نہ آتے ہوئے حل بھی اگر کسی وجہ سے واپس ہو جائیں یا واپس کر دیے جائیں تو انہیں شامل مقابلہ کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ لفافہ پر شمع ادبی معمہ کا نمبر لکھنا ضروری ہے۔ منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر یہ ضرور لکھ دیجئے کہ یہ شمع ادبی معمہ نمبر ..... کی فیس ہے۔ ایک ہی منی آرڈر، پوسٹل آرڈر یا نقد نامہ سے صرف ایک ہی شخص کی طرف سے ایک ساتھ بھیجے گئے حلوں کی فیس بھیجئے۔ دفتر کے دوسرے شعبوں کی کوئی رقم اس میں شامل نہ کیجئے۔ ٹکٹ سے حل بھیجتے وقت لفافہ پر ہماڑی پتہ اور متعلقہ شمع ادبی معمہ کا نمبر واضح طور پر لکھئے۔ حل ڈاک سے بھیجنے کی بجائے دفتر شمع میں رکھے گئے مقامی حلوں کے بکس میں بھی ڈالے جا سکتے ہیں۔ حلوں کے وصول نہ ہونے، دیر سے وصول ہونے، ضائع ہو جانے یا گم ہو جانے کی صورت میں مالکان شمع کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ کسی بھی شمع ادبی معمہ کا صحیح حل ظاہر کرنے کی اور تمام حل وصول ہونے کی آخری تاریخ اور وقت سے پہلے حلوں کی وصولیابی کی آخری تاریخوں میں اضافہ کیا جا سکتا ہے یا بالکل ہی منسوخ بھی کیا جا سکتا ہے۔ منسوخی کی صورت میں اس معمہ سے متعلق آئی ہوئی فیس داخلہ واپس کر دی جائے گی۔ کوئی شمارہ غلط شائع ہو جانے کی صورت میں ترمیم کا اعلان کیا جا سکتا ہے یا اُسے قطعاً منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ شمارہ منسوخ ہو جانے کی صورت میں اس شمارہ کا جو بھی جواب کسی نے لکھا ہوگا، اس کی غلطی شمار نہیں کی جائے گی۔

۴۔ ایک خانہ میں ایک اور صرف ایک حرف بھرنا ضروری ہے۔ بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، کھ اور گھ ایک حرف ہیں، مگر دھ، ڈھ اور ڑھ دو دو۔ زیر، زبر، پیش، ء، مد اور دوسری علامات قرأت کا کوئی خیال نہیں رکھا جائے گا۔ ہ اور ۃ، ن اور ں (نون غنہ) میں کوئی فرق نہیں۔ ی اور ے کا فرق صرف اسی صورت میں سمجھا جائے گا، جب یہ کسی لفظ کے آخر میں ہو۔ خاکہ میں ی کی جگہ الف لکھا جائے۔ مثلاً "دعویٰ" کو "دعوا" اور "لیلیٰ" کو "لیلا"۔ تنوین (دو زیر، دو زبر یا دو پیش) کی بجائے معمے کے خاکے میں "ن" لکھا جائے۔ جیسے "مثلاً" کی جگہ "مثلن" اور "فوراً" کی جگہ "فورن"۔

۵۔ شمع ادبی معموں میں استعمال کیے گئے تمام اشارات اردو کی مطبوعہ کتابوں سے اخذ کیے جائیں گے۔ اگر ایک کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے ہوں یا ایک اشارہ کئی کتابوں میں شامل ہو تو ان میں سے کسی کتاب یا کتاب کے کسی بھی ایڈیشن میں سے اشارہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ ہر ایڈیشن کو بجائے خود ایک علیحدہ کتاب سمجھا جائے گا۔ اگر ایک اشارہ کئی کتابوں میں یا ایک کتاب کے کئی ایڈیشنوں میں یا ایک ہی کتاب میں مختلف مقامات پر شامل ہو اور ان میں اس اشارے کی عبارات میں ایسا اختلاف ہو کہ ایک سے زیادہ جواب بننے ممکن ہو جائیں تو اس اختلاف کی اطلاع بہ معہ ثبوت متعلقہ شمع ادبی معمہ کا مستند حل ظاہر ہونے سے کم از کم ۴۸ گھنٹے پہلے ایڈیٹر شمع ادبی معمہ کو دی جا سکتی ہے مگر اس اشارے کو غلط قرار دے کر منسوخ کرنے یا اس اشارے کے لیے ایک سے زیادہ جواب درست تسلیم کرنے پر غور کیا جا سکے۔ اس قسم کی اطلاع کے ہمراہ متعلقہ کتاب یا کتب کا آنا لازمی ہے۔ اشارے اصل کتاب سے نقل یا اخذ کرنے میں اگر کوئی معمولی سہو ہو جائے یا ایڈیٹر معمہ کی رائے میں اشارے کے معنی میں فرق نہ پڑتا ہو تو محض اس سہو کے باعث کوئی اشارہ منسوخ نہیں کیا جائے گا۔ کوئی اشارہ منسوخ کرنا یا نہ کرنا ایڈیٹر شمع ادبی معمہ کے اختیار میں ہے اور اس کا فیصلہ تمام حل بھیجنے والوں کو بلا چون و چرا تسلیم کرنا ہوگا۔ ثبوت میں آئی ہوئی کتب واپس نہیں کی جائیں گی۔

۶۔ ہر شمع ادبی معمہ کا ایک اور صرف ایک ہی حل ہے جسے کوئی بھی تبدیل نہیں کر سکتا۔ تمام حل وصول ہو جانے کی تاریخ گزر جانے کے بعد ایڈیٹر شمع ادبی معمہ صحیح حل طے کرے گا۔ صحیح حل سے نہ ملنے والے ہر لفظ کی ایک غلطی شمار کی جائے گی۔ پہلا انعام بالکل درست حل بھیجنے والے شخص یا اشخاص کو دیا جائے گا۔ کوئی صحیح حل موصول نہ ہونے کی صورت میں پہلا انعام سب سے کم غلطی والے حل بھیجنے والے شخص یا اشخاص کو دیا جائے گا اور بقیہ انعامات بھی نسبتاً زیادہ غلطی والے حل بھیجنے والوں کو دیے جائیں گے۔ ہر شمع ادبی معمہ کا صحیح حل ظاہر ہونے کے بعد ماہنامہ شمع نئی دہلی میں ان صاحب قلم حضرات کے یا ان کتابوں کے نام چھاپے جائیں گے، جن سے اس شمع ادبی معمے کے اشارات اخذ کیے گئے تھے۔ ایڈیٹر شمع ادبی معموں کی ذمہ داری محض ان مصنفین، شعراء، مؤلفین، مرتب یا مترجم حضرات کے نام یا مختصر نام، اس کتاب کا نام جس سے اشارہ اخذ کیا ہو، شائع کرنے تک محدود ہے اور ماہنامہ شمع نئی دہلی میں شائع کی گئی یہ اسناد قطعی، آخری اور حل بھیجنے والوں کو لازمی قبول کرنا ہوں گی۔ اگر کسی کتاب کے ایک سے زیادہ مصنف، شاعر، مؤلف، مرتب یا مترجم ہوں یا کسی دوسرے صاحب قلم نے اس کا انتخاب، اقتباس یا ترجمہ کر کے شائع کیا ہو تو اصل صاحب قلم کا نام یا اس کی نقل، ترجمہ، اقتباس یا انتخاب کرنے والے مصنف، شاعر، مرتب، مؤلف یا مترجم کا نام یا مختصر نام شائع کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ ایک شمع ادبی معمہ میں ایک کوپن کے ساتھ آئے ہوئے حلوں پر صرف ایک انعام یا کسی ایک انعام کا صرف ایک حصہ دیا جا سکتا ہے، مگر بڑے انعام کو چھوٹے انعام پر ترجیح دی جائے گی۔ الگ الگ کوپنوں کے ساتھ آئے ہوئے حلوں میں سے خواہ وہ ایک ہی نام اور پتے سے بھیجے گئے ہوں، ہر کوپن کے ساتھ آئے ہوئے حلوں پر الگ انعام یا انعام کا ایک حصہ دیا جا سکے گا۔ اگر انعامات کی تقسیم کے اعلان کے بعد کسی وقت کسی انعام کا کوئی اور حق دار پایا گیا یا کسی انعام پانے والے کی غلطیاں زیادہ پائی گئیں یا ایک کوپن کے ساتھ آئے ہوئے حلوں پر ایک سے زیادہ انعامات کا اعلان ہو گیا تو اس کی درستی میں انعامات کی تقسیم اسی حساب سے ترمیم کی جا سکے گی۔ مگر انعامات کی روانگی کے بعد ایسی کوئی تبدیلی نہ ہو سکے گی۔ ادارہ اس تقسیم کو قطعی اور ناقابل تغیر قرار دیتے ہوئے ادا شدہ انعامات یا ان کے کسی بھی حصے کے لیے کسی کا کوئی مطالبہ جائز تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ ایک کوپن یا اس کے ساتھ آنے والے حل یا حلوں کو بھیجنے والے کی حیثیت سے صرف ایک شخص کا نام اور پتہ لکھا جانا چاہئے۔ گروپ، ادارے، فرم، انجمن یا کمپنی کا نام حل بھیجنے والے کے نام کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے حلوں کو غیر مستحق قرار دیا جا سکتا ہے۔

۸۔ ادارہ شمع سے کسی طرح بھی متعلق (ادارہ شمع اور اس سے متعلقہ مطبوعات اور شمع آفسٹ شامل ہیں۔ شمع آفسٹ پرنٹرز پرائیویٹ لمیٹڈ، شمع (ادبی) ایجنسی) کا کوئی بھی ملازم یا کارکن شمع ادبی معموں میں حصہ نہیں لے سکتا۔

۹۔ کوئی خاکہ جو ان شرائط کی یا شمع ادبی معمہ کے ساتھ ماہنامہ شمع نئی دہلی میں شائع ہونے والی تمام ہدایات کی پابندی نہیں کرتا، غیر مستحق قرار دیا جا سکتا ہے۔ غیر مستحق قرار دیے جانے والے کسی بھی خاکے کی فیس داخلہ واپس نہیں کی جائے گی۔ اگر کسی کی ادا کردہ فیس اس کے خاکوں کے حساب سے زیادہ ہوگی تو ایسی زائد فیس بھی واپس نہیں کی جائے گی۔ شرائط یا ہدایات کی خلاف ورزی یا فیس ناکافی ہونے کے باعث غیر مستحق قرار دیے جانے والے خاکوں کے متعلق کسی قسم کی اطلاع دینے کی کوئی ذمہ داری مالکان شمع پر نہیں ہے۔ حلوں کی وصولیابی کے لیے مقررہ تاریخ اور وقت کے بعد پہنچنے والے حلوں پر انعام نہیں دیا جائے گا۔ نہ ہی ان کی فیس واپس کی جائے گی۔

۱۰۔ شمع ادبی معموں میں شرکت کی یہ ایک واضح شرط ہے کہ فریقین کو شمع ادبی معموں سے متعلق تمام متنازعہ امور میں چیف ایڈیٹر ماہنامہ شمع، نئی دہلی کا ہر فیصلہ قبول ہوگا۔ ان کا یہ فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا اور ہر حل بھیجنے والا قانوناً اس فیصلے کا پابند ہوگا۔

۱۱۔ شمع ادبی معموں کی یہ شرائط مالکان ماہنامہ شمع اور ہر حل بھیجنے والے کے درمیان ایک ایسے معاہدے کی حیثیت رکھتی ہیں، جو ہر حالت میں دہلی میں قرار پایا ہے اور دہلی ہی میں عمل طور سے عمل پذیر ہونے والا ہے۔ اس سلسلے میں صرف دہلی کی عدالتوں کو حق سماعت حاصل ہے۔

۱۲۔ ہر شمع ادبی معمہ کے انعامات کی روانگی کے بعد اس کے لیے آئے ہوئے حل اور اس سے متعلقہ کاغذات ضائع کیے جا سکتے ہیں نیز کسی انعام کی ایک بار ادائیگی یا روانگی کے بعد تقسیم انعامات کا ہر حل بھیجنے والا پابند ہوگا۔

۱۳۔ ہندوستان کے علاوہ دوسرے تمام ممالک سے فیس منی آرڈر یا برٹش پوسٹل آرڈر یا ہندوستان میں کسی بینک پر ادائیگی کے لیے جاری کیے گئے بینک ڈرافٹ کے ذریعہ بھیجی جا سکتی ہے۔ مگر انعامات صرف ہندوستان میں ادا کیے جائیں گے۔

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۵ اور ۳۲۶ کے تعلق سے شرائط میں اہم ترمیم :

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۵ کی فیس داخلہ فی حل دو روپے اور شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۶ کی فیس داخلہ فی حل تین روپے ہے

اپنے حل بھیجنے سے پہلے شرائط غور سے پڑھ لیجئے اور یہ ترمیم ذہن نشین کر لیجئے

www.taemeernews.com

پہلا انعام : درست حل پر : (۲۲ کیرٹ ، زیورات کی شکل میں : مقدار قیمت خرید پر منحصر)

دوسرا انعام : ایک غلطی والے حل پر : آٹھ ہزار روپے

یا بارہ ہزار روپے نقد

Rs. 20,000.00

فیس داخلہ فی حل : ایک روپیہ - آپ جتنے حل چاہیں بھیج سکتے ہیں۔ فیس داخلہ پوسٹل آرڈر ، منی آرڈر یا شمع ادبی معموں کے نقد ناموں کے ذریعہ ادا کی جا سکتی ہے۔ نقد نامہ ، پوسٹل آرڈر یا منی آرڈر کی ڈاک خانے سے ملنے والی رسید اپنے حلوں کے ساتھ بھیجیے۔ آپ جتنے حل چاہیں بھیج سکتے ہیں۔ ان کی فیس ایک ساتھ بھیج سکتے ہیں اور ہر حل پر علیحدہ انعام کے حق دار ہو سکتے ہیں۔ کوئی کوپن بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ کوپن بھیجنے کی شرط کے علاوہ شمع ادبی معموں کی دوسری تمام شرائط شمع منی معموں پر بھی عائد ہیں۔ ان کی پابندی ضروری ہے۔

دفاتر شمع (نئی دہلی) میں ڈاک سے اور دستی حل وصول ہونے کی آخری تاریخ : ہفتہ ، ۵- مئی ۱۹۹۰ آٹھ بجے رات تک پیر ، ۷- مئی ۱۹۹۰ تک ڈاک سے ملنے والے حل بھی قبول کر لیے جائیں گے۔

شمع منی معمہ نمبر ۱۷۱

■	ن	و		ر	ی	۱ب
۱۰	■	ن		ک	ڑ	۲ل
ہ	۹	■	ی		ا	۳
	ا	۸م	■	د	ر	۴
ہ			۷ت	■		۵ک
و	ے	ا		۶	■	■
ن	ن			ج	■	■

اشارے

دائیں سے بائیں :

۱۔ قبیلے کے سردار کی موت کے بعد اس کی ــــ کو نئے سردار کی ملکیت سمجھا جاتا ہے

۲۔ ــــ میں پڑھنے لکھنے کا شوق کم تھا۔ کھیل کود کی طرف رغبت

۳۔ دوسری طرف جنگ جیتنے والے ملک کا بھی نہ صرف ــــ نقصان ہوتا ہے بلکہ

۴۔ میں نہیں چاہتا یہ لوگ تمہارا نام کسی لچے ، لفنگے ، آوارہ ــــ کے ساتھ جوڑیں۔ تمہیں فی الفور

۵۔ دل و مژگاں ــــ جو مقدمہ تھا

اوپر سے نیچے :

۶۔ ــــ پھر اس کی روبکاری ہے

۷۔ جس گیت میں محبت کی ــــ نہ ہو وہ تک بندی سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ شاعر

۸۔ یہ تو حقیقت ہے کہ ہر شخص کے ــــ کا خیال رکھنا ممکن نہیں۔ اس کے باوجود آپ

۹۔ تمہاری یہ رنگین ــــ تم ہی کو مبارک ہوں۔ بندہ لنڈورا ہی بھلا

۱۰۔ حسین اور جوان لڑکیوں کے ــــ کی نقرئی گھنگھروؤں کی سی آوازیں کانوں میں رس گھول رہی تھیں

●●

شمع ادبی معمے (شمع منی معمہ نمبر ۱۷۱) ماہنامہ شمع ، آصف علی روڈ ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

شمع منی معمہ نمبر ۱۷۱ کا صحیح حل ۹- مئی کو بدھ پورنیما کی تعطیل کے سبب ۱۰- مئی ۱۹۹۰ کو صبح نو بجے ظاہر کر دیا جائے گا۔
صحیح حل اور انعام پانے والوں کے نام ماہنامہ بانو میں شائع کیے جائیں گے۔
انعام پانے والوں کی تفصیلات شمع (نئی دہلی) میں بھی شائع کی جا سکتی ہیں۔

بارہ ہزار روپے کا پہلا انعام ۸ درست حلوں پر تقسیم کیا گیا :

صحیح حل شمع منی معمہ نمبر ۱۶۹

■	■	ک	ی	ا	ج	ل
■	■	ا	ا	ا	ہ	ز
ن	ا	■	ن	ل	س	ک
ز	ک	خ	■	ے	ا	ی
ے	ن	ت	ج	■	ک	و
ے	ت	ا	ز	ا	■	ن
ی	ا	س	ت	ا	ا	■

شمع منی معمہ نمبر ۱۶۹ حسب اعلان جو درست حل موصول ہوئے ان میں بارہ ہزار روپے کا پہلا انعام تقسیم کیا جائے گا۔ [illegible]

[illegible]

بالکل درست حل ۸ موصول ہوئے جن پر پہلا انعام بارہ ہزار روپے بحساب ۱۵۰۰ روپے فی حل تقسیم کیا گیا

۱۔ [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ [illegible]
۴۔ [illegible]
۵۔ [illegible]
۶۔ [illegible]
۷۔ [illegible]
۸۔ [illegible]
۹۔ [illegible]
۱۰۔ [illegible]
۱۱۔ [illegible]
۱۲۔ [illegible]
۱۳۔ [illegible]
۱۴۔ [illegible]
۱۵۔ [illegible]
۱۶۔ [illegible]
۱۷۔ [illegible]
۱۸۔ [illegible]

[illegible]

www.taemeernews.com

سیکس (جنسیات) کے بارے میں ناواقفیت اور لاعلمی کے نتیجے میں انسان نہ صرف قدرت کی عطا کی ہوئی بہترین لذتوں سے محروم رہتا ہے، بلکہ نفسیاتی اُلجھنوں اور بیماریوں کا شکار ہو کر صحت، وقت اور دولت برباد کر بیٹھتا ہے۔

جنسیات کے ماہر ڈاکٹر کیول دھیر سیکس کے موضوع پر انگریزی اور ہندی میں بیسیوں کتابوں کے مصنف ہیں۔ انہوں نے شمع بک ڈپو کی فرمائش پر اُردو میں جنسیات پر یہ اہم کتابیں تحریر فرمائی ہیں، جن میں جنسی مسائل پر وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے اور سیکس کی اُلجھنوں کا حل سمجھایا گیا ہے۔ ان کتابوں میں وہ سب معلومات ہیں جو نوجوانوں کو تو کیا، بڑی عمر کے لوگوں کو بھی مشکل سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔

آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر گھر بیٹھے وی پی ڈاک سے منگوا لیجئے یا اپنے اخبار فروش سے طلب کیجئے۔

شمع بک ڈپو، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

* غیر ملکی پروانے دونوں کتابیں بذریعہ رجسٹرڈ ایرمیل حاصل کرنے کے لئے ایک Rs. 120/- کا بینک ڈرافٹ شمع بک ڈپو نئی دہلی کے نام بنوا کر بھیجیں۔ ڈرافٹ کسی بینک سے ہی بنوائیں۔ ماہ ٹوچیجو کمپنی کا ڈرافٹ تجارتی مقاصد کے لئے قابل قبول نہیں ہوتا۔

آپ کو ہندوستان کے کسی گوشے میں یا دنیا کے کسی بھی ملک میں اُردو، انگریزی، ہندی، پنجابی کتابیں یا رسائل منگوانے ہوں تو شمع کے ادارے کو خدمت کا موقع دیجئے۔ غیر ممالک میں شہر شہر نئے ایجنٹ بنائے جا رہے ہیں۔

www.taemeernews.com

تاریخوں کی تبدیلی نوٹ فرمالیجئے

ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے کے انعامات

Rs. 1,15,000.00

پہلا انعام بالکل درست حل پر:

(۲۲ کیرٹ زیورات کی شکل میں، مقدار قیمت خرید پر منحصر)

یا پچاس ہزار روپے

دوسرا انعام: ایک غلطی والے حل پر سولہ ہزار روپے۔ **تیسرا انعام:** دو غلطی والے حل پر پندرہ ہزار روپے۔ **چوتھا انعام:** تین غلطی والے حل پر چودہ ہزار روپے خصوصی انعام دس ہزار پچاس روپے۔ دوسرا، تیسرا اور چوتھا انعام پانے والے حلوں میں سے سب سے پہلے ڈاک سے آنے والے حلوں پر مزید تقسیم کیا جائے گا۔ مزید انعام دس ہزار روپے شمع ادبی کلب کے مفت ناموں کے ذریعے شامل مقابلہ ہونے والے انعامی حلوں پر تقسیم کیا جائے گا فیس داخلہ فی حل: **دو روپے**۔ آپ جتنے حل چاہیں بھیج سکتے ہیں شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۵ کے اپنے تمام خاکوں کے ساتھ ایک ٹوکن شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۵ ضرور بھیجئے جو ماہ نامہ شمع (نئی دہلی) سے کاٹا گیا ہو۔ مفصل شرائط و ہدایات ماہ نامہ شمع (نئی دہلی) میں شائع کی جاتی ہیں۔ ان کی پابندی ضروری ہے۔

ایک شخص الگ الگ ٹوکن پر الگ الگ انعام حاصل کر سکتا ہے۔

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۵

فیس داخلہ: دو روپے فی حل

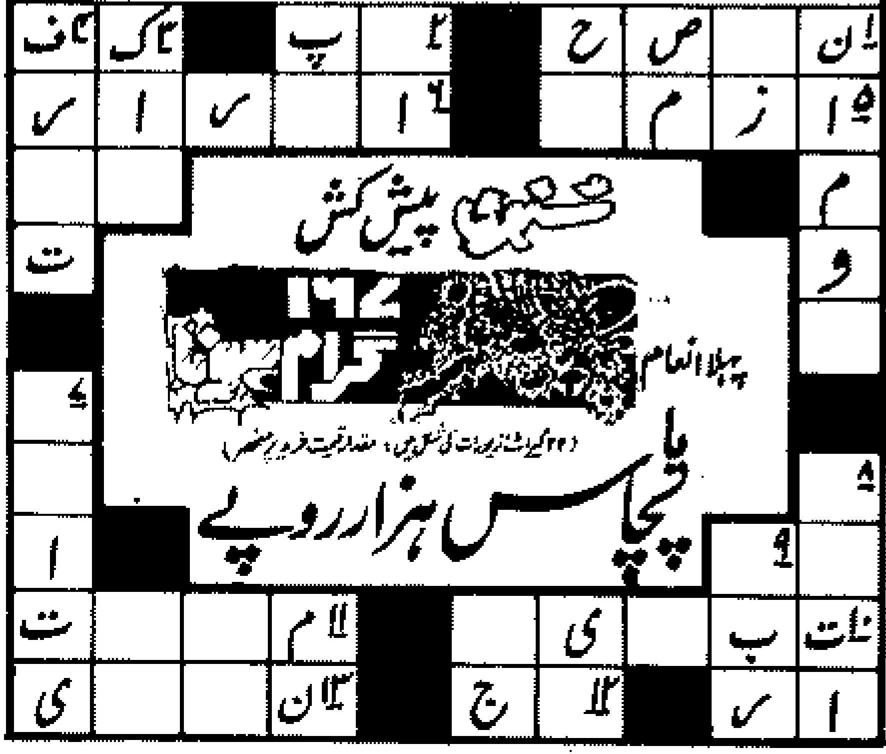

دفاتر شمع (نئی دہلی) میں دستی حل وصول ہونے کی آخری تاریخ: ہفتہ ۲۱۔اپریل ۱۹۹۰ (بارہ بجے رات تک)
پیر ۲۳۔اپریل ۱۹۹۰ تک ڈاک سے ملنے والے حل بھی قبول کر لئے جائیں گے۔ صحیح حل: بدھ ۲۵۔اپریل ۱۹۹۰ کو صبح دس بجے ظاہر کر دیا جائے گا۔

اشارے

دائیں سے بائیں:

۱۔ شورِ پند ــــ نے زخم پر نمک چھڑکا

۲۔ ــــ سے کوئی پوچھے، تم نے کیا مزا پایا

۵۔ تو ہی جب خنجر ــــ نہ ہوا

۶۔ وہاں صرف میرے ــــ سے کچھ نہیں ہوگا۔ آپکو خود بھی

۱۰۔ انسان کے بنیادی حقوق میں ــــ مذہب کا حق بھی شامل ہے۔ اس کے بغیر انسانی زندگی

۱۱۔ محض دکھاوے کی ــــ سے کیا فائدہ؟

۱۲۔ ــــ ہی ہوا منظور ان کو امتحاں اپنا

۱۳۔ چھوٹے سرکار کو ایسی ــــ لڑکیوں کے ساتھ دیکھکر دل تو بہت دُکھتا ہے۔ لیکن انکا نمکخوار ہوں۔ خاموش

اوپر سے نیچے:

۱۔ جب کوئی لڑکی باپ دادا کے ــــ پر کلنک لگا کر گھر سے فرار ہوتی ہے تو وہ جانتی ہے اس کے لئے اس دہلیز پر واپس قدم رکھنا ممکن نہ ہوگا

۳۔ بھگوان ہی سب کے بگڑے ــــ بناتا ہے۔ اسی سے مانگنا

۴۔ میری زندگی میں ــــ کے ایسے لمحات کم ہی آئے ہیں۔ بچپن سے ہی مجھے

۷۔ میری بھی تمنا تھی کہ میں اپنا گھر ــــ۔ لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ جب

۸۔ وہ تو بہتو خیر ہوئی۔ چار ہی دن میں معلوم ہو گیا کہ نگوڑا چوٹا ہے۔ ورنہ خدا جانے کیا کیا لے ــــ کم بخت

۹۔ بعض حالات میں ــــ سے کام لینا لازم ہو جاتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ

ڈاک سے اپنے حل اور فیس اس پتے پر بھیجئے: **شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۵، ماہ نامہ شمع، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲**

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۵ کی فیس داخلہ دو روپے فی حل ہے، نوٹ کر لیجئے۔ شمع ادبی کلب کا مفت نامہ بھیجنے کی صورت میں ہر حل کے ساتھ شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۵ کے دو مفت نامے بھیجئے یا شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۵ کا ایک مفت نامہ اور ایک روپے کا نقد نامہ، پوسٹل آرڈر یا منی آرڈر کی رسید ضرور بھیجئے۔

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

شمع ادبی معموں کی ایک اور

Rs.3,00,000.00 تین لاکھ روپے کے انعامات

پہلا انعام: بالکل درست حل پر: آدھا کلو سونا

(۲۲ کیرٹ زیورات کی شکل میں: مقدار قیمت خرید پر منحصر)

یا

ایک بالکل نئی ہندوستان ایمبیسڈر ڈی لکس کار

یا

Rs.1,50,000.00 ایک لاکھ پچاس ہزار روپے نقد

دوسرا انعام ایک غلطی والے حل پر: سینتیس ۳۷ ہزار روپے تیسرا انعام: دو غلطی والے حل پر چھتیس ۳۶ ہزار روپے چوتھا انعام: تین غلطی والے حل پر: پینتیس ۳۵ ہزار روپے خصوصی انعام: بتیس ۳۲ ہزار روپے دوسرا، تیسرا اور چوتھا انعام پانے والے اور دیگر حلوں میں سے ڈاک سے پہلے ملنے والے حلوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ مزید انعام: دس ۱۰ ہزار روپے شمع ادبی کلب کے مفت ناموں کے ذریعہ شامل ہونے والے انعامی حلوں پر تقسیم کیا جاتے گا۔ فیس داخلہ فی حل: صرف تین ۳ روپے آپ جتنے حل چاہیں بھیج سکتے ہیں شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۶ کے اپنے تمام خاکوں کے ساتھ ایک ٹوکن شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۶ ضرور بھیجیے جو ماہ نامہ شمع (نئی دہلی) سے کاٹا گیا ہو۔ مفصل شرائط و ہدایات ماہ نامہ شمع (نئی دہلی) میں شائع کی جاتی ہیں۔ ان کی پابندی ضروری ہے ——

ایک شخص الگ ٹوکن پر الگ الگ انعامات حاصل کر سکتا ہے۔

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۶ کی فیس داخلہ تین ۳ روپے فی حل ہے، نوٹ کر لیجیے۔ شمع ادبی کلب کا مفت نامہ بھیجنے کی صورت میں ہر حل کے ساتھ شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۶ کے تین ۳ مفت نامے بھیجیے یا شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۶ کا ایک مفت نامہ اور دو ۲ روپے کا نقد نامہ پوسٹل آرڈر یا منی آرڈر کی رسید ضرور بھیجیے۔

www.taemeernews.com

عظیم الشان خصوصی پیش کش

دفاتر شمع (نئی دہلی) میں دستی حل وصول ہونے کی آخری تاریخ : ہفتہ، ۱۹- مئی ۱۹۹۰ (بارہ بجے رات تک)
پیر ۲۱- مئی ۱۹۹۰ تک ڈاک سے ملنے والے حل بھی قبول کر لئے جائیں گے۔
صحیح حل : بُدھ ۲۳- مئی ۱۹۹۰ کو صبح دس بجے ظاہر کر دیا جائے گا۔

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۶

فیس داخلہ صرف :
تین روپے فی حل

۴پ	■		۳ک	■	ک	ے		۲ر	۱ہ
س	۶	■	د	ی	م	۵	■	و	و
ا									
	ی							ے	ے
ا	ل							■	■
■	■							۸	۷ب
۱۰ت	۹م							ا	ن
									د
		■	ر	ہ	ا	۱۱	■	ا	
ی	ت	ک		۱۳	■	ڑ	۱۲	■	ن

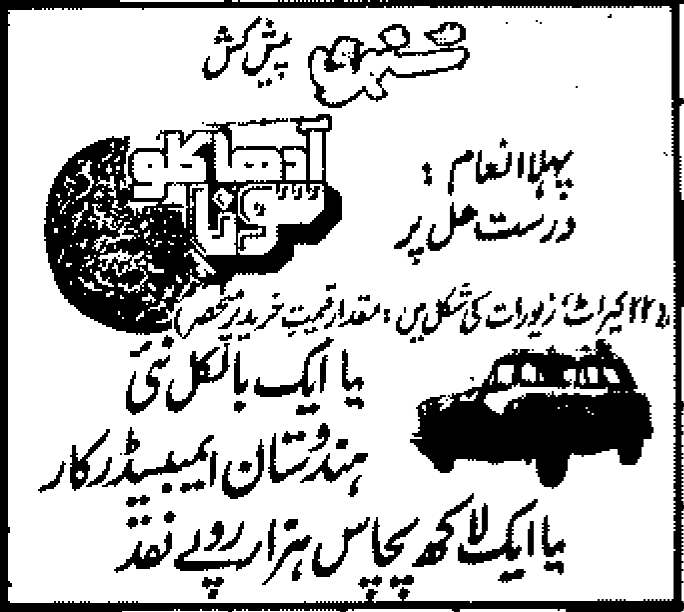

اشارے

دائیں سے بائیں :

۱- دوڑے ہے پھر — گل ولالہ پر خیال
۳- صد گلستاں نگاہ — ساماں کئے ہوئے
۵- کہتے ہیں، جیتے ہیں — یہ لوگ
ہم کو جینے کی بھی امید نہیں
۱۱- تم — کی شان شوکت پر مرتے ہو۔
حقیقت تمہیں نظر نہیں آتی
۱۲- ہر ایک سے یوں — نا ٹھیک نہیں۔
زبان قابو میں رکھو۔ خواہ مخواہ
۱۳- گاؤں سے ہزاروں میل دور چلے آنے
پر بھی وہ — آنکھیں میرا پیچھا نہیں
چھوڑتیں۔ جب بھی مجھے تنہائی کے چار
لمحے نصیب ہوتے ہیں میرے تصور میں
وہی

اوپر سے نیچے :

۱- یہ لوگ تو اتنے بدتمیز — ہیں کہ کوئی شریف
انسان نہ ان سے بات کرنا پسند کریگا نہ
ان کے پڑوس میں رہنا
۲- خدائے بزرگ و برتر کو ہمارے — کی
ضرورت نہیں۔ ضرورت تو ہمیں ہے کہ کسی
طرح اس کی خوشنودی
۴- یہ اپنا — کاٹھ کباڑ بیچ بیچ کریں کب
تک گزارا کر سکونگا؟ کوئی چھوٹی موٹی نوکری
ملجاتی تو
۶- کسی کو — کہنے سے اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔
اپنی زبان خراب ہوتی ہے
۷- یہاں تو عورتیں بھی کھلے — سگریٹ پیتی
ہیں۔ صحت کیلئے انتہائی مضر اور
۸- اب تو مجھے بھی خیال آتا ہے کہ اگر میں نے
اس روز — کی بات مان لی ہوتی تو آج
میری یہ حالت نہ ہوتی
۹- محض دکھاوے کی — سے کیا فائدہ :
انسانی زندگی
۱۰- تم نے اپنی — کا نتیجہ دیکھ لیا؟ ہمیں
پہلے ہی سے معلوم تھا کہ

●●

ڈاک سے اپنے حل اور فیس اس پتے پر بھیجئے : شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۶، ماہنامہ شمع، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

www.taemeernews.com

ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے کے انعامات

Rs. 1,15,000.00

پہلا انعام بالکل درست حل پر:

یا پچاس ہزار روپے

(۲۲ کیرٹ زیورات کی شکل میں، مقدار قیمت خرید پر منحصر)

دوسرا انعام: ایک غلطی والے حل پر سولہ ہزار روپے **تیسرا انعام:** دو غلطی والے حل پر پندرہ ہزار روپے **چوتھا انعام:** تین غلطی والے حل پر چودہ ہزار روپے خصوصی انعام دس ہزار پچاس روپے۔ دوسرا، تیسرا اور چوتھا انعام پانے والے حلوں میں سے سب سے پہلے ڈاک سے آنے والے حلوں پر مزید تقسیم کیا جائے گا۔ مزید انعام دس ہزار روپے شمع ادبی کلب کے مفت ناموں کے ذریعے شامل مقابلہ ہونے والے انعامی حلوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ فیس داخلہ فی حل: دو روپے۔ آپ جتنے حل چاہیں بھیج سکتے ہیں۔ شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۷ کے اپنے تمام خاکوں کے ساتھ ایک ٹوکن شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۷ ضرور بھیجئے جو ماہنامہ شمع (نئی دہلی) سے کاٹا گیا ہو۔ مفصل شرائط و ہدایات ماہنامہ شمع (نئی دہلی) میں شائع کی جاتی ہیں۔ ان کی پابندی ضروری ہے۔ ایک شخص الگ الگ ٹوکن پر الگ الگ انعامات حاصل کر سکتا ہے۔

شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۷

فیس داخلہ دو روپے فی حل

دفاتر شمع (نئی دہلی) میں دستی حل وصول ہونے کی آخری تاریخ: ہفتہ، ۱۶ جون ۱۹۹۰ (بارہ بجے رات تک)
پیر، ۱۸ جون ۱۹۹۰ تک ڈاک سے ملنے والے حل بھی قبول کر لئے جائیں گے۔ صحیح حل: بدھ، ۲۰ جون ۱۹۹۰ کو صبح دس بجے ظاہر کر دیا جائے گا۔

اشارے

دائیں سے بائیں:

۱۔ جذبۂ بے اختیارِ شوق ــــ چاہئے

۲۔ سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر ــــ

۴۔ موت کی خاموش اور سنسان وادی کے اُس پار کیا ہے اس کے بارے میں ــــ سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہمیں

۵۔ بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے۔ ــــ کی چھوٹی بڑی باتیں ڈائری میں لکھ لیتے ہیں

۱۰۔ انسان دنیا میں آگے بڑھتا ہے تو اپنے ــــ کے سہارے۔ اس کے علاوہ

۱۱۔ اس کا کیا علاج کہ تمہاری ــــ سے لوگ گھبراتے ہیں۔ حالانکہ

۱۲۔ ہمارے شعر ہیں ــــ صرف دل لگی کے اسد

۱۳۔ سچ پوچھو تو ــــ باتیں تمہارے منہ سے اچھی نہیں لگتیں۔ زمانے بھر میں بدنام

اوپر سے نیچے:

۱۔ بعض نشہ آور چیزوں کا اثر ــــ نہیں ہوتا۔ استعمال کے بعد

۳۔ تجربہ نے مجھے سکھایا ہے کہ ایک ــــ کی بات سن کر فوراً اسے درست نہیں مان لینا چاہئے

۶۔ پچھلے تیس سال میں ہماری ــــ زندگی کا ڈھانچہ بالکل بدل چکا ہے۔ جہاں

۷۔ انسان زندگی بھر نیکی اور بدی کی ــــ میں رہتا ہے۔ موت کے بعد

۸۔ گاؤں سے ہزاروں میل دور چلے آنے پر بھی وہ ــــ آنکھیں میرا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ جب بھی مجھے تنہائی کے چار لمحے نصیب ہوتے ہیں میرے تصور میں وہی

۹۔ مجھے کیا معلوم ــــ دکاندار یہاں آکر مال خریدتے ہیں۔ میں ان سب کو نہیں پہچان سکتا

ڈاک سے اپنے حل اور فیس اس پتے پر بھیجئے: **شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۷، ماہنامہ شمع، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲**

> شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۷ کی فیس داخلہ دو روپے فی حل ہے، نوٹ کر لیجئے۔ شمع ادبی کلب کا مفت نامہ بھیجنے کی صورت میں ہر حل کے ساتھ شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۷ کے دو مفت نامے بھیجئے یا شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۷ کا ایک مفت نامہ اور ایک روپے کا نقد نامہ، پوسٹل آرڈر یا منی آرڈر کی رسید ضرور بھیجئے۔

پیشگی خاکہ اور اشارے: آپ کو صحیح حل تک پہنچنے کے لئے زیادہ وقت دینے کی خاطر شائع کئے جا رہے ہیں۔ شمع ادبی معمہ نمبر ۳۲۷ کے ہمراہ بھیجنے کے لئے ٹوکن شمع، جون اور شمع، جولائی میں شائع کئے جائیں گے۔ اپنے حل شمع، جون ۱۹۹۰ کی اشاعت کے بعد ہی بھیجیں۔